MadaariMedia.com
گلشن گل بابا میاں
حضور سیدنا تاج الفقہا الحاج شاہ سید عبد الاحد میاں (سراج عالم)

یا بصیر یا قدیر

اَلا اِنَّ اَوْلیاءَ اللّٰہِ لاخوفٌ علیھم ولا ھم یحزنُون

خبردار بیشک اولیاء اللہ کے، نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہونگے

بصیرت الایمان مترجم (مناظر اعظم ہند قدیری مرادآبادی)

گلشن گل بابا میاں

—: مرتبہ :—

نصیر احمد صحرائی

مدیر اعلیٰ ماھنامہ آستانۂ پاک لاہور

—: شائع کردہ :—

حضور سیدنا تاج النقباء الحاج علامہ سید عبدالاحد میاں (سراج عالم) ڈبل ایم اے

سجادہ نشین دربار سیدنا حضور اللہ ہو میاں رضی اللہ عنہ پیلی بھیت شریف یوپی

گلشن گل بابا میاں کے مختصر حالات

نام کتاب .... گلشن گل بابا میاں

مرتبہ .... نصیر احمد صحرائی

مدیر اعلیٰ ماھنامہ آستانۂ پاک لاہور

زیر سرپرستی .... حضرت قبلہ عالم علامہ مولانا الحاج سید عبد الرشید میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ

(سجادہ نشین دربار سیدنا حضور اللہ ہو میاں پیلی بھیت شریف یوپی انڈیا)

شائع کردہ .... حضور سیدنا تاج الفقہا الحاج علامہ سید عبد الاحد میاں (سراج ملت) [illegible]

(سجادہ نشین دربار سیدنا حضور اللہ ہو میاں پیلی بھیت شریف یوپی انڈیا)

زیر نگرانی .... صاحبزادہ علامہ سید محمد فضل حمید میاں صاحب مدظلہ العالی

(سجادہ نشین دربار سیدنا حضور اللہ ہو میاں پیلی بھیت شریف یوپی انڈیا)

کمپوزنگ .... احمد حسین قدری (پپی) دہلی، حافظ ریاض محمد قدری دربار اللہ ہو میاں پیلی بھیت شریف

طباعت .... شوال المکرم ۱۴۲۶ھ / نومبر ۲۰۰۵ء

زیر اشاعت .... قادریہ قدیریہ ویلفیر اورگینائزیشن (رجسٹرڈ) دہلی، پیلی بھیت شریف

آل انڈیا شاہ جی اکیڈمی، بریلی، پیلی بھیت شریف (یوپی)

حضرت قطب الاقطاب مولانا علامہ سیّد عبد البشیر میاں

المعروف اللہ ھو میاں رحمتہ اللہ علیہ

خلیفہ خاص غوث دوراں حضرت شاہجی محمد شیر میاں قدس سرہٗ

متوطن پیلی بھیت شریف

وطن شریف میں آپ کو حضرت صاحب. شاہ صاحب اور میاں صاحب کے لقب سے مخاطب کرتے تھے حضرت شاہجی میاں رحمتہ اللہ علیہ آپ کو مولوی صاحب کے نام سے پکارتے تھے حضور قبلہ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید رحیم اللہ میاں ابن سید معز اللہ میاں بن سیّد حبیب اللہ میاں بن سیّد جان محمد میاں بن سیّد میاں گل محمد بابا عرف میاں سیّد گل بابا بن سیّد مراد محمد میاں عرف خان خاناں بابا بن سیّد عبد العزیز میاں خاں ملیار بابا رحمتہ اللہ علیہ ذخاں کا لقب صوبہ سرحد میں جاگیردار کیلئے استعمال ہوتا ہے. آپ کی نسل پاک حضرت سیّد عبد الوہاب اور سیّد عبد الرزاق فرزندان حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے بغداد سے ایران پھر کابل میں آکر متوطن ہوگئے تھے.

حضرت کا اصل وطن تورڈھیر شریف ضلع صوابی ہے اور حضرت گل بابا میاں رحمتہ اللہ علیہ تک جملہ بزرگان کا مسکن بھی یہیں ہے اور ان جملہ بزرگوں کے مزارات مقدسہ بھی تورڈھیر شریف میں ایک ہی احاطہ میں واقع ہیں. صرف حضرت مولانا اللہ ھو میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مقدس پیلی بھیت شریف میں ہے. جو نہایت مشہور و معروف ہے. سیّد مراد محمد میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار موضع ہنڈ تحصیل صوابی (مردان) میں ہے اور سیّد عبد العزیز میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مزار علاقہ چھچھ ضلع اٹک کے ایک موضع ملتو میں ہے آپ کے مزار پر منت ماننے سے جملہ امراض ریاحی دور ہو جاتے ہیں، مشہور خلائق ہے.

آپ کی ولادت ۱۲۷۹ھ ہجری میں ہوئی آپ کے چہرہ مبارک سے بزرگی. پاکیزگی. متانت اور سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے ؎

اقبال سرش ز ہوشمندی　　　می تافت ستارۂ بلندی

تمہ یہ کہتی تھی کہ آپ کا آستانہ عالیہ مخلوق کا بوسہ گاہ ہوگا اور آپ کی بزرگی و فیض ظاہری و باطنی سے عامہ خلائق کو فیض پہنچے گا.

حلیہ مبارک

سر مبارک کلاں. قد بلند، پیشانی کشادہ، چشم سرگیں خوش قطع و روشن، دہن کشادہ. دندان موزوں و چمکدار،

بینی بلند، گوش بیضاوی۔ ریش گنجان مانند حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ، رخسار نورانی و سرخ، گردن بلند، سینہ فراخ، دست مبارک دراز، انگشت موزوں و خوبصورت، ناخن بیضاوی سرخی مائل سفید، پاؤں مبارک مائل بہ درازی، ساق بلند و موزوں۔

آپ کی ابتدائی تعلیم امام مسجد مولوی گلاب الدین کے سپرد ہوئی اور کلام پاک کی تعلیم ایک حافظ صاحب سے مسجد کلاں میں شروع ہوئی۔ جب آپ تحفہ نصائح پڑھنے لگے تو آپ کی عمر شریف گیارہ سال کی تھی اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے وفات پائی بعد اس کے چند عرصہ تک تورڈھیر شریف میں تعلیم حاصل کی اور ضلع پشاور کے مختلف مقامات پر بغرض تحصیل علوم عربی و فارسی تشریف لے گئے حتی کہ اسی ضلع میں اصول فقہ صرف و نحو عربی فارسی کی تکمیل ہوئی اپنے استادوں اور ہم سبق و ہم جماعت طالب علموں کے ساتھ نہایت ادب اور اخلاق سے پیش آتے تھے ان کی خدمت اور رضا جوئی کو اپنا فرض سمجھتے تھے اور نہایت ہر دلعزیز رہتے تھے۔ جس زمانہ میں مولانا لشکری صاحب کے پاس مقام رستم بازار میں اصول شاشی آپ کے درس میں تھی قریب میں ایک شخص رباب بجانے میں نہایت سرگرمی سے مصروف رہا کرتا تھا اور عشاء کی نماز کے بعد سے صبح تک بجاتا رہتا تھا اسے دیکھ کر آپ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اگر اسی طرح میں تمام شب اپنی کتاب کو حفظ کروں تو بہت زیادہ نفع پہنچے۔ یہ خیال کر کے ساری ساری شب جاگ کر اسے حفظ کر لیا۔ حضرت اپنے ہم سبق طالب علموں سے بحث و مباحثہ میں ہمیشہ سبقت لے جاتے تھے۔ آپ نے ہندوستان میں تشریف لا کر علوم تفاسیر و احادیث کی تکمیل فرمائی اور اسی سلسلہ سے سہس پور سہوارہ ضلع بجنور اور بانس بریلی محلہ ذخیرہ مسجد ڈومنی میں کچھ عرصہ تک اقامت گزیں رہے۔ رامپور کے مدرسہ عالیہ، پیلی بھیت شریف کے مدرسہ کفایت العلوم عرب محلہ پنجابیاں میں بھی کچھ تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے۔ زمانہ نابالغی میں بھی آپ اس کا خاص لحاظ رکھتے تھے اپنے والد صاحب قبلہ کے حکم سے جب کبھی کھیتوں پر جانے کا اتفاق ہوتا تو وضو کے لئے کوزہ ساتھ لے جاتے پابند صوم و صلوٰۃ اس قدر تھے کہ آپ سے کبھی نماز قضا نہ ہوئی اگر پانی نہ ملا تو تیمم سے نماز ادا کی پھر جب پانی ملا تو اس سے وضو کر کے تکرار ادا کی ایک مرتبہ وضو کا کوزہ ٹوٹ گیا تو آپ نے جب تک دوسرا کوزہ نہیں منگوایا کھیت کو نہیں گئے۔ آپ نے ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھا کہ کسی ناجائز ذریعہ اور طریقہ سے روزی حاصل نہ کی جائے حتی کہ قحط عظیم میں ایسی روزی حاصل کرنے پر فاقہ کشی کو ترجیح دی اور کبھی اس قسم کے کھانے کی طرف التفات نہ کیا۔ بزمانہ طالب علمی ایک مرتبہ علاقہ چھچھ میں قحط نمودار ہوا مسجد کے اکثر طالب علم باہر جا کر بھٹے وغیرہ توڑ کر کھاتے تھے حضرت فرماتے تھے کہ ہم نے کبھی اس طرف توجہ نہ کی خواہ بھوک سے ہماری حالت کیسی ہی غیر کیوں نہ ہوئی ہو۔ ایک مرتبہ ایک کھیت کے مالک سے اجازت لے کر اس کے کھیت میں سے رائی کے پتے توڑ کر ضرور نوش فرمائے اور اس سے آئندہ کے واسطے اجازت بھی حاصل کر لی تھی۔ بزمانہ طالب علمی علاقہ چھچھ کی ایک مسجد میں ۲۵ یا ۳۰ طالب علم رہتے تھے اور سب کے واسطے محلہ کے بچے کھانا لایا کرتے تھے ایک مرتبہ رات کے وقت نہایت تاریکی تھی اور بارش ہو رہی تھی بجلی چمک رہی تھی کوئی بچہ کھانا نہ لا سکا آپ اگرچہ صغیر سن تھے تقریباً ۱۲ یا ۱۳ سال کی عمر تھی ہمت فرما کر چل دیئے اور جب بجلی کوندتی تو آپ اس کی روشنی میں راستہ دیکھ لیتے اور چلتے چلتے اندھیرا ہوتا تو ٹھہر جاتے۔ غرض بمشکل تمام طالب علموں کا کھانا لا کر حاضر کیا۔ سب نے برہنہ سر ہو کر ہاتھ اٹھا کر آپ کے حق میں دعا فرمائی اور انہیں تمام دعاؤں کا یہ سب اثر تھا جو

ظہور میں آیا۔ حضرت نہایت قلیل مقدار میں کھانا تناول فرماتے تھے۔

حصولِ بیعت وجائے قیام

بزمانہ قیام مسجد ڈومنی آپ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دہلی بعیت شریف جاکر شاہ غلام نبی محبوب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو جاؤ۔ آپ نے اس خواب کا حال سید عنایت علی صاحب سے جو اسی محلہ میں رہتے تھے بیان فرمایا۔ یہ صاحب خود بھی شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے خواب کا حال سنکر بہت تعریف کی آپ کو کمال اشتیاق پیدا ہوا۔ اس زمانہ میں حضرت سبحان شاہ رحمۃ اللہ علیہ، نورالہدیٰ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور لطف اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ بقید حیات تھے ان سے ملاقات ہوئی جب حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا آؤ مولوی صاحب تم آگئے مجھ کو بھی مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم کو مرید ہونے کا جو حکم ہوا ہے مجھے بھی سرکار نے اس کا حکم فرمایا ہے اس پر بیساختہ آپ کی زبان مبارک سے یہ شعر نکلا ؎

بگشتم در اطراف بازار و کوئے ندیدم چنیں عابد سادہ روئے

آپ نے مرید ہونے کی التجا کی۔ شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابھی ٹھہرو تمہارا طالب علمی کا زمانہ ہے آخر ایک ہفتہ گزرنے پر جبکہ اشتیاق حد کو پہنچا تو بتاریخ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۰۶ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۸۸۸ء بعد نماز مغرب بیعت سے مشرف ہوئے اور ماہ ذیقعد ۱۳۰۸ھ مطابق جون ۱۸۹۱ء نورالہدیٰ شاہ صاحب کی مسجد میں مقیم ہوئے جو اب خانقاہ شاہ محمود علی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کے نام سے مشہور ہے یہ آپ پہلی بار ۲۰ دسمبر ۱۸۸۹ء کو پلی بھیت شریف تشریف لے گئے تھے۔

اوقات ومشاغل

آپ روزانہ ایک بجے شب بیدار ہوتے تھے اور تیمم فرما کر مراقبہ میں مصروف ہو جاتے تھے دو ڈھائی بجے آپ وضو فرماتے تھے تین بجے تک حبس دم فرمایا کرتے تھے اور عدمی صفت طاری ہوتی تھی۔ ازاں بعد نماز تہجد ذکر و فکر مراقبہ میں مصروف رہتے پھر نماز فجر ادا کر کے قصیدہ غوثیہ، شجرہ مبارک، اشعار حمد و نعت کو فرط انبساط اور جوشِ محبت کے ساتھ پڑھتے تھے اور استغفار پڑھکر طلوعِ آفتاب تک مراقبہ فرماتے تھے۔ تازہ وضو فرما کر نماز اشراق ادا کرتے تھے اور تلاوت کلام پاک فرماتے تھے۔ بعد تلاوت اگر لوگ آجاتے تو ان کو پند و نصائح فرماتے ورنہ مراقبہ میں مصروف رہتے یا کتب تصوف و دینیات کا مطالعہ فرماتے تھے اور گیارہ سے ایک بجے تک استراحت فرماتے اور ایک بجے کے بعد وضو فرماتے دلائل الخیرات پڑھا کرتے اور جب ظہر کا وقت آجاتا آپ نماز ظہر ادا کر کے ہفت کاف لقدر ایک ہزار پڑھا کرتے تھے اگر لوگ موجود ہوتے تو پند و نصائح فرماتے۔ ورنہ کتب دینیات و تصوف کا مطالعہ فرماتے۔ عصر سے قبل وضو فرما کر نوافل پڑھا کرتے تھے اور نماز عصر کے بعد استغفار پڑھتے تھے ازاں بعد مراقبہ فرماتے اور اکثر مزارات پر تشریف لے جاتے۔ بزمانہ قیام وطن شریف حضرت گل بابا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے

مزار پر اور بزمانہ قیام پیلی بھیت شریف حضرت شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے جاتے۔ نماز مغرب ادا فرماتے اور بعد نماز کچھ نوافل پڑھا کرتے تھے۔ قصیدہ غوثیہ اور شجرہ شریف بھی پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہوتے بعدازاں کھانا تناول فرماکر قدرے آرام فرماتے اگر لوگ آجاتے تو پند و نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ پھر نماز عشاء ادا کرتے دو چار نوافل بھی پڑھا کرتے تھے۔ سورۂ تبارک الذی مع درود شریف پڑھتے پھر مراقبہ میں مصروف ہوتے۔ قریب گیارہ بجے شب کے آرام کرتے تھے۔ اوقات مقررہ میں اگر کوئی صاحب اپنے گھر لے جانے کے واسطے استدعا کرتے تو آپ ازراہِ دلجوئی و شفقت تشریف لے جاتے۔ وصال سے تین سال قبل آپ بوقت تنہائی زیادہ تر استغراق میں رہتے تھے یہ مقام غوثیت کا تھا۔

کشف و کرامات

حافظ شریف اللہ وغیرہ محلہ محمد واصل پیلی بھیت شریف سے روایت ہے کہ ہم کھکرا یار ایک آم کے باغ میں ایک بزرگ سید احمد شاہ کو اور حضرت قبلہ کو لے گئے دونوں صاحب ایک چارپائی پر بیٹھے اور آپس میں مخلصانہ گفتگو ہوتی رہی۔ اتفاقاً ابر نمودار ہوا سید صاحب نے فرمایا بارش ہو جائے تو گرمی دور ہو جائے حضرت نے فرمایا کہ ہمارے نیلے سیاہ کپڑے بھیگ جائیں گے اور بدن کو بھی سیاہ کر دیں گے۔ ہم پر نہ برسے سید صاحب نے ابر کو اشارہ کیا وہ اوپر آگیا حضرت نے اشارہ فرمایا وہ ہٹ گیا۔ آخر کار حضرت نے فرمایا اچھا تم پر برسے ہم پر نہ برسے چنانچہ ایک ہی چارپائی پر دونوں صاحب بیٹھے تھے سید صاحب پر بارش ہوتی رہی اور حضرت اس سے محفوظ رہے سید صاحب موصوف نے فرمایا کہ بیشک یہ تصرفات شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کو حاصل ہیں۔

جوشی ٹولہ کے ایک بڑھئی نے باغ میں جاکر دیکھا کہ حضرت کا ہر عضو جدا جدا پڑا ہے وہ گھبرایا کہ میاں کو کسی نے مار ڈالا ہے ایک گھنٹہ بعد اس نے حضرت کو باغ سے واپس آتے ہوئے دیکھا آپ نے اس سے فرمایا کہ تم گھبرا گئے تھے اس نے کہا کہ میاں مجھے یہ گھبراہٹ تھی کہ حضور کو کس نے شہید کر دیا ہے میں دیکھ کر چلا آیا۔ آپ نے فرمایا یہ حال کسی سے نہ کہنا۔ بیتوں سال گزرنے پر حضور کے انتقال کے وقت جب وہ بڑھئی صندوق لگانے آیا تو اس نے یہ واقعہ بیان کیا۔

مولانا سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تورڈھیر شریف میں ایک جگہ جو حضرت کا قدیمی حجرہ تھا اور وہاں کی مٹی سے بیٹھک بنائی گئی محمد نذیف و محمد ظفیر کل مریدان حضرت نے کہ ان میں سے اول الذکر ساکن جلبی تھے اور دوسرے صاحب ساکن تانو تھے۔ گڑھا پاٹنے کے ارادہ سے حضرت سے اجازت لے کر بیل پر مٹی لانا شروع کر دی اور ۱۲ بجے تک وہ پر ختہ ہو گیا سب لوگ بیٹھک میں آئے حضور نے فرمایا مانگ محمد نذیف کیا مانگتا ہے اس نے کہا کہ حضور میرے دو بھائی اور والد کو دس دس سال کی سزا ہو گئی ہے ان کو رہا کرا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ آکر کھے سے جھگڑا کریں

گئے تو کچھ اور چیز مانگ لیکن اس نے پھر وہی درخواست کی۔ جب تین مرتبہ اس نے اصرار کیا تو آپ نے جوش میں آکر فرمایا اگر خدا نے ہماری سنی تو ہم نے چھوڑ دیا۔ چار پانچ روز بعد وہ دس دس سال کے قیدی واپس آگئے۔ چند روز بعد محمد لطیف سے جھگڑے جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ اور پھر محمد لطیف پچھتاتے آپ نے فرمایا کہ اور چیز طلب کی ہوتی تو اچھا ہوتا اب وقت گزر گیا، کیا ہو سکتا ہے۔

بہ زمانہ قیام تورڈھیر شریف امیر حبیب اللہ خاں صاحب والئ ولایت افغانستان نے ہندوستان کا عزم فرمایا حضور قبلہ سے جناب قبلہ شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حبیب آ رہے ہیں ان کی نگرانی پشاور سے اٹک تک تمہارے سپرد کرتا ہوں کر لو گے؟ حضور نے فرمایا ہاں حضور کی برکت سے ہو سکتی ہے چنانچہ تین شب و روز حضور نے آرام نہیں کیا۔ پھر علاقہ اٹک میں دوسرے متصرف کے سپرد کر دیا حضور نے یہ واقعہ اپنے صاحبزادہ مولانا عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا ایک مرتبہ آپ نے تورڈھیر شریف میں لوگوں سے فرمایا کہ اپنا اپنا بھوسہ اکٹھا کر دو اور اس کی نگرانی کر لو نہ معلوم کیا آفت آئے لوگوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ آپ کے حکم سے مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا بھوسہ اٹھوا کر مٹی لیس کر محفوظ کر دیا۔ اسی روز شام کو اس قدر زور کی آندھی آئی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ کر دور گر پڑے۔ غبار اسقدر تھا کہ لالٹین کی روشنی میں بھی ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا۔ سب لوگوں کا بھوسہ اڑ گیا صرف آپ کا بھوسہ محفوظ رہا۔ چنانچہ حضرت اس وقت اپنے حجرہ میں استغراق کی حالت میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت مولانا سید عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جا کر باصرار دعا کے واسطے عرض کیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ آندھی دور ہوئی۔ اس آندھی میں لوگوں کا بڑا نقصان ہوا۔ تورڈھیر شریف میں ایک مرتبہ بزمانہ رمضان المبارک مسجد گل بابا میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں آخر رات ختم کلام پاک کے موقع پر حضرت نے مولوی سید عبدالقدیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ ایک دیگ سفید چاول کی پکوا لو تاکہ فاتحہ ہو جائے۔ لیکن جب بعد مغرب لوگوں کی کثرت دیکھی تو چند اصحاب نے فرمایا کہ ایک دیگ سے کام نہ چل سکے گا۔ دوسری دیگ بھی پکوا لیجئے حضرت کا فرمان ہی ایک دیگ کا تھا۔ لہذا ایک ہی پکائی گئی۔ بعد ختم فاتحہ ہوئی۔ مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نے حکم دیا تھا کہ اس کے اوپر چادر ڈال لو۔ چادر ڈال کر کھانا کھلانا شروع ہوا۔ قریب پانچ سو آدمیوں نے کھایا اور تبرک بھی لے گئے۔ منشی ولی محمد اور عبدالرحمن گھڑی ساز متوطن پیلی بھیت شریف سے روایت ہے کہ اجمیر شریف عرس میں ہم اور چند بھائی پیلی بھیت کے حاضر تھے اور کراچی۔ بمبئی۔ پشاور۔ بریلی کے لوگ بھی موجود تھے ایک روز حضرت نے بعد ظہر فرمایا کہ جو لوگ بمبئی۔ کراچی۔ بریلی کے ہیں ان کی دعوت ہماری طرف سے کر دی جائے۔ چنانچہ دوپہر کے وقت جو لوگ جمع ہوئے تو حضرت نے ایک روپیہ مجھے دیا کہ ۱۲ آنے کی روٹی اور ۴ آنے کا گوشت لے آؤ ہمارے آدمیوں نے عرض کیا کہ یہ تھوڑا ہے حضور نے فرمایا کہ تم جاؤ میں جو کہتا ہوں لے آؤ۔ حضور نے روٹیوں کو چادر مبارک سے چھپا لیا اور دیگچی چادر مبارک سے ڈھک لی اور اس میں سے روٹی نکالتے گئے اور کھلاتے رہے۔ وہ ۱۲ آنے کی روٹی اور ۴ آنے کا گوشت سب لوگوں کو کافی ہوا۔ پھر ایک بہشتی نے آکر عرض کیا کہ میں نے لوگوں کو پانی پلایا تھا مجھے کچھ نہیں ملا۔ حضور نے چادر جھاڑی تو ایک روٹی اور نکلی۔ وہ بہشتی کے حوالے کی۔ محمد عثمان کے والد فرماتے

ہیں کہ ہم اوائل جوانی میں قبلہ اللہ ھو میاں کی خدمت میں رہتے تھے۔ ایک روز اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ قریب ایک بجے شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لے گئے اور حجرے سے باہر کھڑے ہو کر آواز دی عبد ابصیر حاضر ہے۔ حضور باہر آئے اور مسجد کی فصیل پر بیٹھ گئے ہم تینوں شخص وہاں بیٹھے تھے۔ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت کے درمیان محبت آمیز راز و نیاز کی گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے باتوں باتوں میں فرمایا کہ اس وقت تو دودھ ہوتا اور پھر گفتگو کرنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص گرم گرم دودھ لایا اور تینوں شخصوں نے شکم سیر ہو کر پیا۔ پھر ہم اور قبلہ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ واپس چلدیئے۔ ایک روز حضرت قبلہ برمکان ستو خاں آرام فرما رہے تھے ایک عورت جواہر نامی آئی چادر سے منہ چھپائے ہوئے آپ لیٹے تھے کچھ عرض کرنے لگی آپ نے فرمایا جواہر ابھی ہم نے تمہارا لڑکا دیکھا ہے اس نے عرض کیا میرا خاوند عرصہ سے بیمار ہے۔ فرمایا تمہارے شوہر عبدالرزاق چند دن بعد اچھے ہو جائیں گے۔ چنانچہ اس کو صحت ہوئی۔ اور اس سے لڑکا تولد ہوا۔ ایک روز حضرت صحن مسجد میں برنج پر آرام فرما رہے تھے اور قریب میں تحصیل بیسری سے برات آئی ہوئی تھی۔ جس میں رقص ہو رہا تھا آپ کو اس رقص کی وجہ سے پریشانی ہوئی اور عبادت میں خلل پڑا صبح نماز فجر تک رقص جاری رہا تو حضرت نے فرمایا پانی برسے تو مجلس منتشر ہو جائے۔ چنانچہ ایکدم بارش ہوئی اور لوگ منتشر ہو گئے کچھ لوگ مسجد میں آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیسے آئے ہو بیٹھو۔ راوی صاحب فرماتے ہیں کہ میری زبان سے نکلا کہ یہ لوگ تو آپ ہی کے بھگائے ہوئے ہیں آپ نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہ خاموش رہو اور وہ وقت بارش کا تھا شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر خانہ میں آپ اکثر کھانا تقسیم کرتے تھے ایک ایسا شخص وہاں آتا تھا کہ وہ چوری کرتا تھا۔ آپ نے دل میں فرمایا کہ یہ چور اب تک نہیں پکڑا گیا شاید شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرف خیال نہیں ہے اور فرمایا کہ میں اسے پکڑ واؤں گا غائب یہ شخص بریلی کا ہے جو میاں کی محبت کا دم بھرتا ہے یہ اسی کا فعل ہے اسی شب کو اس شخص نے ایک رامپور والے کی کمر ٹٹولی فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا گیا اور شور مچگیا آپ مسجد میں مراقبے میں بیٹھے تھے لوگوں نے اس چور کو سزا دیکر چھوڑ دیا آپ نے فرمایا دیکھو وہی چور نکلا جس کو ہم نے سمجھا تھا۔ ماہ ذیقعد ۱۳۳۹ھ میں جبکہ حضرت تو دہیر شریف سے پیلی بھیت تشریف لا رہے تھے آپ تانگہ میں سوار تھے مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اب ہم نے تمہارے واسطے ایک بیٹا خدا سے طلب کیا ہے۔ چنانچہ اسی سال میں سید عبدالرشید میاں پیدا ہوئے۔ علیٰ ہذا وصال سے ایک سال قبل اسی طرح آپ جب وطن سے پیلی بھیت تشریف لا رہے تھے تو آپ نے پھر جوش میں آکر فرمایا کہ ہم نے تو اللہ تعالیٰ سے ایک بیٹا طلب کیا تھا لیکن اور بھی منظور ہے چنانچہ بعد وصال سید عبدالوحید میاں رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کی بزرگی کی بشارت نانی کو بھی ہوئی۔ قبل ولادت صاحبزادہ سید عبدالرشید میاں صاحب حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میں نے تمہارے واسطے اللہ تعالےٰ سے ایک لڑکا طلب کیا ہے جو تمہارا ایسا ہی شیخ قائم مقام و جانشین ہو گا جیسا کہ تم ہمارے واسطے ہو۔ چنانچہ قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں دامت برکاتہم العالیہ ۱۹ ماہ رجب ۱۳۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ شعبان ۱۳۳۹ھ میں جب اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو دہیر شریف لے گئے تو آپ نے اپنی زبان مبارک

ن کے منہ میں دیکر قریب ایک گھنٹہ چوسائی اور فرمایا کہ یہ بچہ ہمارے محمد نسیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے مستفید ہو
لا اللہ فیضیاب ہوگا۔ اسی سلسلہ میں ایک مرتبہ سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ نے تروڈھیر میں خواب میں دیکھا کہ شاہجی میاں
صاحب اس حجرہ میں تشریف رکھتے ہیں جس میں اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے اور سید عبدالرشید میاں شاہجی میاں
کی گود میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی دونوں چھاتیاں دودھ سے بھری ہیں اور آپ سید عبدالرشید میاں کو دودھ
پلا رہے ہیں اور دودھ بہہ رہا ہے جس سے فیضان جاری ہے اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے ہیں کہ یہ ہمارا بچہ ہے چنانچہ
خواب کا یہ واقعہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد قبلہ اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایک خط میں لکھا تو آپ
بہت خوش ہوئے اس وقت قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سن مبارک تین ماہ کا تھا۔

ایک مرتبہ بمبئی میں حسب درخواست مولوی سید حلیم گل میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت کو بمبئی تشریف لے جانے کا اتفاق ہوا
وہاں کے ایک مجذوب عبدالرحمٰن بابا کے پاس تشریف لے گئے اس وقت وہاں ایک کوہستانی مولوی صاحب بیٹھے
ہوئے تھے انھوں نے ذکر کیا تھا کہ ہم شام سے آئے ہیں وہاں کے متصرف نے مجھے بھیجا ہے کہ تم کو ہندوستان کی
ولایت عبدالرحمٰن بابا سے ملے گی۔ جس وقت دروازہ کھلا تو مجذوب صاحب چائے پی رہے تھے خدام نے حضرت
اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا آپ نے تشریف لے جاکر توجہات باطنی کا اثر بہ تصور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ اس مجذوب پر ڈالا
فی الفور یہ مجذوب بہ چیخ اٹھے اور کہا کہ مولوی صاحب مارنے آیا ہے اس ہیبت سے سب برتن چائے کے ٹوٹ گئے
جب آپ باہر تشریف لائے تو کوہستانی مولوی صاحب سے آپ نے فرمایا کہ وہ ہماری توجہ کی طاقت نہیں رکھتا ہے
تو آپ کو ہندوستان کی حکومت کیا دے سکے گا۔ آپ صوبہ سرحد جائیے آپ کو یہاں رہنے کا حکم نہیں ہے۔ ایک
مرتبہ حضرت اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف تشریف لے گئے وہاں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں سید حلیم گل میاں رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ
بھی موجود تھے فقراء جمع ہوئے اور یہ گفتگو تھی کہ آج شب میں تصرفات باطنی کی سلطنت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی
طرف سے جس کے واسطے حکم ہوگا دی جائے گی چنانچہ یہ تمام فقراء خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر متوجہ ہوئے۔ تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا کہ شاہجی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد تو نہیں ہے (کیونکہ آپ نے شادی نہیں کی تھی) لہٰذا یہ باطنی تصرفات مولوی
سید عبدالبصیر میاں عرف اللہ ھُو میاں رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے عطا کر دیئے کیونکہ آپ کی نسبت تمام خلفاء میں زیادہ قوی تھی اور پھر
خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے باطنی متصرف کو حجرے کا مصلہ دینے کا حکم فرمایا چنانچہ آپ نے اس حجرے کے مصلے پر بچھا کر دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی وہ
حجرے کا مصلہ اب تک حضرت اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر توروڈھیر شریف میں موجود ہے۔

حضرت اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ توروڈھیر شریف سے پیلی بھیت شریف تشریف لا رہے تھے ریل پر لوگ خیر مقدم
کے واسطے حاضر ہوئے۔ تمام گاڑیاں دیکھیں آپ کو نہ پایا مایوس واپس ہوئے۔ مسجد میں آکر دیکھا تو حضرت یہاں موجود تھے
آپ کو یہ منظور نہ تھا کہ لوگ شان و شوکت سے خیر مقدم کر کے آپ کو لے جائیں۔ لہٰذا آپ کے تصرف سے کوئی آپ
کو دیکھ نہ سکا۔ حالانکہ آپ اسی مقررہ گاڑی سے تشریف لائے تھے۔ عاشق میلاد خوان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ

بسولی کے محلہ شاہ دانہ بر مکان علی خاں میلاد شریف میں حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ذوق افروز تھے بارہ بجے رات کے بعد میلاد شریف ختم ہوا اور سب لوگ ٹھہر گئے حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک حجرہ میں موجود تھے لیکن اپنا عزم روانگی ظاہر کر دیا تھا۔ علی خاں نے اصرار کیا اور جب آپ سو رہے تھے تو حجرہ میں قفل ڈال دیا۔ صبح کے وقت قفل موجود تھا لیکن حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ آپ پیلی بھیت شریف پہنچ گئے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمقام ببکا، ضلع مردان میں ایک بزرگ صاحبزادہ مولانا غلام حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں تشریف لے گئے راستہ میں وہاں بارش ہوئی آندھی آئی لیکن جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا آپ پر بارش کے آثار نہ تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے تصرفات دیے ہیں۔ ایک مرتبہ جب حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاور تشریف لے گئے تو ایک کوہستانی مُلّا صاحب جو بڑے عالم اور کامل تھے تہکال سے تشریف لائے اور بہت سا مجمع مریدوں اور معتقدوں کا ساتھ لائے۔ مُلّا صاحب نے حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلوؤں کو بوسہ دیا اس پر ایک بزرگ آغا سید فقیر شاہ نے جن کے مکان پر حضرت ٹھہرے ہوئے تھے۔ عرض کیا کہ حضرت ہم سب لوگ تو ان کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہم پیلی بھیت کے شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہیں۔ اور بادشاہ کا بیٹا شہزادہ ہوتا ہے لہٰذا ان پر ہماری تنظیم فرض ہے۔ مُلّا صاحب نے اسے تسلیم کیا پھر مُلّا صاحب نے اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تہکال ہمراہ لے جانے کی استدعا کی کہ — ہم نے تہکال میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا ہے آپ وہاں تشریف لے چلیئے۔ آپ کے جانے سے اس میں برکت ہوگی۔ آپ کی وجہ سے ہمارے مدرسہ کو ترقی اور فروغ حاصل ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو مدرسہ قائم کیا ہے یہ خدا رسول کی اجازت سے چلانا شروع کیا یا اپنی مرضی سے قائم کیا۔ مُلّا صاحب نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے قائم کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مدرسہ کا چلنا مشکل ہے اس کے بعد مُلّا صاحب نے خلافِ وعدہ آپ کو روکا اور کہا کہ ہم اسوقت تک آپ کو جانے نہ دیں گے۔ ہم نے حصار کر دیا ہے۔ آپ نے جوش میں آکر ایک ہاتھ اونچا کر کے کہا کہ جاؤ ہم نے تمہارا حصار توڑ دیا۔ اور آپ اپنی چھڑی اور پگڑی مبارک لیکر روانہ ہو گئے اور وہ لوگ حضرت کو نہ دیکھ سکے بعد نماز عصر حضرت کو نہ پایا۔ دوسرے روز مُلّا صاحب نے حضرت کے پاس پشاور آکر معافی مانگی۔ اسی سال ان مُلّا صاحب نے اجمیر شریف جاکر سید حلیم گل میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ حصار استقدر زبردست تھا کہ کوئی اس سے نکل نہ سکتا تھا۔ لیکن حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنے تصرفات روحانی سے دور پھینکدیا اور تھوڑے عرصہ بعد مُلّا صاحب سوات بونیر تشریف لے گئے وہاں ان کا انتقال ہوگیا اور مدرسہ بھی بند ہوگیا۔ ایک مرتبہ حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے زمانہ میں جبکہ آپ تو رڈھیر شریف تشریف رکھتے تھے وہاں بعد نماز عصر حضرت اللہ ھومیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بموجودگی عزیز اللہ نامی ایک مرید جو نہایت حاضر باش تھا ایک جناب حضرت مولانا عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ چلو اس وقت قُل کا وقت ہے مراقب ہو کر قُل میں شرکت کریں۔ چنانچہ یہی عمل کیا گیا۔ رامپور کے لوگوں کا بیان ہے کہ ہم نے

حضرت کو قبل میں یہاں دیکھا تھا۔ اور بعد قتل کے آپ کو نہیں پایا۔ راہمپور کے بہت سے آدمیوں نے اس واقعہ کو بیان کیا۔
اسی طرح حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال جبکہ چند روز گزر گئے تھے رامپور میں پھرتے ہوئے دیکھا گیا۔ یہ
واقعہ اکثر لوگوں نے دیکھا جب وہ ملنے گئے آپ کو نہ پایا۔

وصال سے پہلے تین سال آپ زیادہ تر تنہائی کے وقت عالم استغراق میں رہا کرتے تھے اکثر فرماتے تھے کہ
عبدالقدیر میاں اب ہم تمہاری طرف سے فارغ اور مطمئن ہو گئے ہم کو تمہاری طرف سے بہت فکر رہا کرتی تھی۔ اب
بفضلہ تعالیٰ وہ فکر دور ہو گئی ہم نے جو کچھ خدا سے طلب کیا اپنے لئے وہی تمہارے لئے طلب کیا۔ دنیا کے معاملات نہ
ہم نے اپنے لئے طلب کئے نہ تمہارے لئے۔ تمہاری آبرو اللہ تعالیٰ رکھے گا۔ ایک وقت وہ آئے گا کہ خدائے تعالیٰ تم کو
ایک نعمت عظمیٰ عطا کرے گا جس سے اہلِ زمانہ کو حسرت ہوگی۔ کاش یہ نعمت ہم کو بھی ملتی چنانچہ قبل وصال مولوی شمس
محمد میاں صاحب سے فرمایا کہ ہم اللہ کی مرضی سے نعمت عظمیٰ اپنی اولاد کو دیں گے۔ اور انہیں کسی غیر کا محتاج نہیں
بنائیں گے۔ ایک مرتبہ وصال سے ایک ماہ قبل حضرت شیخ مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں حضرت قبلہ
مولوی عبدالصمد میاں صاحب قدس سرہٗ نے شہزادے میاں متولی مزار حضرت شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ کو کچھ
تعلیم فرما کر سرہند شریف بھیجا اور فرمایا کہ مزار مقدس سے حالت مراقبہ میں جو صورت عیاں ہو وہ فوراً آکر مجھ سے بیان
کرو۔ چنانچہ شہزادے میاں صاحب نے اسی تعلیم کردہ صورت سے مراقبہ کیا تو دیکھا کہ مزار شریف کے سرہانے سے
ایک ماہتاب برآمد ہوا اور اس کی ضیاء سے تمام عالم منور و روشن ہو گیا۔ اس کا قیام تقریباً زمین سے ایک گز بلند
ہوا۔ پھر وہ چاند تمام روئے زمین کو پرانوار کر کے دفعتہً وہیں غائب ہو گیا۔ شہزادے میاں صاحب نے فوراً جناب
میاں صاحب قبلہ سے بیان کیا۔ پھر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب ہم کو دیر نہ کرنا چاہیے ہمارا وقت آ گیا ہے۔ گرچہ
علالت تھی لیکن اسی روز سرہند شریف وغیرہ تشریف لے گئے۔ اور واپسی پر پھر رامپور تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم کو
وطن جانا ہے بعض اصحاب نے خیال کیا کہ ابھی کچھ دن ہوئے تو میاں وطن سے یعنی پشاور سے تشریف لائے ہیں اب پھر
ارادہ ہے لیکن افسوس یہ ہے راز اس وقت کھلا جبکہ حضور اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے بیلی بھیت شریف جا کر وصال
فرمایا اس وقت لوگ کفِ افسوس ملتے اور کہتے کہ اب معلوم ہوا کہ وطن جانا وطن آخرت مراد تھا۔ صفدر علی خاں عرف
سدن خاں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب دیکھا کہ جناب اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ قبلہ اپنے فرزند مولوی عبدالقدیر
میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لئے ہوئے مزار حضرت شاہ جمال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو کھڑے ہو گئے اور سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ
کو سامنے پیش کیا اور کچھ عرض کیا اس کے کچھ دیر بعد خوشی خوشی سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لئے ہوئے تشریف لے گئے
صبح کو وصال کی خبر معلوم ہوئی لہٰذا سمجھ میں آیا کہ اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے۔

منشی ولی محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اجمیر شریف سے دہلی حضرت کے ہمراہ ریل میں ہمسفر تھا کہ نماز کے
وقت ایک چھوٹے سے اسٹیشن پر گاڑی ٹھہری حضرت نے رفع حاجت کے واسطے باہر جانے کا ارادہ کیا اور ڈھیلے طلب

گئے میں نے عرض کیا کہ حضور یہ بہت چھوٹا اسٹیشن ہے گاڑی زیادہ دیر نہ ٹھہرے گی. لیکن آپ نے فرمایا کہ جلدی ہے وضو کرو پانی لاؤ چنانچہ پانی آیا. آپ نے نماز پڑھی. اور پھر فجر کی نماز بھی وہیں ادا کی. گاڑی اسوقت تک کھڑی رہی دہلی کے اسٹیشن پر پہنچکر حضرت نے فرمایا کہ اگر گاڑی اندھیرے سے آتی تو ہم تم کہاں پریشان پھرتے خدا نے دن تک پہنچایا. قاری غلام محی الدین مفتون رامپوری بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز رامپور میں نماز عشاء کے بعد میں حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ ایک مرید میاں صاحب کا احمد خاں نامی حاضر ہو کر اجازت چاہنے لگے کہ میں پیلی بھیت جاؤں گا. میاں صاحب نے فرمایا اچھا. کچھ دیر کے بعد احمد خاں چلے گئے. میاں صاحب قبلہ کو کچھ غنودگی طاری ہوئی. حالت غنودگی میں فرمایا کہ احمد خاں، احمد خاں تم رہ گئے اور گاڑی چھوٹ گئی. مجھے تعجب ہوا کہ احمد خاں تو چلے گئے میاں صاحب نے کس سے ارشاد فرمایا. وہ بات رفت و گذشت ہو گئی دوسرے دن احمد خاں پھر حسب معمول آئے فرمایا تم گئے نہیں کہنے لگے حضور میں نے ٹکٹ بھی نہیں لیا تھا کہ گاڑی چھوٹ گئی مجھے گذشتہ شب کا تمام واقعہ یاد آیا. اور میں نے میاں صاحب سے عرض کر دیا. میاں صاحب نے سنکر تبسم فرمایا. حاجی حافظ محمد جان میلاد خواں ساکن بریلی بیان کرتے ہیں کہ مجھکو بقصد بیت اللہ شریف و بزرگان دین کے مزارات پر حاضری کا اتفاق ہوا. اسی زمانہ میں حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بریلی میں برمکان منظور حسین و طفیل احمد واقع محلہ صوفی ٹولہ تشریف فرما تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے کچھ گفتگو فرمانے کے بعد جیب سے روپیہ نکال کر اسے دیا اور فرمایا کہ جب تم روضۂ مقدس پر حاضر ہونا تو عرض کرنا کہ اس عبد البصیر کی سفید داڑھی کی لاج رکھنا اور فرمایا کہ صورت کو دھیان رکھنا العرض جب میں روضۂ اقدس کے سامنے گردن جھکائے کھڑا ہوا میں نے حضرت قبلہ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کو وہاں جلوہ افروز پایا فوراً حضرت کا فرمان یاد آگیا اور حسب ہدایت عرض کر دیا جو روپیہ حضرت نے مجھے دیا تھا وہ بدستور اب تک موجود ہے اور اس کی برکت سے میں مالا مال ہو گیا. پیرزادہ مجددی مولانا اشتیاق احمد خلیفہ اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت قبلہ ہم چند اشخاص کے ہمراہ موضع گجرولہ برمزار نوگزہ درویش تشریف لے گئے. عبد العزیز خاں رئیس پیلی بھیت کے یہاں ٹھہرے عبد العزیز خاں خود بھی وہاں موجود تھے. لیکن انھوں نے اپنے خادم سے کہا کہ صرف دو آدمیوں کا کھانا تیار کرو ہم لوگوں کا کچھ خیال نہ کیا. اسی شب میں وہاں عبد العزیز خاں نے خواب دیکھا کہ بزرگوں کا ایک جلسہ ہے وہ بھی وہاں پہنچے لیکن ان کو وہاں سے یہ کہکر نکال دیا گیا کہ تم نے مولوی صاحب کو خفا کر دیا تم ہمارے جلسہ میں مت بیٹھو. خواب سے بیدار ہو کر روتے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ ہماری خطا معاف فرما دیجئے ہم سے بڑی غلطی ہوئی آپ ہماری دعوت قبول فرمائیے. آپ نے خطا معاف فرما دی اور وہ ہمیشہ نہایت تابعدار رہے اور تا حیات اپنے گھر سے خوان طعام بھیجتے رہے. منشی عبد الغفار خاں رئیس موضع ... بڑے امیر کبیر آدمی تھے اور حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مرید بھی تھے اور بہت خوش عقیدہ تھے انھوں نے ایک مقدمہ بابت موضع بھونی کے سب جج پیلی بھیت میں دائر کیا تھا. منشی کرامت اللہ خاں ان کے کارندے تھے انھوں نے کارندہ موصوف کو جناب اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ کیا اور ان سے کہا کہ تم دلی کی صاحب ...

قبلہ سے عرض کرو وہ تمہارے پیر ہیں اور میرے بھائی ہیں وہ بہت بزرگ ہیں میرے مقدمہ کے لئے دعا کریں میں مبلغ ۲۵
روپیہ بھیجتا ہوں یہ ان کو دینا۔ کامیابی پر انشاءاللہ ان کا حجرہ جو مسجد میں پورب جانب بن رہا تھا میں بنوا دوں گا۔
چنانچہ حضور نے دعا فرمائی۔ مقدمہ کامیاب ہوگیا۔ منشی عبدالغفار رئیس اپنے وعدہ کو بھول گئے منشی کرامت اللہ خاں
نے خود ان سے شاید ایک یا دو مرتبہ عرض کیا مگر کوئی جواب نہ ملا جب منشی کرامت اللہ خاں حضور کی خدمت
میں حاضر ہوئے تو حضور نے فرمایا کرامت اللہ خاں تم ہرگز ہرگز ان سے نہ کہنا جب وہ بھول گیا تو بھول جانے
دو اب تم کچھ نہ کہنا اگر کہو گے تو اچھا نہ ہوگا چنانچہ پھر انھوں نے ان سے کچھ نہ کہا۔ اس کا نتیجہ چند یوم کے بعد یہ ہوا کہ
فریق ثانی نے اپیل ہائیکورٹ میں دائر کی جس کے نتیجہ میں منشی عبدالغفار مقدمہ ہار گئے۔ اور چند یوم کے
بعد انتقال ہوگیا اور سارا کاروبار قدیمی چند روز کے بعد ختم ہوگیا۔ عبدالکریم خاں فرماتے ہیں کہ چند اشخاص ساکنان
دلیل گنج میں سے جو حضور والا کے مرید بھی تھے کسی وجہ سے حضور سے بدعقیدہ ہو کر الزام بد حضور پر لگانے کیلئے
تیار ہوئے جس کی وجہ سے مجھ کو سخت رنج معلوم ہوا میں نے حضور والا سے عرض کیا حضور نے فرمایا کہ تم کو رنج نہیں
کرنا چاہیئے ایسا سلف سے ہوتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کا خود بدلہ لے لیتا ہے ہمیں ان کو برا کہنے کی
ضرورت نہیں ہے وہ ہماری مزدوری کرتے ہیں ان کے برا کہنے سے ہم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جب میں نے زیادہ آپ
کو مجبور کیا تو آپ نے ضرب لگا کر فرمایا کہ وہ دنیا میں پریشان رہیں گے ایک صاحب ان میں سے حج بیت اللہ کو
جا رہے تھے حضور نے فرمایا کہ اس پر دروازہ مکہ و مدینہ شریف کا بند ہو چکا ہے وہ نہیں جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ نہیں
پہنچا راستہ میں اس کا انتقال ہوگیا اور باقی جو لوگ وہاں تھے وہ سب پریشان رہے پھر کچھ لوگوں نے ان کی حیات
ظاہری میں ہی توبہ کر لی تھی۔ اور بعد کو حضرت سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی معذرت کی تو کچھ حالت سنبھلی
نظر آتی تھی۔

عبدالکریم خاں ساکن دلیل گنج مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مقدمہ فوجداری مار پیٹ کا جس میں مسمی محمود یار خاں
عرف گھسن خاں ساکن جہاں آباد جو اپنی لڑکی مسماۃ قادری بیگم زمیندار کے کارکن اور مختار عام تھے بنام
نعمت اللہ خاں وغیرہ دائر کیا تھا جس میں یہ سب لوگ بے گناہ تھے دو شخصوں سے معمولی جھگڑا ہوا تھا اور مقدمہ جھوٹا
بنایا گیا تھا۔ پولیس ان ملزمان کے قطعی خلاف تھی ہر چند کوشش صلح کی گئی۔ مگر صلح نہیں ہوئی چونکہ محمود یار خاں مذکور
خود حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ اور ان کی لڑکی مذکورہ حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھی۔ اور
یہ سب لوگ بھی ان سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ اس لئے سب لوگ حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت
میں حاضر ہوئے اور صلح کے لئے عرض کیا گیا۔ حضور والا خود موضع دلیل گنج تشریف لے گئے۔ اور جملہ لوگوں کو جمع کر کے
فریقین میں رضامندی کرا دی۔ اور مسجد میں صفائی کرائی اور یہ طے کرا دیا کہ راضی نامہ عدالت میں داخل کر دو اور مجھ
سے فرمایا کہ ہم سب کی دعوت چائے کی اس خوشی میں ابھی کر دو۔ لہٰذا چائے سب کو پلائی گئی اور خانصاحب محمود یار

ماں مدعی سے ہر شخص نے معافی چاہی چنانچہ سبکو معافی دیدی لہذا صبح کو حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے۔
مدعی موصوف سے کہا گیا کہ بلکر رضامندی داخل کردو انھوں نے صاف انکار کر دیا اور یہ کہا کہ تم لوگ سب کو جیل کرا دیئے
ہرگز نہ چھوڑونگا میں نے فقیر کی مروت سے اقرار کر لیا تھا، سب ملزمان مذکور جن پر دعویٰ تھا ان سب کو سے کر میں
خود حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کل واقعہ سنایا اسوقت حجرہ شریف میں مولوی حکیم گل میاں بھی تشریف
رکھتے تھے اور محرم شریف کا زمانہ تھا۔ کل واقعہ سُنکر حضور نے بہت افسوس کیا اور مولوی صاحب موصوف سے فرمایا
ان سب ملزمان کے واسطے دعا کرو چنانچہ انہوں نے بھی دعا کی اور حضور اللہ ھُو میاں صاحب نے ایک چادر سر پر ڈالکر کچھ
دیر مراقبہ کر کے ایک بہت زور سے ضربِ اللہ ھُو کی لگا کر ہم لوگوں کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جاؤ تم سب لوگ چھوٹ
گئے۔ گھسن خاں گھس گیا تم لوگ بے فکر ہوکر عدالت میں جاؤ۔ آج ہی حکم رہائی مل جائیگا ہم سے حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ
نے فرما دیا ہے کہ تم چھوٹ گئے اور اس کے بعد ہم لوگوں کو بہت خوشی سے عمدہ کھچڑہ پکا ہوا کھلایا۔ ہم سب لوگ وہاں سے
خوش خوش کچہری گئے۔ خدا کے فضل و کرم سے اور حضور والا کی دعا سے سب ملزمان متعدمہ مذکورہ سے بری ہو کر شام
کو حضرت کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوئے اور مدعی مذکور بموجب فرمانے کے اسی روز سے بہت خراب و
پریشان حال رہا اور چندروز کے بعد وہ انتقال کر گیا اور سارا کاروبار ٹھنڈا ہو گیا لیکن ہم لوگ خدا کے فضل سے اور حضور
کی دعا کی برکت سے بہت آسودہ حال رہے بشیخ عنایت اللہ و ابراہیم پنجابیان نے اپنی دوکان آراضی میونسپلٹی بورڈ
پر بمقام بازار متصل قدیم کوتوالی شہر قائم کی تھی۔ اس جگہ سے ہٹائے جانے کا حکم دیا گیا لیکن تعمیل نہ کرنے پر کلکٹر اور کمشنر
صاحبان نے سختی سے حکم دیا۔ یہ دونوں شخص حضرت اللہ ھُو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور رو کر عرض کیا کہ اگر یہ دوکان
ہٹ جائیگی تو ہم کہاں جائینگے۔ اگر یہ دوکان بچ گئی تو ہم شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ ایک دیگ پکا کر کرینگے۔ آپ نے فرمایا
کہ ہم نے شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کر دیا ہے کہ یہ دیگ پکائیں گے۔ ان کی دوکان قائم رہے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ جاؤ یہ
خدا کے حکم سے قائم رہے گی۔ چنانچہ بار بار حکام کی کوشش ہونے پر بھی ان کی دوکان قائم رہی۔ انہوں نے تیس دیگ
پکا کر درگاہ پر فاتحہ دلائیں۔ گورنمنٹ ہائی اسکول کی عمارت جدید تعمیر کے واسطے محلہ محمد فاروق عرف محلہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اراضی
تجویز ہو کر منظوری ہو گئی تھی۔ اس اراضی میں محلہ کے غریب لوگوں کے مکانات واقع تھے۔ انھوں نے اپنی اس پریشانی کا اظہار
اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کیا کہ آپ دعا فرمائیے ہم لوگوں کے مکانات باقی رہ جائیں۔ چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اور
فرمایا کہ جاؤ تمہارے مکان بفضلہ تعالیٰ باقی رہ جائیں گے۔ آخر انجام ایسا ہی ہوا کہ وہ منظوری منسوخ ہوکر عمارت دوسری
جگہ تعمیر ہوئی۔ حافظ محمد بخش لوہار مرید حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پہلی بیعت نے خواب میں دیکھا
کہ حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جاؤ مولوی عبدالبصیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرو وہ اپنے زمانہ کے قطب ہیں پھر وہ آئے
دوپہر کے وقت وہ خواب قبلہ اللہ ھُو میاں رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا اور دونوں صاحب بہت روئے۔ حضور اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے
کہ جس محلہ کا مجھے رات کو خیال آیا کرتا تھا۔ دن کو اس محلہ کے لوگ آکر میرے مرید ہو جاتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جس

شخص کو میں چاہتا ہوں کہ وہ نہ آئے وہ میرے پاس نہیں آتا ہے۔ محمود متوطن موضع منڈ ضلع مردان ۔ حضرت اللہ ہو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ عارضہ کے سبب لنگڑے اور لولے ہوگئے۔ اُن کی بیوی آئی اور چونکہ عورتیں اتنی قربت والی میں تھیں حضرت اللہ ھو میاں صاحب نے فرمایا کہ ہم نے تمہارا لڑکا دیکھا ہے جو پیدا ہوگا۔ اس عورت نے کہا کہ میرا مرد تو مریض اور بیکار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اچھا ہوگا اور اس سے لڑکا ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ سید حلیم گل میاں صاحب کی شادی گجر گڑھی میں قرار پائی تھی لیکن وہاں سے کسی وجہ سے قطعی انکار ہوگیا تھا حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نسبت دوسری جگہ نہ ہوگی چنانچہ لڑکی کی ماں خود حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئی اور سید حلیم گل میاں صاحب کے ساتھ تاریخ شادی مقرر کر دی گئی اور پھر شادی بخیر و خوبی انجام پائی۔ حنیف گل امام مسجد سید گل بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ دو سال تک حضرت اللہ ھو میاں صاحب سے عرض کرتے رہے کہ میری شادی فلاں جگہ کرا دی جائے۔ مگر حضور نے کوئی توجہ نہ فرمائی۔ ایک روز وہ حضور میاں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے ختم طعام بعد حضرت قبلہ سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ ان صاحب نے پھر وہی سوال کیا۔ حضرت نے نام لے کر فرمایا کہ گوری بی بی آجا آجا آجا یہ الفاظ بہ تکرار کہے تیسرے روز وہ آگئی اور عقد ہوگیا۔ سید غلام قادر صاحب کو چین کے باڈر سے انگریز حکومت کسی شک کی بنا پر پکڑ کر پشاور لائی۔ وہاں کی حوالات میں وہ ایک ماہ سے زائد بند رہے اور حلیم گل میاں نے عرض کیا کہ پشاور کے منتظم نے پریشان کیا تو حضور اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے پھونک دیا اور منتظم جاہم نے انکو چھڑوا دیا۔ چنانچہ وہ فوراً چھوٹ کر تورڈھیر شریف آگئے۔ پیلی بھیت میں مولانا کفیل الرحمن صاحب پیلی بھیت شریف کی عیدگاہ میں نماز عید پڑھا رہے تھے۔ اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تھے۔ اللہ ھو میاں یہاں سے فوراً تیز سواری پر روانہ ہوئے اور عیدگاہ میں پہنچے وہاں نماز میں غلطی واقع ہو چکی تھی۔ پھر آپ نے نماز پڑھائی اور حسب اتفاق وہی سورت پڑھی جو پہلے پڑھی گئی تھی اور جس میں غلطی ہوگئی تھی۔ لوگوں کو کمال تعجب ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مجھے یہ حکم ملا تھا۔ استاد نثار احمد بریلوی محلہ گلاب نگر حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ان کی بیوی اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مریدہ تھی۔ اُس کا ہاتھ بوجہ مرض رعشہ بہت کانپتا تھا۔ میاں صاحب نے اس پر دم ڈالا بفضلہ تعالیٰ بالکل صحت یاب ہوگیا اور مرض رعشہ بالکل دفع ہوگیا۔ مزار شریف اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متصل ایک زمین تھی جس کو کسی اور شخص نے خریدا تھا۔ مسمی کالے وندیر نے حق شفعہ کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کے کامیاب ہونے کی کوئی اُمید نہ تھی کیونکہ ان کے پاس کوئی ثبوت نہ تھا اور وہ اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حسرت ظاہر کی۔ آپ نے فرمایا کہ مولا کے فضل سے تم کو زمین مل جائیگی۔ چنانچہ وہ مقدمہ الہ آباد تک گیا لیکن زمین اُنھیں کو ملی۔

حضرت قبلۂ عالم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ پیلی بھیت شریف کے حکیم خلیل الرحمان خان نے حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضور آپ کی روحانی مسند کو سنبھالنے والا کون ہوگا۔ اس پر حضور شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو میں نے بہت سے پردوں میں چھپا رکھا ہے اور میرے بعد ظاہر ہوگا۔ چنانچہ جب حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو اس کے بعد چالیس روز تک ان کے مزار مبارک پر کوئی شخص فاتحہ پڑھنے نہیں آیا۔ کہاں وقت تھا کہ ان کی زندگی میں

مخلوق کا تانتا بندھا رہتا تھا لیکن اس دوران حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ چالیس روز تک مزار شریف پر مراقبے میں رہے آخری روز حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں حکم دیا کہ مولوی صاحب! کب تک اس طرح مراقبے میں بیٹھے رہوگے سلسلہ کو آگے پھیلاؤ۔ اس کے بعد آپ نے اپنا یہ معمول بنا لیا تھا کہ لوگوں کو اپنے ہمراہ لے جاکر ہر جمعرات کو حضور شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حلقہ ذکر کروایا کرتے تھے جب وہاں مخلوق کی آمدورفت کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع ہو گیا تو پھر آپ نے محلہ محمد واصل میں اپنی مسجد میں۔ جمعرات کی فاتحہ، میلاد اور حلقہ ذکر شروع کروایا اس طرح سلسلہ عالیہ شیریہ کو آپ کی ذات بابرکات سے خوب فروغ حاصل ہوا

کلمات طیبات حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چاہیئے کہ اپنے آپ کو انسان عدم فرض کرے عدم اصلی کے ساتھ جیسا کہ ازل میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں تھا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ ازل میں ارواح کو جو مجرد تھیں صورت جسمانی سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں بس ان ارواح نے جواب میں کہا۔ ہاں بے شک ہمارے رب ہو۔ خدائے تعالیٰ کو وجود حقیقی کے ساتھ موجود جانو کیونکہ وہ وہم وخیال وصورت جسمانی سے منزہ ہے۔ چاہیئے کہ اپنے آپ کو بے نام ونشان عدم ہی جانے اور علم وتکبر کا خیال نہ آنے دے۔ دوستی خدا تعالےٰ کے ساتھ رکھے غیر پر اعتماد نہ کرے یعنی مرید اپنے آپ کو پیر کی صورت مبارک میں محو کرے۔ پیر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صورت مبارک میں اور سب کو خدا کے ذات میں فنا کر دے تاکہ غیر ذات کچھ باقی نہ رہے۔

حضور قبلہ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ جی میاں قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے عرض کیا کہ لوگ تعظیم کرتے ہیں۔ ہاتھ چومتے ہیں نہ شاید نفس دشمن بنے۔ خیال دل میں غرور وتکبر کا لائے اور دھوکہ میں ڈالے اس کے جواب میں حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایسا کیوں خیال کرتے ہو بلکہ یہ خیال دل میں لاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اوپر اپنا نام مبارک اللہ اللہ آسان کیا تو وہ اپنے نام مبارک کی تعظیم کراتا ہے نہ کہ تمہاری۔ فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ریاکاری سے عبادت کی تو وہ عبادت اس کے چہرہ پر لوٹا دی جاتی ہے اور قیامت کے روز حکم ہوتا ہے کہ جس کی عبادت کی ہے۔ اس سے مراد لے لو۔ یہ عبادت ہماری نہیں ہے۔ حضور اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مخلوق کے ساتھ اختلاط کم کرو کیونکہ اختلاط مخلوق میں تین نقصانات ہیں۔ اول یہ کہ درمیان تمہارے اور خدا کے جو راز ہوگا وہ بے اختیار زبان سے نکل جائے گا اور یہ سرِّ خفی جو درمیان خدا کے ہے بیان نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بیان کرنے سے یہ راز بند ہو جاتا ہے دوسرے یہ کہ اختلاط مخلوق میں اکثر ضعفِ حس آ جاتا ہے تیسرے یہ کہ اُس کی یاد میں غفلت ہوتی ہے۔ ذکر وفکر مشکل ہو جاتا ہے۔ ؎

ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را

مقامات سعادتمندی کے ذلت نفس اور ریاضت کے ساتھ حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ بلخ کے تھے سلطنت چھوڑ کر اپنے نفس کو ذلیل کیا اور فقر وفاقہ اختیار کر کے بڑا مرتبہ حاصل کیا۔ بیت

تا نیابد پیک اجل ترک دنیا کے بود　　باوجود ماسوا اللہ بوئے مولا کے بود

ترجمہ:۔ جب تک کہ اجل کا قاصد فرشتہ نہ آجائے آدمی دنیا کب چھوڑ سکتا ہے جب تک کہ غیر اللہ کو نہ بھلائے مولا کی خبر کب پا سکتا ہے۔

فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ پیر کے طریقہ پر رہے اگرچہ رفتار چیونٹی کی ہو تو وہ بابرکت پیران عظام منزل مقصود کو پہنچ جائے گا اور جس نے رفتار بھی چھوڑ دی وہ خسارہ اُٹھائیگا۔ فرمایا کہ چیونٹی کبوتر کے پاؤں کے ساتھ چمٹ جاتی ہے کبوتر پرواز کرتا ہے تو چیونٹی بھی پرواز کرتی ہے۔ اسی طریقہ سے مرید پیر کے ساتھ ایک رنگ رہتا تو منزل مقصود کو پہنچ جاتا ہے حضرت شیخ میں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ ایک لحظہ خوش گذرا دو لحظہ گیا گزرا۔ مرید کو چاہیئے کہ کشف و کرامات میں نہ پڑے بطور مثال ایک شخص بعد عصر کے ایک جو رہا ہے پر چلتے چلتے تماشہ کر رہا ہے یا کسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا تو مغرب وہاں ہو گئی منزل مقصود کو نہیں پہنچا۔ اس لیے مقصود ذات خدا کی ہے اور کشف و کرامت تماشا بینی ہے بلکہ جو شخص سیدھے راستہ پر جا رہا ہے اور تماشا وغیرہ میں نہیں پڑا تو مغرب کو منزل مقصود پہنچ جائے گا۔ جو مقصود ذات باری ہے۔ پھر فرمایا کہ انسان کو چاہیئے کہ دو چیزیں اپنے پر لازم جانے اول قطع رغبت دنیا سے دوسرے قطع طول نفسی اُمید دراز کیونکہ رغبت دنیا سے نقصان دینیہ ہے۔ طول امل میں حرص بڑھتی ہے اور یہ نقصان کا باعث ہے جو سانس گزر گئی وہ واپس نہیں آتی۔ آئندہ کی سانس کا بھروسہ نہیں کہ آئے نہ آئے موجودہ سانس کو غنیمت سمجھئے اور ذکر و فکر میں مشغول رہیے کیونکہ ہر سانس نعمت ہے اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے اور شکر اُس کا یہ ہے کہ کوئی سانس ذکر سے خالی نہ جائے۔ فرمایا کہ اپنے پیر کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے کیونکہ مرید نقصان میں پڑ جائے گا۔ فیض سے محروم رہے گا۔ اگرچہ رائی کے دانہ کے برابر بھی حقارت ہو۔ بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ ہمارا پیر ہمارے حق میں اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ کامل ہے چنانچہ دو آدمی تلاش پیر و مرشد میں پھر رہے تھے۔ ایک بولا کہ جس کے پاس مخلوق زیادہ جمع ہو وہ ہمارا پیر ہے۔ تو بازار میں ہجڑے کے پاس مخلوق زیادہ جمع تھی۔ اُس کو پیر فرض کر لیا اس کے پیچھے پھرتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ کیوں میرے پیچھے پھرتے ہو اور یہ بولا کہ میں پیری مریدی کے قابل نہیں ہوں۔ آخر اُس نے اُسے نہیں چھوڑا اور ہجڑے نے حکم دے دیا کہ جاؤ جنگل میں اللہ اللہ کرو۔ وہ چلا گیا اور جنگل میں اللہ اللہ کرنے لگا تو حضرت خضر علیہ السلام کو حکم ہوا خدا کی طرف سے کہ یہ شخص اپنے اعتقاد میں سچا ہے۔ اس کو توجہ دے کر کمال کو پہنچا دو چنانچہ وہ کمال کو پہنچے تو دیکھا کہ ہجڑے میں کمال نہیں ہے تو انہوں نے دعا کی کہ جس کی برکت سے مجھے کمال حاصل ہوا اس کو بھی کمال دے وہ ہجڑا بھی اُن کی دعا سے کامل ہو گیا۔ اور دوسرے شخص نے کہا تھا کہ جس نے مجھے پکڑ لیا وہ ہمارا پیر ہے۔ بیر کی جھاڑی نے بیابان میں اس کو پکڑ لیا تو یہ اُس سے نہ چھوٹ سکے تو وہیں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگے اُسی کو اپنا پیر اعتقاد کر لیا۔ عرصہ دراز کے بعد وہ جھاڑی آندھی سے اُڑ گئی۔ یہ بھی اس کے پیچھے دوڑتا رہا۔ یہانتک کہ دریا میں وہ جھاڑی گر پڑی یہ بھی گرنے کو تھے تو حضرت خضر علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو پکڑ لو اور توجہ دے کر کمال کو پہنچاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ مثل مشہور ہے کہ پیر من خس است اعتقاد من بس است یعنی پیر میرا گھاس ہے اعتقاد میرا بس ہے۔ فرمایا مرید اپنے پیر کے ساتھ ایسی محبت کرے جیسے محبت عاشق کو اپنے معشوق کے ساتھ ہوتی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ محبت ہو۔

ایک روز شاہجی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب تم عشق کرو۔ اللہ ھو میاں صاحب نے عرض کیا کہ پیر بڈھے ہیں اور عشق مجازی نہیں ہے تو محبت کس طرح حاصل ہوگی فرمایا شاہجی میاں رحمۃ اللہ نے کہ لاؤ اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ کے ساتھ رگڑو تو گرمی پیدا ہوئی۔ پھر آپ نے فرمایا ایسے ہی پیر کے قلب کے ساتھ اپنا قلب تصور کے ساتھ رگڑے تو یہ گرمی و عشق پیدا ہو جیسے کہ بانس کی دو لکڑیوں کو رگڑنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ پھر مجھے شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر محبت ہو گئی کہ ہر ایک چیز میں شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نظر آنے لگے۔

حضور اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اگر شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی پیٹھ مبارک برہنہ کرتے تو میں پیٹھ مل کر اپنی تسلی حاصل کرتا۔ فوراً شاہجی میاں نے بنڈی اتاری اور مجھے فرمایا کہ ہماری پیٹھ ملو۔ میں نے حضرت کی پیٹھ ملنے کو ہاتھ لگائے۔ دل میں خیال صرف وحدت کا آیا۔ اور اس ذات میں وہی تجلیات نظر آئے کہ ایک چیخ اللہ ھو کی میرے منہ سے نکلی اور گر کر بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو فرمایا کہ تم سے برداشت نہیں ہو سکی۔ ہماری حالت دیکھو سے

خم کے خم پی جاتے ہیں لیکن رہتے ہیں ہوشیار

حضور قبلہ اللہ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ———— پیر کامل نزع کی حالت میں مرید کے پاس تشریف لے جاتے ہیں اور شیطان لعین سے بچا لیتے ہیں۔ پیر کی صورت میں شیطان نہیں ہو سکتا ہے اور نہ رسول اکرم صلعم کی صورت مبارک میں۔ فرمایا مرید کو چاہیئے کہ کبھی خیال نہ کرے کہ طریقہ عالیہ میں داخل ہوا اور اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اس کا اثر اول تو دنیا میں ظاہر ہوگا۔ اگر نہیں تو جانکنی میں ظاہر ہوگا۔ اگر نہیں تو سوال منکر نکیر میں ظاہر ہوگا۔ ایسے بعضوں سے دنیا میں کرامت ظاہر نہیں ہوتی ہے بعد موت کے ظاہر ہوتی ہے۔ بعضوں کو ظاہری کشف ہے۔ بعضوں کو خواب کے ذریعے حالات ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی لیے شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ بندہ کو بندگی کرنا چاہیئے۔ ملنے نہ ملنے کا آپ ہیں مختار۔ عاشق کو چاہیئے کہ تگ و دو لگی رہے۔

ایک مرتبہ حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قبلہ اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کیا حال ہے؟ فرمایا جب اللہ اللہ کرتا ہوں اور مزا آتا ہے تو جی خوش ہوتا ہے اور جب اللہ اللہ کرنے میں مزا نہیں آتا ہے تو جی خوش نہیں ہوتا ہے تو فرمایا کہ مزے کا بندہ نہیں ہونا چاہیئے بلکہ خدا کا بندہ ہونا چاہیئے۔ خدا کے راستہ میں نہ مزا ہے نہ غیر مزا بندہ کو بندگی کرنا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز شاہجی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے از راہ شفقت ہمارے کان پر ہاتھ رکھے۔ محبت سے اٹھاتے تھے اور بٹھاتے تھے جیسے بچہ کو شفقت سے کان پر ہاتھ رکھ کر اٹھاتے بٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مولوی صاحب کیا لفنگے ہیں کیا بہار ہے کیا حال ہے تو عرض کیا کہ حضور کی دعا ہے تو ہاتھ جلدی سے دور کر دیئے اور فرمایا دعا تو لوگ دشمن کے واسطے کرتے ہیں۔ جو جس کا ہو گیا اس کو دعا سے کیا کام۔ اسکو خود اس کا خیال رہتا ہے۔ فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ تصور پیر کا کرے اگر صورت صاف نہ نظر آئے تو کوئی مقام جو یاد ہو نظر آئے اس کا تصور کرے دیکھے اگر وہ نہ آئے تو پیر کا لباس دیکھے اگر وہ نہ آئے تو مکان جس میں کہ دیکھا ہو اس کا تصور کرے اس طرح تصور پختہ ہونے پر فنافی الشیخ کے مرتبہ کو پہنچ جائے گا اور ہر چیز میں پیر ہی پیر نظر آئے گا۔

فرمایا کہ پیر و مرشد نے ہم پر مشقت اور مجاہدہ ڈالا اور اوّل اوّل کچھ عرصہ تک جب دوسرے صاحب نصیب ... کی چیزیں جو آتی تھیں اوروں کو دے دیتے تھے اور مجھے اکثر فاقہ رکھتے تھے اور سب کام خدمت کے دیتے تھے ... اگر کچھ دیا تو کھا لیا اور اگر نہیں بچا تو صبر کیا اور نفس کو بھی تسلی دیتے رہے پیر مانند طبیب حاذق کے ہے مریض کے مرض کے موافق علاج کرتا ہے۔

فرمایا کہ مرید ہمیشہ متوکل رہے سختی تکلیف راحت سب تقدیر میں ہے۔

؎ آنکس کہ تونگری نمیگرداند او مصلحتِ تو از تو بہتر داند

فرمایا کہ سالک کو انتہائے محبت خدا اُس وقت میں ہے کہ قالب ہمارا مانند روح کے ہو اور روح مانند قالب کے ہو۔

فرمایا کہ کسی ایک جگہ پابندی و وابستگی نہ کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے جدائی پھر شاق گزرے گی علاوہ اس کے ذکر و شغل میں بھی نقصان ہوگا۔ ہمیشہ یادِ حق اور تصورِ شیخ میں رہے اصل مقصد فوت نہ ہو جائے یہ درجہ فنا فی اللہ کا ہے۔

کسی شخص نے حضور قبلہ سے دریافت کیا کہ حضور اپنے سلسلہ میں ہر شخص کو عام طور پر داخل فرما رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ مقصد یہ ہے کہ اس میں کوئی شخص ایسا ہو کہ درجہ کمال کو پہنچے جس سے سلسلہ قائم رہے اور آخیر میں نجات کا سبب ہو اور غافل کو مالک حقیقی کے ساتھ لگا دینے میں رضامندی خدا کی ہے تاکہ یہ نعمت کبریٰ قائم رہے۔ مقصود جاہ و مطلب نہیں ہے پھر فرمایا سب امورات میں پیروی پیر کی کریں۔ باتوں میں، کھانے میں، پینے میں، سونے میں، عبادت میں علاوہ ازیں۔ چنانچہ مکتوبات شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مرید کو چاہیئے کہ پیر کا تصور اپنا غالب کرے کہ کل کام پر بھی نظر کرے کہ میں نہیں کرتا ہوں بلکہ میرے پیر کر رہے ہیں۔ پھر فرمایا مرید طالب کرامات کا نہ ہو یہ حصہ منکرین کا ہے پھر فرمایا کہ محبت پیر کے ساتھ غالب کرے کیونکہ بغیر فنائیت پیر کے فنائیت رسولِ خدا کی نہیں۔ پھر فرمایا کہ اگر بغیر ذریعہ حضرت محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کی صورت کے خدا پاک کا جمال اقدس دیکھا جائے تو میں نہ دیکھوں گا جب تک کہ حضرت محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کی صورت نہ ہوگی۔ کیونکہ قیامت کے روز جمال اقدس بصورت اپنے معشوق کے نظر آویگا اور میرا معشوق حضرت محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ ہے میں ان سے جدائی پسند نہیں کرتا۔ مجھے معرفت خدا اور رسول کی حضرت محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے حاصل ہوئی۔ چنانچہ ایک بار پیارے نامی قوال روضۂ اقدس پر یہ شعر پڑھ رہے تھے جب یہ شعر پڑھا کہ ؎ آرزو ہے دفن طیبہ در دلست تا شوم در حشر ہم پہلوئے تست۔ تو پھر حضور قبلہ پر دو گھنٹہ تک وجد طاری رہا جب ہوش میں آئے تو اپنی پگڑی مبارک پیارے قوال کو انعام میں دے دی، تو آپ کا وہ خیال کہ جب قبر سے میں اٹھوں تو میدانِ حشر میں شاہجی بابا ﷺ کو دیکھتا ہوا اٹھوں اللہ پاک نے پورا کر دیا اور آپ کا روضۂ اقدس پیلی بھیت شریف میں بنا۔

فرمایا کہ تصور سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے اس نور سے چار مقام کھلتے ہیں مقام اوّل مقام ناسوت دوم مقام ملکوت سوم مقام جبروت چہارم مقام لاہوت۔ مرید کو چاہیئے کہ طالب کشف و کرامات کا نہ ہو۔ بلکہ پیر کی صورت کو ہر وقت دل میں جمائے رکھے اگر راستہ میں کوئی چیز کشف و کرامات سے ظاہر ہو تو توجہ نہ کرے اور اسی صورت مبارک کے ذریعہ سے یہ چاروں مقامات طے ہو جاتے ہیں۔

فرمایا کہ ہمیں پیر کی صورت مبارک اور اللہ کا نام کافی ہے ہمیں حاجت کسی عملیات کی نہیں مداومت تصور شیخ سے قلب کو رگڑنے سے عشق و حرارت پیدا ہوتی ہے جیسا کہ دو پتھروں کے ملنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح دو خشک بانس

کی لکڑیوں کے ملنے سے آگ پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا کہ ایک لکڑی کی نوک زمین میں گاڑنے سے گڑھا یا سوراخ پیدا ہوتا ہے اسی طرح سے قلب پر تصور پیر کے ملنے سے مام عشق پیدا ہوتا ہے۔ بلا ذکر و فکر اور تصور کے ہرگز کامیابی نہیں ہو سکتی پھر فرمایا مقصود اصلی حضوری سے حضوری جسمانی و روحانی دونوں مراد ہوں تو بہتری ہے اور اگر ایک ہو تو بھی کافی ہے بالکل نہ ہو تو ہلاکت ہے۔ بیت

ہر آن کہ غافل از حق یک زمانست — دراں دم کافرست الاّ مانست

اگر آن غفلتش پیوست کردی — در اسلام بر دے بستہ گردی

ترجمہ:- ایک لمحہ جو شخص اپنے مولا سے غافل ہو جائے اس وقت نافرماں ہو گیا اور بغیر امان کے رہ گیا۔ اگر ان کی غفلت ملحق ہو جائے تو اسلام کا راستہ اس پر بند ہو جائے گا۔ لیکن یہ عمل مقربین کا ہے۔

فرمایا کہ ایک شخص اپنے بال بچوں کے ساتھ بیٹھا ہوا در حضوری ذکر کے ساتھ ہو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ تنہائی میں ہو۔ جنگل میں نہ ہو بغیر حضوری کے پس مقصود گوشہ نشینی سے حضوری دل ہے ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پس چاہیئے کہ تصور پیر کے سوا اور دوسرا تصور نیک و بد کا نہ رکھے کیونکہ وہ حجاب ہے۔ شعر

من تو شدم تو من شدی — من تن شدم تو جان شدی

تاکس نگوید بعد ازیں — من دیگرم تو دیگری

فرمایا مرید کو چاہیے کہ اپنے پیر سے حسن اعتقاد کے ساتھ عشق و محبت رکھے کہ میرا پیر اپنے زمانہ میں سب سے افضل ہے پیر کی کسی چیز کو مکروہ نہ جانے اگر رائی کے دانے کے برابر اعتراض کا خیال آیا گمراہ ہو جاویگا۔ پیر کے مسکن و اعزہ و اقربا وغیرہ سب کو عزیز جانے جیسا کہ مجنوں کو سگ لیلیٰ عزیز تھا اور حضرت یافعی رحمۃ اللہ علیہ استاد کے چار سالہ لڑکے کو دیکھکر تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے تھے ایک روز بہ سبب کہنے اور طالب علموں کے نہیں کھڑے ہوئے اس نے جاکر ماں سے کہا کہ سفید ریش آدمی میری خاطر کرتا تھا اب نہیں کھڑا ہوتا ہے اس کو اس کی ماں نے بد دعا دی وہ ہمیشہ در بدر رہا چنانچہ دو شخص ایک پیر کے مرید تھے اس میں ایک مولوی دوسرا جاہل تھا مولوی نے پیر صاحب سے جھگڑا کیا کہ جاہل سے محبت کرتے ہو ہم سے نہیں۔ پیر نے حکم دیا کہ مولوی صاحب چھت پر اونٹ ہے اس کو اتار لاؤ وہ حجت کرنے لگا کیا اونٹ اوپر چڑھ سکتا ہے یہ عقل میں نہیں آتا۔ جاہل کو حکم دیا وہ فوراً چڑھا اونٹ نہ پایا پریشان رو رہا تھا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے سوراخ میں تلاش کیا۔ پیر نے اس کو بلاکر سبب رونے کا پوچھا وہ بولا کہ پیر سچا ہے لیکن میری آنکھ اس قابل نہیں کہ اس کو پا سکے یا دیکھ سکے۔ پیر نے مولوی سے کہا دیکھو یہ ہمیں سچا جانتا ہے تم نہیں جانتے یہ راستہ فیض کا سچائی پر ہے ورنہ ہلاکت۔ چنانچہ الہامات غوثیہ میں ہے پیر منافق صفت ہو کر بھید اپنا ساب نہ کہے مرید شیطان صفت ہو کر پیچھا نہ چھوڑے ذلت کے اسباب اور امتحانات سے راندہ درگاہ ہونے کے باوجود باز نہ آئے بلکہ یکرنگ جمارہے۔ یعنی موتوا قبل ان تموتوا۔ مردہ بدست زندہ کی مانند اپنے مرشد کے دامن کو تھامے رکھے۔

فرمایا کہ حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے (پیرو مرشد کے عرس کی تاریخ تھی) شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرار سے عرض کیا پیر کا عرس ہے فرمایا کہ کچھ ہے۔ بستر میں تلاش کیا تو چیدام کی کوڑیاں ملیں۔ فرمایا کہ گڑ کا شیرا لاؤ اور گو دوچی حاضر کیئے فاتحہ ہوئی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بھی اس وقت دہلی میں فاتحہ دے رہے تھے مغرب کی نماز میں کچھ تاخیر ہوگئی۔ مریدوں نے عرض کیا کہ آج فاتحہ میں دیر کیوں لگی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے بھائی صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چیدام کی شیرینی میں فاتحہ دلائی حضرات وہاں پہ چپٹے ہوئے تھے جب ارواح طیبہ سلسلہ یہاں تشریف لائیں تو فاتحہ ہم نے دلائی تھوڑے بہت کا خیال نہ ہو۔ محبت شرط ہے فاتحہ دلائی جائے پھر فرمایا کہ ذکر کرنے کے واسطے جب مرید بیٹھے تو رو بقبلہ بیٹھے۔ اوّل درود شریف الحمد، قل ھو اللہ شریف وغیرہ پڑھکر حضرات کی روح کو ثواب پہنچائے جس سلسلہ سے فیض لیتا ہو بعد اس کے حبس دم کے ساتھ ایک سانس میں سو مرتبہ سے پانچسو دفعہ تک سانس روک کر ضربیں لگائے۔ پیر کی صورت میں ایک ہی جگہ تصور کرے جو چمکتی ہوئی نظر آئے طالب حق کیلئے روزانہ ہزار دفعہ ذکر بہت ضروری ہے اگر ترقی کر سکے تو خوب ہے اسی طریق سے مراقبہ ایک ہی جگہ پیر کی صورت میں سانس اللہ کے ساتھ روک کر دیکھے جب سانس تھک جائے ھو کے ساتھ چھوڑ دے غرض یہ کہ پیر کی صورت کے سوا اور کوئی دوسری چیز نظر نہ آئے۔

چنانچہ مولانا رومؒ نے فرمایا ؎

ترکہ کردی ذاتِ پیرے را قبول ہم خدا آمد ہم ذاتِ رسولؐ

ترجمہ:۔ جب تم نے ذاتِ مرشد کو قبول کر لیا تو اس میں ذاتِ خدا اور ذاتِ رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نظر آوینگے۔

حضرت صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

اس طرح اسمیں ڈوب اے صابر کہ سوا ھو کے غیر ھو نہ رہے
تو کو اتنا مٹا کہ تو نہ رہے تیری توئی کی رنگ و بو نہ رہے
آرزوئے وصال پر تیرے آرزو ہے کہ آرزو نہ رہے

فرمایا کہ اپنے کو سب سے چھوٹا سمجھے اور کبھی تکبر نہ کرے جو شخص بڑا ہو عمر میں تو یہ خیال کرے کہ زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے عبادت خوب کر لی ہوگی۔ ہم سے اچھا ہے اور جو شخص ہم عمر ہو تو سمجھے کہ یہ عبادت چھپی ہوئی کرتا ہوگا ہم سے اچھا ہے جو شخص چھوٹا ہو اس سے اپنے کو کم سمجھے کہ اس کے گناہ تھوڑے ہیں ہم سے اچھا ہے۔ ؎ نماز زاہداں سجدہ سجود است نماز عارفاں ترکِ وجود است

فرمایا کہ ذکر اولیاء اللہ سے بندگی نصیب ہوتی ہے۔ اور یوں دعا کرے اے مالک حقیقی رضاؤ توفیق و شکر و ذکر رضامندی تمہاری مقصود ہے نہ دوسری چیز کہ وہ حجاب ہے۔ تین قسم کے طالب ہیں۔ اوّل طالب دنیا کہ بسبب دنیا کے دین ضائع کرتے ہیں۔ دوم طالب عقبیٰ کہ دنیا کے کام کو ترک کر کے نماز کر جاتے ہیں۔ سوم طالب مولیٰ وہ ہیں کہ خودی کو ترک کرتے ہیں اور ماسوا اللہ کو بھول جاتے ہیں۔ فقیر کو تین موت لازم ہیں موت ابیض بھوک ہے۔ موت

بہتر صبر ہے سوم موت اگر خرقہ پوشی ہے آدمی میں پانچ لذت ہوتی ہیں۔ سات سال تک لذت کھانے کا۔ پانچ سال تک کھیل کود کا، پندرہ سال تک لذت زینت کا، بیس سال تک۔ لذت شہوت کا، چوبیس سال تک لذت حکومت دبدبہ۔ خدا ترسی کا مقصود خدا حضوری ذات ہے۔ کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا سب کو ترک کرکے یکسوئی حاصل کرتا ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہر شخص سے جو عمل کیا ہو تین سوال کرے گا۔ اوّل کس نے یہ عمل کیا خدا کے لئے یا غیر کے لئے دوم شریعت کے آداب سے کیا ہے یا نہیں۔ سوم ثواب آخرت کے لئے کیا ہے یا ریاکاری کے لئے جس کا اجر دیا جاوے۔ بسبب نیت کے پاویگا جو عمل کیا ہو۔ پھر فرمایا انسان دس حواس سے مرکب ہے پانچ ظاہر ہیں آنکھ، ناک، کان، ذوق، لامسہ۔ پانچ باطنی یعنی قوت خیال، قوت تفکر، قوت حفظ، قوت تذکر، قوت توہم۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے عرض ہوا کہ فقیر صابر بہتر ہے یا غنی شاکر۔ فرمایا شاکر سب سے بہتر ہے۔ فقر ایک نعمت ہے کہ شکر اس پر کرے جب بلا آئے تو صبر کرے۔ فرمایا کہ طبائع مختلف ہیں بعضوں کیلئے غنی بہتر بعضوں کے لئے فقر بہتر۔ پھر فرمایا۔ مال دنیا میں تین آفت لازم آتی ہیں۔ اوّل بسبب دنیا کے مال سے گناہ مثلاً جوا بازی، شراب خوری۔ وغیرہ کی آسانی ہوتی ہے مفلس کچھ نہیں کرسکتا ہے۔ دوم گناہ سے بچا تو اسراف میں پڑ جاتا ہے سوم اسراف سے بچا تو حساب کتاب دنیاوی میں رہتا ہے۔ ذکر و فنائی اللہ و بقا باللہ فوت ہو جاتا ہے۔ پس کمال انسان کا نسیان ماسوا اللہ ہے انسان کو چاہیئے کہ اپنا ایمان سب سے افضل جانے لیکن عمل سب سے کمتر جانے۔

فرمایا کہ صفائی قلب بہت ضروری ہے۔ جب آدم علیہ السلام اور حضرت حوا دونوں دنیا میں ایک جگہ رہنے لگے تو شیطان اپنا بیٹا خناس حضرت حوا کے پاس امانتاً بٹھا گیا۔ آدم علیہ السلام آئے غصہ میں کاٹ کر چیز میں ٹکڑے کرکے لٹکا دیا۔ جب شیطان بعد آدم علیہ السلام کے آیا۔ اس نے آواز دے کر زندہ کیا اور پھر بٹھا گیا جب آدم علیہ السلام آئے۔ حضرت حوا پر غصہ کیا کہ شیطان لاکر بٹھا گیا ہے پھر قتل کیا اور جلا کر نصف دریا اور نصف خشکی میں ڈالا۔ بعد آدم علیہ السلام شیطان نے حضرت حوا سے پوچھا۔ ماجرا بیان کیا پھر آواز دینے سے زندہ ہوا پھر امانت بھیڑ کے صورت پر شیطان خناس کو بٹھا گیا۔ جب آدم علیہ السلام آئے غصہ کیا ذبح کرکے قلیہ بناکر دونوں نے کھایا جب شیطان آیا بعد آدم علیہ السلام کے جب معلوم ہوا تو خوشی شیطان کو ہوئی کہ انسان میں گذر ہوا۔ وہ جاکر اژدھا بن کر دل پر حاوی ہوا۔ گرد اگرد سانپ کی طرح جب انسان توحید پڑھتا ہے۔ ذکر کرتا ہے تو وہ حملہ کرتا ہے۔ وہ جلتا ہے۔ پگھلتا ہے مانند قطعی۔ جو آگ کو پکڑنے سے پگھلتی ہے پھر قلب کو چھوڑتا ہے صفائی پیدا ہوتی ہے سب کچھ نظر آتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر انسان کے قلب پر خناس حاوی نہ ہوتا ہر آئینہ ملکوت آسمان و زمین کے ہر ایک شخص کو نظر آتے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ۝ (جو کوئی لاپروائی کرے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تو اللہ تعالیٰ اس پر شیطان مسلط کردیتا ہے وہ شخص شیطان کے قریب ہوجاتا ہے)

فرمایا کہ چاہیئے مرید کو ہر وقت یکسوئی جس دم حضوری پیر و مرشد کے لئے ذکر و فکر کرے کہ صفائی قلب حاصل ہو۔ ہمیشہ خیال رہے تاکہ کام ہو لیکن اگر کبھی اللہ اللہ کرے پھر چھوڑ دے منزل ضائع ہوگی ہانڈی کے نیچے آگ متواتر

جلانے سے جلدی پک جائے گی۔ اگر کبھی جلائے کبھی بجھائے تو ہانڈی عمر بھر میں نہیں پک سکے گی۔ اگر نفس وقت کو غنیمت سمجھ کر ذکر و فکر کرے۔ آئندہ خیال رکھے کام تردد سے نہیں بنتا ہے خدا کو منظور ہوتا ہے سامان بنتا ہے اللہ کو یاد کرتا رہے۔ بیکار وقت ضائع نہ کرتے۔ سب معاملہ خدا کے سپرد کرے۔ خدا سے بہتری کی دعا طلب کرے۔ مشقت سے جو چیز حاصل ہو اس کی قدر ہوتی ہے چاہیئے کہ مشقت کرے۔ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی نہیں ہے واسطے انسان کے مگر سعی و کوشش۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خدا کے نور سے تھی تو جس وقت صحابہ نے تصور حضور کا جمایا وہ خوشبو اپنے سینہ میں بسائی جب کسی نے صحابہ کا تصور جمایا ان سے پھر سینہ بسینہ تصور کیا خوث و غوث پاک رضی اللہ علیہ، مجدد پاک، شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ بہ سلسلہ اپنے پیر تک پہنچی جیسے شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکے یا عبیرے	کہ از بوئے دلاویزی تو مستم
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم
جمالِ ہمنشین در من اثر کرد	وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

ترجمہ:۔ ایک دفعہ حمام میں خوشبودار مٹی محبوب کے ہاتھوں سے مجھے پہنچی میں نے اس سے کہا کہ تم مشک ہو یا عنبر ہو کر تمہاری دلآویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں، مٹی نے کہا کہ میں ایک مٹی ناچیز ہوں لیکن کچھ زمانہ پھول کے ساتھ رہی ہوں اس کی ہم نشینی کے جمال نے مجھ میں یہ اثر پیدا کر دیا اگرنہ میں تو وہی ناچیز مٹی تھی۔

فرمایا کہ مرید کو چاہیئے کہ چلہ کشی کا ارادہ کرے تو نیت صحیح کر کے کرے اور یہ خیال کرے کہ میں سب کچھ خدا کے لیے کرتا ہوں اور گوشہ نشینی کرتا ہوں تاکہ مخلوق میرے شر سے بچی رہے۔ کیونکہ ایک مرید نے جو تیس سال سے یکسوئی کے خیال میں تھا اُسے خیال آیا کہ ہم ایک ہی خیال میں ہیں پس اُس کی تیس سال کی محنت ضائع ہو گئی کیونکہ اس میں خودی کی آمیزش تھی۔ پھر توبہ کی حالت تبدیل ہوئی۔

وصالِ پاک

خاصانِ خدا خدا نباشد، لیکن زخدا جُدا نباشد

یہ امر مسلمہ ہے کہ خدا کے خاص اور مقبول بندوں کو دنیا میں نظر ظاہر باطن سے اکثر حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے اور اُن کی رفتار کردار اور گفتار سے وہی باتیں ظہور میں آیا کرتی ہیں۔ جن کو علوم کشف و کرامات و تصرفات سے تعبیر کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا سید عبدالبصیر میاں علیہ الرحمۃ کے وصال سے چھ ماہ قبل بھی اسی قسم کے واقعات وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے ہیں۔ جو یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

تصرف (۱) ۲۹ شعبان المعظم ۱۳۴۳ھ کو حضرت جبکہ پہلی بیعت شریف سے تورو جہ تشریف پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اس مرتبہ رمضان شریف تو ہم کو وطن میں گزرے گا۔ لیکن اس کے بعد آئندہ رمضان شریف کے متعلق تو بخشی بیوی کی درخواست ہے کہ اُن کے بھتیجے حافظ محمد اعظم پہلی مرتبہ مسجد میں کلام پاک سنائینگے اور اس میں آپ کی شرکت ضروری ہے لیکن ہم نے اُن سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ خدا جانے آئندہ سال خدا کو کیا منظور ہے جس کے مقتدی ہوگا وہ سنے گا چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کلام پاک آپ کے صاحبزادے مولوی سید محمد عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کو سنے کا اتفاق ہوا

تصرف (۲) حضرت قبلہ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے آخری سال موضع بھاگیوہ میں مولانا سید عبدالقدیر میاں قدس سرہ اور مولوی سید حلیم گل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ تم دونوں اس مرتبہ عرس شریف میں پہلی بیعت ضرور آنا چنانچہ مولانا سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے اور سید حلیم گل میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کسی وجہ سے نہ جا سکے۔ پہلی بیعت میں مولانا صاحب کو کتاب جواہر معرفت کی تصحیح کا کام سپرد کیا گیا اور اسی اثنا میں حجرہ مبارک میں بیٹھکر یہ فرمایا کہ اگر ہماری وفات کا وقت آگیا تو ہمیں اسی حجرہ میں (رابیے ایسے) انتظام کرکے لٹا دینا کیونکہ ہم نے اس حجرہ میں خدا و رسول اور پیران عظام کی طرف سے بہت کچھ دیکھا جو قابلِ بیان نہیں ہے۔ چنانچہ ایسا ہی عمل میں آیا اور وہیں مزار مبارک قرار پایا۔

تصرف (۳) حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سے آخری مرتبہ جبکہ آپ کے صاحبزادہ حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تورڈھیر کو تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے ان کو اس مرتبہ خلافِ معمول گلے سے چپٹایا اور فرمایا کہ میں نے تم کو اللہ کے سپرد کر دیا۔ گویا اشارہ تھا کہ اب یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ رخصت کے وقت یہ بھی فرمایا کہ تم رامپور حضرات کے مزارات میں حاضری ضرور دینا اور سرہند شریف بھی حاضر ہونا۔ چنانچہ ویسا ہی عمل میں آیا اور بہت فیض حاصل ہوا جب حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ وطن پہنچے۔ آپ نے خواب دیکھا کہ ایک پختہ سڑک پر حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ جا رہے ہیں اور میں دوڑتا ہوا جا رہا ہوں۔ راستہ میں لوگوں کا ہجوم جمع ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ولی خدا کا دیکھنا چاہو تو یہ اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ خدا کے ولی ہیں۔ حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم تھک گئے تو حضرت اللہ ھو میاں رکے اور میرے پہنچنے پر فرمایا کہ اب تم وضو تازہ کر لو ہم تمہارے منتظر ہیں۔ یہاں پر نماز اکٹھے پڑھیں گے۔ چنانچہ اکٹھے نماز پڑھی۔ یہی اشارہ تصرفات سپرد کرنیکا تھا۔

محرم ۱۳۴۳ھ میں آپ رامپور تشریف لے گئے اور قریب ۱½ ماہ قیام رہا بہت لوگ بیعت سے مشرف ہوئے کتاب "جواہر معرفت" آپکی تصنیف دوبارہ طبع ہوئی۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۳ھ میں آپ رامپور سے سرہند تشریف لے گئے اور خیال یہ تھا کہ اگر آپکو حضرات سے اجازت مل جائے تو تورڈھیر چلے جائیں لیکن اجازت نہ ہوئی کلیر شریف واپس تشریف لائے اور تین گھنٹہ مزار شریف کے مغربی حجرات میں چک ڈال کر مراقبہ میں بیٹھے رہے۔ محمد رسول شاہ صاحب بریلوی کا بیان ہے کہ جب آپ باہر تشریف لائے تو آپ پر سکر طاری تھا۔ پھر آپ مراد آباد تشریف لے گئے۔

مراد آباد میں مولوی ہمیش گل صاحب سے فرمایا کہ اب ہم بھی وطن جائیں گے۔ ہمارے پاس اب وقت نہیں رہا

جب رامپور تشریف لائے تو وہاں ہر کوئی ملا [illegible] ہی فرمایا کہ [illegible] ملاقات ہے [illegible] وطن [illegible] گئے
اب ملاقات نہیں ہو سکتی۔ پھر آپ بھٹ پورہ تشریف لے گئے [illegible] صحت [illegible] یہاں آپ کا
چہرہ مبارک زیادہ روشن تھا گویا کہ نور کا ایک مجسم پتلا تھا۔ بعدہٗ آپ [illegible] ہو گئے [illegible] کچھ [illegible]
اور پھر دوبارہ شدید بخار آ گیا۔ اس مرتبہ لوگوں نے بہ اصرار کہا کہ آپ کے [illegible]
لیکن آپ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ سب لوگ پریشان ہو کر یہاں آ جائیں گے [illegible] آپ نے لوگوں سے
بات چیت کرنا بہت کم کر دی۔ چہارشنبہ کے روز آپ پر تجلیات الٰہی کی بیہوشی طاری تھی [illegible] آپ کی سانس [illegible]
کے ساتھ زور سے بطریق پاس انفاس چلتی تھی۔ حاضرین [illegible] کا بیان ہے [illegible] مبارک کے پاس ہاتھ لے جانے
پر سخت گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس اثنا میں کسی نے دو امہ میں ڈالی آپ نے اسے تھوک دیا۔ مریدین لوگ بات کرتے
تھے مگر آپ نے کسی کی بات کا جواب نہیں دیا۔ آخر جمعرات کے روز ۲۶ ربیع الاول [illegible] ھ میں [illegible]
آپ جان بحق تسلیم ہو کر واصل الی اللہ ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۲۷ ربیع الاول جمعہ کے روز مولوی
حبیب الرحمٰن صاحب نے آپ کو غسل دیا۔ جناب مولوی محمد بشیر میاں صاحب دہلوی نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ مبارک
ایک انبوہ کثیر کے ساتھ شاہ جی میاں صاحبؒ کے مزار پر لایا گیا۔ راستہ میں ایک نوحہ مستند [illegible] میلاد خوان دربار
شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھ کر سنایا اور تمام مخلوق اس غم میں نالاں و گریاں تھی۔ مجمع کی وہ کثرت تھی کہ لوگوں کو
جنازہ کو کندھا دینے کی نوبت تک نہ پہنچتی تھی۔ پھر جنازہ مبارک ٹھہرائے گئے وہاں سے [illegible]
سید گواران لا کر اسی حجرہ مبارک میں جس میں آرام فرماتے تھے ایک بجے دن کے حسب ارشاد [illegible] آپ کی تربت مبارک
بنائی گئی۔

حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاںؒ فرماتے ہیں کہ قریب زمانہ وصال حضرت اللہ جو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے
ہم نے وطن میں یہ خواب دیکھا تھا کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں ہم اور ایک اور صاحب مرید خلیفہ
حضرت کے حاضر ہیں۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے متعلق کام سپرد ہو گیا۔ تیسرے روز بھی خواب میں
حضور شاہ جی میاںؒ کی خدمت میں وہی مرید اور ہم حاضر تھے۔ حضرت شاہ جی میاںؒ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب ہم
بہت ضعیف ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد دو تار یکے بعد دیگرے علالت و وصال کے وصول ہوئے۔ جس کو دیکھ کر
وطن میں ایک محشر برپا ہو گیا۔ اسی روز ہم اور سید حلیم گل میاں صاحب جو وہاں موجود تھے۔ وطن سے روانہ ہو گئے۔ سوئم
کے روز پیلی بھیت شریف پہنچ کر سوئم میں شرکت کی۔ مخلوق کا کثیر ہجوم تھا۔ باتفاق رائے حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں
کی دستار بندی عمل میں آئی اور سجادہ نشین بنائے گئے۔ تصرفات ظاہری و باطنی عطا ہوئے۔

قطعہ تاریخ وصال

حضرت مولانا سید عبدالبصیر المعروف اللہ صو میاں صاحب قدس سرہٗ عنہٗ

رحلت قطب جہان غوث زماں بدر منیر	شاہ عارف صاف دل سرور عبدالبصیر

۱۹۲۶ء

دلربائے شاہجی اور دل نشین شاہجی | جانشین شاہجی صاحب میاں عبدالبصیر

۱۳۴۴ھ

نزہت ملک حبیب و بندہ فرماں پذیر

ایک ہی مصرعہ میں دونوں سال مفتون نے لکھے

۵۸۰ | ۱۳۴۴ھ

۱۹۲۴ء

مولوی ہیبت گل وحلیم گل صاحب کی موجودگی میں سب صاحبان حاضران جلسہ نے اتفاق فرما کر دستار بندی و سجادہ نشینی کی رسم ادا کی۔ بعد سوئم کے بہمراہی حضرت سید حلیم گل میاں صاحب و دیگر اصحاب رامپور میں مزارت پر حاضری ہوئی اور ان حضرات سے مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب کے لیے پیلی بھیت شریف قیام فرمانے کا حکم صادر ہوا۔ رامپور میں حضرت مولانا صاحب سے بحکم حضرات بہت سے لوگ بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر یہ سلسلہ پیلی بھیت شریف وغیرہ میں شروع ہو گیا۔

نوحہ

از قاضی خلیل الدین حسن صاحب حافظ پیلی بھیتی

عارفوں میں فرد یکتا مولوی عبدالبصیر | معرفت کے بہتے دریا مولوی عبدالبصیر
شاہجی صاحب محمد شیر ہیں قطب زماں | شاہجی کے ہیں خلیفہ مولوی عبدالبصیر
علم ظاہر علم باطن دونوں علموں سے ہوا | آپکا معمور سینہ مولوی عبدالبصیر
دل میں سب کچھ ہے مگر کچھ منہ سے فرماتے نہیں | راز دار حق تعالیٰ مولوی عبدالبصیر
میرے اک پہلو میں دل ہے دیکھ پردہ میں یہ زخم | کر گئے دنیا سے پردہ مولوی عبدالبصیر
شیخ کے پردہ کو اتنک بیسوں ہی سال تھا | کر لیا کیوں تم نے پردہ مولوی عبدالبصیر
میرزا عارف نے پایا شیخ کے پردہ کے وقت | رخصت دل سال پایا مولوی عبدالبصیر

آپ نے پردہ کیا تو حافظ حلقہ بگوش — رخصت جاں لیکے لو یا مولوی عبدالبصیر
رخصت دل رخصت جاں ہو تو ہے انصاف شرط — لطف کیا ہے زندگی کا مولوی عبدالبصیر
اب تو پیری بھیت میں ہم کو نظر آتا نہیں — کوئی ثانی آپ کا یا مولوی عبدالبصیر
دور کیا ہے آپکے صدقے میں ہو جائے اگر — خاتمہ بالخیر میرا مولوی عبدالبصیر
پردہ پردہ میں مری امداد فرما دیجئے — وقت ہے مری مدد کا مولوی عبدالبصیر
ذکر اللہ ہو سے ابتک گونجتے ہیں فرش عرش — ورد ہے کل تمہارا مولوی عبدالبصیر

حافظ مداح تجھ کو داد دے گا اور کون
یا محمد شبیر شاہ ۔ یا مولوی عبدالبصیر

حالات مسجد و خانقاہ اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
معہ حالات گنبد شریف

حضرت مولانا اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ مرید ہونے کے دو سال بعد تک مدرسہ کفایت العلوم عربی ... میں نیز حضرت شاہ جی میاں صاحب کی خدمت میں رہے۔ بعدہٗ حسب الحکم جناب شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپکا قیام مسجد امین مسجد محمود میں ہوا۔ جب آپ ماہ ذیقعدہ ۱۳۰۸ھ مطابق جون ۱۸۹۱ء اس میں تشریف لائے۔ اس وقت اس مسجد کی یہ کیفیت تھی کہ صرف ایک کمرہ کڑیوں کا جس کا فرش خام و پختہ تھا اور کوٹھری تھی چمگاڈروں کی گزرگاہ پرندوں کا مسکن بنا ہوا تھا۔ نہایت خستہ حالت جس میں صفائی مطلق نہ تھی۔ جنات کا زبردست اثر تھا۔ مغرب کے بعد یا دوپہر کو کسی کو گھسنے نہیں دیتے تھے، ڈراتے تھے اور اینٹیں پھینکتے تھے۔ چنانچہ جب آپ تشریف لے گئے تو آپ کو بہت تکلیف دی لیکن آپ استقلال اور استقامت کے ساتھ اُن کے نکالنے کی فکر میں رہے اور رفتہ رفتہ مسجد کو اُن سے خالی کرالیا۔ اُس کے بعد آپنے مسجد کی کڑیاں دور کرکے گارڈر ڈلوائے، فرش پختہ کرایا۔ ٹین کا سائبان بنوایا حجرے اور غسل خانے بنوائے اور جو کچھ ضروری کام سمجھا گیا اُس میں کیا گیا۔ اس مسجد میں آپ کا قیام حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں قریب ۱۸ سال رہا اور ۲۰ سال بعد وصال حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ قیام رہا۔ یہ مسجد پہلے مسجد نورا صدی شاہ صاحب کے نام سے مشہور تھی۔ وہی حجرہ جس میں آپ مقیم تھے۔ اُسی میں بمطابق فرمان آپ کا روضہ مبارک بنایا گیا۔ یہ فرمان اس طرح ہوا کہ وصال سے قبل ماہ ذوالحجہ میں حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کو ملا حسین صاحب و دیگر اصحاب کی موجودگی میں آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نے اس حجرہ میں بہت سے انوار الٰہی دیکھے ہیں۔ ہم کو بعد رحلت اسی حجرے میں اشارہ فرماکر کہا ایسے ایسے دفنا دینا چاہیئے

چنانچہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ میں جب آپ کا وصال ہوا تو یہیں مزار مبارک بنایا گیا۔ موجودہ توسیع و تعمیر گنبد کی صورت یہ قرار پائی کہ بزمانۂ قیام حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب ایک وسیع قطعہ اراضی کو بت ۲۸ جون ۱۹۲۷ء میں چونگی سے خرید کرلیا اور اس پر خانقاہ شریف کا احاطہ تعمیر کرادیا۔ اسی سلسلہ میں گنبد شریف کی بنیاد بتاریخ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۳۴۹ھ قائم ہوئی اور بصرف زرکثیر یہ گنبد شریف بنکر تیار ہوگیا جو اس وقت موجود ہے۔

حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک پیش گوئی جو اس تعمیر گنبد شریف سے تعلق رکھتی ہے اس کا اس جگہ بیان کرنا بھی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بموجودگی شاہ ولی چودھری والد بنے چودھری وغیرہ محمد واصل سے یہ فرمایا تھا کہ مولوی صاحب کو مستقل طور پر آرام اور اطمینان کے ساتھ تم لوگوں کو رکھنا ہوگا اور ان کے مزار کا ایک بہت بڑا گنبد وہاں بنایا جائے گا۔ حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مشہور پیش گوئی اس وقت کی ہے جب کوئی خیال بھی تعمیر گنبد شریف کا نہ تھا۔ اسی سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بزمانۂ حیات مولانا صاحب آپ کی ہمشیرہ نے نور ڈھیر شریف میں یہ عرض کیا تھا کہ آپ دفت وصال نور ڈھیر شریف میں رہتے تو اچھا ہوتا۔ آپ نے جوش میں آکر فرمایا کہ نہیں نہیں ہم کو پیلی بھیت شریف میں رہنا ہوگا اور شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مولوی صاحب تمہارا بڑا بڑا گنبد بنے گا۔ چنانچہ وہ قبہ دو مرتبہ گر گیا سہ بارہ بہت بلند ہوا تو ٹھہرا۔ جو آپ کی زبان مبارک سے تین مرتبہ یہ لفظ نکل گیا تھا لہٰذا تیسری مرتبہ گنبد نے قرار پکڑا۔ حضرت کا فرمان بھی بمصداق اس شعر کے تھا جیسا کہ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

جو بات ولی اللہ کی زبان سے کسی وقت نکل جاتی ہے وہ حکم ربی سے نکلتی ہے۔

چند خاص خلفائے کرام

حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے عام طور پر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری طرف سے عام اجازت ہے جو کوئی اللہ کا نام ہمارے مریدوں سے سیکھنا چاہے اسے اللہ اللہ بتا دیں اسی بنا پر اکثر حضرات نے سلسلہ پیری مریدی قائم رکھا لیکن اس کو خلافت نہیں کہا جاتا یہاں پر خصوصیت کے ساتھ حسب ذیل خلفاء کے اسم گرامی تحریر کئے جاتے ہیں جن سے فی الحال سلسلہ جاری ہے سب سے زیادہ سلسلہ آپ کا حضرت مولانا سید عبدالقدیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند و خلیفہ حضرت اللہ ھو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہند و پاکستان و افغانستان وغیرہ میں جاری ہے مولوی سید ہمیش گل میاں صاحب سے مراد آباد وغیرہ میں مولوی سید حلیم گل میاں صاحب سے بمبئی و نور ڈھیر شریف وغیرہ میں سلسلہ جاری ہے۔ ان خلفائے کرام کے حالات لکھے جائیں تو کتاب طویل ہو جائے گی۔

قطب الاقطاب حضرت علامہ الحاج

سیّد محمد عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ

قطب دوران فرید عصر مولانا الحاج حضرت سیدنا عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت [illegible] رجب سنہ ۱۳۰۰ھ میں بمقام تورڈھیر شریف ہوئی آپ کے والد ماجد حضرت مولانا مولوی سید عبدالبصیر میاں قدس سرہ العزیز کاملین وعارفین میں یکتائے روزگار تھے اور ذکر اسم ذات شریف سے اس درجہ شغف رکھتے تھے کہ آپ کا لقب ہی اللہ ھو میاں صاحب ہوگیا اور اسی لقب سے سارے برصغیر ہند و پاکستان میں مشہور ہیں۔ آپ مرید اور خلیفہ اپنے والد بزرگوار کے تھے۔ اور بعدہٗ تبرکاً حضرت حاجی شاہ جی محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو اپنی بیعت میں لے لیا تھا اور اجازت خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ آپ کو اپنے والد ماجد سے اس درجہ محبت و عقیدت تھی کہ آپ نے مستقل اقامت پیلی بھیت شریف ہی میں اختیار فرمائی حالانکہ خاندان کے جملہ افراد تورڈھیر شریف ہی میں سکونت پذیر تھے۔

ابتدائی حالات

اوائل عمر ہی سے آثار بزرگی آپ کے روئے مبارک سے ظاہر تھے اور ذکر و فکر سے نہایت شغف تھا چنانچہ مولوی عبدالرحیم کابلی جو حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ میرے ہمراہ حضرت شیخ اولاد بابا رحمۃ اللہ علیہ کے عرس شریف میں تشریف لے گئے تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ پر کچھ ایسی کیفیت طاری رہی کہ آپ کو خورد و نوش کی بھی پرواہ نہ رہی اور ہر وقت ذکر و فکر ہی میں مشغول رہے۔ قرآن پاک آپ نے اپنے جد امجد سید رحیم اللہ میاں صاحب سے شروع کیا تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم لائق فائق اساتذہ سے تورڈھیر شریف میں حاصل فرمائی۔ کچھ عرصہ مرغز تحصیل صوابی ضلع مردان میں بغرض تعلیم مقیم رہے۔ اور ایک عرصہ تک سنبھل ضلع مرادآباد میں بھی تعلیم حاصل فرمائی اکثر و بیشتر دقیق کتابیں اپنے والد ماجد سے پڑھیں جو اپنے وقت کے معتبر عالموں میں سے تھے آخر میں کتب احادیث وغیرہ کی تکمیل پیلی بھیت شریف کے مشہور و معروف عالم و محدث مولانا مولوی وصی احمد سورتی سے فرمائی۔ دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد کتب تصوف کا مطالعہ فرمایا اسرار و رموز طریقت و حقیقت و معرفت اپنے والد ماجد سے سیکھے ابتدائی دور میں بھی آپ کو سخت ریاضت اور مجاہدے سے شغف تھا۔ جذب کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ تورڈھیر شریف لائے تو آپ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ تم بھی مجذوب ہو اور تم بھی پھر امور خانہ داری کون انجام دے گا بس اسی روز سے جذب کی کیفیت میں قدرے کمی واقع ہوگئی اور طبیعت میں کچھ سالکانہ رنگ نمایاں ہوگیا۔

حلیہ مبارک

قد موزوں، رنگ سرخ سپید چمکدار چہرہ مبارک بیضاوی تھا جس سے آثار بزرگی، عظمت و جلال نمودار۔ ہم صورت و ہم سیرت اپنے پدر بزرگوار جسم درمیانہ، پیشانی کشادہ۔ ریش مبارک گھنی و دراز اور دلکش ابرو کے اوپر ایک معمولی نشان ؎

آنکھوں میں بھر رہے ہیں وہ لمحات نور کے ۔۔۔ ایسا حسین جہاں میں نہ تھا کوئی پیرِ آج

اخلاق و عادات

آپ بے حد خوش اخلاق، نرم دل، حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے ہر خورد و کلاں سے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ہر بات کو نہایت وضاحت کے ساتھ سمجھاتے تھے۔ اگر کوئی کج خلقی پر بھی اتر آتا تو ناراض نہیں ہوتے بلکہ بار بار دلائل واضح سے سمجھانے کی کوشش فرماتے جس کی وجہ سے بڑے بڑے سرکش اور متمرّد راہ راست پر آجاتے آپ کا خلق خلق محمدی کا آئینہ دار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کلام میں عجیب و غریب تاثیر عطا فرمائی تھی آپ کے چھوٹے چھوٹے سیدھے سادے جملے دل کی گہرائیوں میں اتر جاتے تھے شیرینی کلام کے قربان جایئے۔ ہر لفظ قلب و روح میں پیوست ہو جاتا جب تک آپ کا سلسلہ کلام جاری رہتا تھا سامعین ہمہ تن گوش رہتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ علم و حکمت اور شریعت و طریقت کا بحر زخار گویا موجزن ہے رشد و ہدایت کے فریضہ کی بجا آوری اس درجہ ملحوظ تھی کہ شب و روز اسی میں مصروف رہتے تھے اور کمزوری صحت اور ضعف و پیری کے باوجود آپ جسمانی آرام تک کا خیال نہ فرماتے۔ بسا اوقات رات کو بارہ ایک بجے آرام فرماتے اور اکثر دوپہر کے وقت چند منٹ کے لئے بھی قیلولہ کرنے کا وقت نہ ملتا تھا شب میں برائے نام آرام فرماتے اور پچھلی رات کو حسب دستور عبادت میں مشغول ہو جاتے رمضان المبارک پیلی بھیت شریف یا تورڈھیر شریف میں گزارتے اور اس ماہ مبارک میں سفر سے احتراز فرماتے شب و روز کلام پاک سنتے اور تلاوت فرماتے تھے آپ نہایت صلح پسند اور شیریں گفتار تھے اخلاق کریمانہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کے گنبد کی تعمیر کے سلسلہ میں بعض اہل محلہ کی طرف سے کافی پریشانیاں در پیش آئیں مگر آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا جس کی وجہ سے مخالفین اپنے فعل پر نادم ہوتے اور گنبد شریف کی تعمیر بخیر و خوبی مکمل ہوگئی۔ ایسی ہی دشواریاں بہ سلسلہ تعمیر مسجد تورڈھیر شریف بھی پیش آئیں۔ بعض شر پسندوں نے طرح طرح کی رکاوٹیں پیدا کیں لیکن ان کی تمام کوششیں ناکام ہوگئیں۔ بعدہٗ مخالفین بھی اس مسجد میں آنے لگے۔ حضرت کے بعض خدام کو ان لوگوں کا آنا ناگوار ہوا مگر آپ نے خدام کو تاکید فرمائی کہ ان لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا جائے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ کو پیلی بھیت شریف کے محلہ فیل خانہ میں ایک رات میں شرکت کا اتفاق ہوا۔ آپ نماز مغرب ادا کرنے کے لئے محلہ کی مسجد میں تشریف لے گئے۔ تو معلوم ہوا وہاں نمازیوں میں کچھ اختلاف ہے جس کی وجہ سے نماز پنجگانہ کیلئے دو جماعتیں ہوتی ہیں۔ آپ نے باتفاق رائے نماز مغرب خود پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ نے اختلاف کا سبب دریافت فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ ایک حافظ صاحب پر علم قرأت اور تجوید کی توہین کرنے کی بنا پر فتویٰ لگایا

گیا کہ وہ مرتد ہے اور اس کی بیوی مطلقہ ہوگئی ہے لیکن وہ حافظ صاحب توبہ کرنے کو تیار نہیں ہیں اب ان حافظ صاحب کے حامی ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور مخالفین علیحدہ جماعت کرتے ہیں آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی نیکوکاروں کی نیکیاں بھی مقربین بارگاہ الٰہی کی نظر میں سیات کی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ وہ مشاہدہ حق میں مستغرق ہیں اس سے ثابت ہوا کہ ہر آدمی گناہگار اپنے درجہ کے لائق ہے اس لئے سب سے پہلے ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تم لوگ بھی اپنے سارے گناہوں سے توبہ کرو۔ سب نے توبہ کی اس کے بعد آپ نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ تم بھی اپنے سارے گناہوں سے اور غلط عقائد کو ترک کرتے ہوئے توبہ کرو چنانچہ حافظ صاحب نے اسی طرح توبہ کی اور اس طرح حضور قبلہ نے ایک بہت بڑے فتنہ کو ختم کر دیا۔

ایک مرتبہ جب آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت سید عبدالبصیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے گنبد کی تعمیر شروع کرائی تو اس وقت آپ کے پاس صرف تیس روپیہ کی قلیل رقم تھی لیکن آپ کے توکل کی برکت سے یہ عظیم کام نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل ہو گیا۔ ایک شخص نے مبلغ آٹھ سو روپے کی رقم آپ کو پیش کی اور عرض کیا کہ یہ رقم میں نے آپ کے سفر حج کے لئے جمع کی ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تم اجازت دو تو ہم یہ رقم حضرت اللہ ضو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس کے گنبد کی تعمیر پر صرف کر دیں۔ سفر حج کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی اور بندوبست فرمائے گا۔ اس شخص نے عرض کیا کہ حضور کو اختیار ہے جس مد میں چاہیں صرف فرما دیں۔ آپ نے یہ رقم ایک جگہ رکھ دی اور حسب ضرورت اس سے نکال کر خرچ کرتے رہے۔ اس سستے زمانے میں جب گنبد شریف کی تعمیر مکمل ہوگئی تو تخمینہ لگانے پر معلوم ہوا کہ چھ ہزار روپیہ صرف ہوا یہ رقم اس سے علاوہ تھی جو بعض حضرات نے اپنی طرف سے بذات خود خرچ کی ان بعض حضرات میں سے ایک صاحب عاشق حسین ٹھیکیدار بھی تھے حاضر خدمت ہوئے اور حضور قبلہ سے تعمیر میں حصہ لینے کی اجازت چاہی کیونکہ یہ صاحب ممبری کے لئے بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے حضور قبلہ نے صاف طور پر فرمایا کہ محض ثواب کی خاطر حصہ لینا چاہتے ہو تو شوق سے لو۔ چنانچہ انہوں نے فراخ دلی سے حصہ لیا۔ آپ ان کی آمد سے پہلے ہی خواب دیکھ چکے تھے کہ وہ ممبری میں کامیاب ہوگئے ہیں چنانچہ یہ کار خیر ان کی کامیابی کا سبب بن گیا۔ حضور قبلہ کے جملہ اخراجات خود بخود امداد غیبی سے پورے ہو جاتے تھے اور آپ اس بارے میں ادنیٰ تردد بھی نہیں فرماتے تھے۔

مشاہدہ حق

آپ کی صفائی باطن کا عجیب حال تھا۔ حقیقی معنے میں پیر روشن ضمیر تھے مزارات پر مراقبہ فرماتے تو سارا حال ظاہر ہو جاتا تھا۔ آپ کا مشائخ عظام سے رابطہ روحانی بڑا مستحکم تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ اجمیر شریف میں تشریف لائے تو حاجی ابراہیم سیٹھ نے آپ سے بمبئی تشریف لے جانے کی درخواست کی۔ آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت چاہی تو حضرت خواجہ صاحب نے دو مجذوب متصرف بمبئی کے آپ کی خدمت کے لئے منتخب فرما دیئے اور ہر طرح سے آپ کو اس سفر میں آرام ملا اور آپ نے ایک ماہ مع حضرت قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب جو آپ کے فرزند ہیں بمبئی

میں قیام فرمایا بمبئی کے تمام مشہور مزارات مقدسہ پر حاضری کا اتفاق ہوا آپ نے ہر صاحب مزار کا حلیہ اور مرتبہ جداگانہ بیان فرمایا اور ماہیم شریف میں حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی تعریف فرمائی۔ رانديرقصبہ میں تابعی صاحب کا نام جو غیر معروف ہے آپ نے فرمایا کہ تابعی صاحب کا اصل نام احمد ہے اور ان کی فلاں قبر ہے کیونکہ وہاں کئی ایک قبریں تھیں آپ ہی نے نشان دہی فرمائی۔ خود حضور قبلہ کے ارشاد کے مطابق آپ کو تین مرتبہ عالم رؤیا میں رب العزت جل جلالہ کا دیدار ہوا لیکن اس کی کیفیات کا آپ نے کبھی اظہار نہیں فرمایا کیونکہ اس میں شریعت کی پکڑ ہے۔ اس لئے کہ ذات رب العزت لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ ۔ ہے جب ذات باری کی مثل کوئی شے نہیں ہے تو اس کی مثال کیونکر بیان ہو۔

آپ کا طریقہ تعلیم و ہدایت سہل اور آسان تھا۔ اگر طالب علم زیادہ ریاضت اور مجاہدہ نہ کر سکے تو صرف آپ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ذکر و فکر میں مشغول رہ کر صفائے باطنی اور کمال روحانی حاصل کر سکتا ہے تصور شیخ پر آپ خصوصیت کے ساتھ زور دیتے تھے جو وصول الی اللہ کا اقرب و اسرع ذریعہ ہے۔ اس کو اصطلاح تصوف میں حبس دم کہتے ہیں جو کہ بے حد نافع ہے اور اس سے بہت تیزی کے ساتھ روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے آپ ہر کس و ناکس کو جو سلسلہ میں داخل ہونے کی خواہش ظاہر کرتا داخل سلسلہ فرما لیتے۔ ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے اعتراض کیا کہ آپ مرید کرتے ہیں اور داڑھی رکھنے کی تلقین تک نہیں فرماتے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ جب علمائے ظاہر کے پاس جاتے ہیں تو اس تلقین سے گھبرا کر ہم درویشوں کے پاس آتے ہیں ہم ان کو اللہ کا نام بتا دیتے ہیں۔ اس اسم پاک کے ذکر و فکر کی برکت سے ان کی تمام خامیاں خود بخود رفتہ رفتہ دور ہو جاتی ہیں۔

آپ نے سفر حج کا ہنوز کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تھا کہ لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضور امسال حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے جائیں گے۔ چنانچہ رامپور کے ایک حافظ صاحب نے نذر پیش کی اور عرض کیا کہ حضور میں نے سنا ہے کہ آپ امسال حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے پہلے میری جانب سے یہ نذرانہ قبول فرمائیں۔ آپ نے اس معاملہ پر غور فرمایا اور سفر حج کی نیت کر لی۔ جب آپ رامپور سے بریلی تشریف لائے تو بر مکان نیاب علی خاں ٹھیکیدار دو رکعت نماز نفل ادا فرما کر دربار رسالت میں عرض کی کہ لوگ تو مال و زر پر بھروسہ کرتے ہیں یا اپنی صحت و قوت پر۔ یہاں دونوں مفقود ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنی نیت پر قائم رہوں لہٰذا حضور والا نے استراحت فرمائی۔ خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے ارادے پر قائم رہو چند ہی روز میں اس قدر ظاہری امداد آگئی کہ حضور والا اپنے ساتھ اور دو آدمیوں کو بھی حج کے لئے ہمراہ لے گئے۔ آپ کو رخصت فرمانے کے لئے پیلی بھیت شریف اور بریلی کے اسٹیشن پر معتقدین و مریدین کثیر تعداد میں جمع ہوئے کچھ لوگ بریلی سے بغرض حج حضور قبلہ کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ آپ نے ان حضرات کی مرضی کے مطابق براستہ آگرہ بمبئی تشریف لے گئے بمبئی میں چند روز سیٹھ ابراہیم کے یہاں مہمان رہے جب جہاز بمبئی سے جدہ شریف کو روانہ ہوا تو آپ دو رکعت نماز نفل ادا فرما کر حضور اقدس سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہندوستان سے ایران تک یہ (باطنی) سلطنت

سرکار شاہ جی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ اہد حضرت اللہ ہُو میاں قدس سرہ العزیز کی ہے اور میں اس سے بخوبی واقف ہوں لیکن عرب کے غلط سے ہنوز روشناس نہیں ہوں کہ اس کا حاکم (باطنی) کون ہے لہٰذا میری امداد فرمائی جائے بعد ازاں استراحت فرمائی خواب میں حضور اقدس سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرب کے متصرف کو دیکھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے متصرف سے ارشاد فرمایا کہ عبدالقدیر میاں آرہے ہیں ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو بعدہٗ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں مدینہ طیبہ ہی میں قیامت تک کے لیے رکھ لیں۔ آپ نے عرض کی۔ میرے لئے مدینہ منورہ کے آداب کی بجا آوری بغیر پیر و مرشد دشوار ہوگی۔ اس لیے پیرو مرشد کے ہمراہ دربارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری چاہتا ہوں۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے چنانچہ آپ کو اس سفر میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں بھی فتوحات بکثرت آتے رہے۔ جس وقت آپ روضہ اقدس کی زیارت سے فارغ ہوئے تو آپ مدینہ طیبہ کے گلی کوچوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے کہ ان گلیوں میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک رکھے ہیں اور بازار تشریف لے جاکر کھجوریں بذات خود خریدیں بعدہٗ جب آپ مقام جدہ تشریف لے گئے تو جدہ شریف میں ایک عجیب واقعہ یہ ہوا کہ بریلی رامپور کے چند آدمیوں نے حضور والا کی معیت ترک کر دی۔ اور کوشش کر کے آپ سے پہلے ایک جہاز میں نشستیں حاصل کرلیں اس پر ان لوگوں نے بہت فخر کیا۔ یہ بات حضور قبلہ کی طبیعت پر گراں گذری اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز روانگی کے بعد قریباً تین دن تک راستے میں ایک گرداب میں پھنسا رہا مسافر کو سخت پریشانی کا سامنا ہوا اور وہ لوگ اپنی غلطی پر سخت نادم ہوئے اور حضور قبلہ کا جہاز دو دن بعد روانہ ہوا تھا لیکن ان لوگوں کے جہاز سے دو دن پہلے بمبئی پہنچ گیا

کشف و کرامات

کراماتِ اولیاء کرام حق ہیں اور اس کا ثبوت قرآن پاک اور حدیث شریف میں موجود ہے لیکن پیر سے کرامات کا طالب ہونا مناسب نہیں۔ البتہ مشائخ عظام سے بسا اوقات کرامات وخرق عادات کا صدور ہو جاتا ہے لیکن وہ عمداً کرامات کا صدور پسند نہیں فرماتے بعض مشائخ کبار سے کرامات کا صدور نہیں ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کرامات ہی کمال کا ثبوت نہیں اور اس کے صدور نہ ہونے سے کمالِ ولایت میں نقص واقع نہیں ہوتا جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے کسی کرامت کا صدور ہونا مروی نہیں ہے حالانکہ آپ تمام اُمت میں افضل و اعلیٰ ہیں اور حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کے متعلق روایت ہے کہ آپ کے ایک مرید نے عرض کیا۔ کہ میں ایک مدت سے حضور کی خدمت میں ہوں مگر آج تک کوئی کرامت حضور کی نہیں دیکھی حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیا تم نے میرے کسی عمل کو سنتِ نبوی کے خلاف پایا۔ اس نے عرض کیا۔ ایسا تو کبھی نہیں دیکھا اس پر آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑی کرامت اور کیا ہو سکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مشائخ کرام سے کرامت کا صدور ابتدائی دور میں اکثر ہوتا ہے لیکن بعد ترقی مدارج اور امورِ دینیہ کے بے توجہی کے باعث بہت کم کرامتیں صادر ہوتی ہیں۔ بہر کیف تبرکاً حضور قبلہ کی چند کرامتیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ بعض معتقدین کا اصرار پورا ہو جائے۔

آپ کے والد ماجد حضرت مولانا سید عبدالبصیر میاں المعروف اللہ ھو میاں رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب بحر حیات کے آخری صفحہ پر حضور قبلہ کی پیدائش کے بارے میں اپنا ایک عجیب خواب تحریر فرمایا ہے آپ نے لکھا ہے کہ عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت سے ایک سال پہلے ایک روز بوقت دوپہر میں حضرت شاہ جی میاں صاحب قدس سرہ کی مسجد کے صحن میں پہلے ایک مولسری کا درخت تھا اس کے نیچے سو رہا تھا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک خوبصورت لڑکا جس کے ہاتھ میں کتاب تھی اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے تعلیم دیں میں نے دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کا فرزند عبدالقدیر میاں ہوں۔ اس واقعہ کو آپ نے حضور شاہ جی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے حضور عرض کیا تو حضور شاہ جی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو تر وتمیر شریف تشریف لے جانے کی اجازت فرمائی اور ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک فرزند عنایت فرمایا۔ اس خواب کے مطابق حضور نے فرزند کا نام عبدالقدیر میاں رکھا۔ یعنی حضور قبلہ نے اپنے نام کی بشارت خود فرمائی۔ جب آپ پہلی مرتبہ حضرت اللہ ھو میاں علیہ الرحمتہ کی حیات مبارک میں پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے اس وقت حضور کا سن مبارک ۱۰ سال کے لگ بھگ تھا آپ جب خلیفہ حضرت شاہ مرحوم ساکن محلہ محمد واصل پیلی بھیت کے گھر کھانا کھانے تشریف لے جا رہے تھے آپ نے ان سے راہ میں دریافت کیا کہ بتاؤ آپ کے گھر کتنی روٹیاں پکی ہیں۔ خلیفہ صاحب نے عرض کیا کہ مجھے علم نہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ ایک ڈلیا میں ہے اور ایک گھائی میں اور ایک توے پر ہے۔ یہ سنکر وہ دوڑتے ہوئے گھر گئے تو دیکھا واقعی یہی صورت تھی جب حضرت اللہ ھو میاں رحمتہ اللہ علیہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے ان کو ان باتوں سے منع فرمایا۔ ایک مرتبہ چودھری بنے مرحوم ساکن محلہ محمد واصل پیلی بھیت شریف آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ عرض کیا کہ گرماگرم پلاؤ کو طبیعت چاہتی ہے اسوقت منشی حبیب اللہ خاں مرحوم پیلی بھیتی اور چند دیگر حضرات موجود تھے۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص گرم گرم پلاؤ کا ایک طباق لایا اور آپ کے حضور میں پیش کیا آپ نے فرمایا چودھری صاحب لیجئے آپ کی مراد برآئی۔ ایک دن پیلی بھیت شریف میں تانگوں کی ہڑتال تھی اس لئے حضور قبلہ کو عنایت ابراہیم مرحوم ساکن محلہ پنجابیاں کے مکان پر مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیدل جانا پڑا۔ آپ کو اسی روز صبح بریلی جانا تھا۔ میلاد شریف سے فراغت کے بعد گھڑی جو دیکھی معلوم ہوا کہ ٹرین کا وقت گذرے ہوئے بھی آدھا گھنٹہ ہو چکا ہے۔ آپ نے اس کی پرواہ نہ کی۔ اور وہاں سے مع چند احباب پیدل اسٹیشن روانہ ہو گئے جو وہاں سے تقریباً ڈھائی میل کے فاصلہ پر تھا۔ سب کا خیال تھا کہ اب ٹرین نہیں مل سکتی مگر جب اسٹیشن پہنچے تو دیکھا کہ ٹرین کھڑی تھی اور سیٹی بجا رہی تھی چنانچہ آپ فوراً سوار ہو گئے اور گاڑی روانہ ہو گئی اس قسم کے واقعات اور بھی کئی بار پیش آئے۔ ایک مرتبہ مستری لطافت علی عرف اتو راجہ صاحب مالک شوگر مل پیلی بھیت شریف کے نام ایک درخواست لکھکر لائے اور حضور سے دعا کے طالب ہوئے کہ درخواست منظور ہو جائے۔ آپ نے سرسری طور فرما دیا لیکن وہ منظور نہ ہوئی۔ مستری صاحب نے آکر شکایت کی۔ اس پر آپ کو جلال آگیا اور فرمایا۔ جاؤ منظور ہو جائے گی چنانچہ دوبارہ راجہ صاحب کو پیش کئے جانے پر وہی درخواست منظور ہو گئی۔ ایک مرتبہ آپ حضرت احمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے عرس شریف کے سلسلہ میں بھٹ پورہ تشریف لے جا رہے تھے پیارے قوال ساکن نوریہ ضلع پیلی بھیت ہمراہ تھے۔ یہ جگہ بھٹ پورہ شریف کے لئے لیا گیا تھا۔

نصف راستہ طے کرنے کے بعد آپ کو ایک مصلحت کی بنا پر خیال آیا کہ وہیں اتر جائیں اور قریب کے ایک گاؤں بیرام نگر میں کچھ دیر قیام کرنے کے بعد شام تک بھٹ پورہ شریف پہنچ جائیں تانگے والے نے مخالفت کی اس کی مزدوری آدمی رہ جاتی تھی پیارے قوال نے بھی مخالفت کی۔ آپ حضرت احمد علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تھوڑی دیر نہ گزری کہ تانگہ کا بم ٹوٹ گیا حضرت قبلہ نے تانگہ والے سے فرمایا کہ اب تمہارا ہم پر احسان نہ رہا۔ تانگہ والا اور پیارے قوال دونوں خاموش ہو گئے اور معافی کے طالب ہوئے۔ آپ کو ایک مرتبہ موسم سرما میں منڈی ٹنکپور جانے کا اتفاق ہوا۔ صوفی علی حسین پیلی بھیتی بھی ہمراہ تھے یہاں قدرتی طور پر ۹ بجے رات سے ۹ بجے صبح تک تیز ہوا چلتی رہتی ہے جسے لوگ رانی کا پنکھا کہتے ہیں بعض متعقدین کے کہنے پر آپ نے دعا کی وہ تیز ہوا تین دن تک بند رہی لیکن علی حسین شاہ نے کئی بار عرض کیا کہ وہ تیز پنکھا ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ کیسے چلتا ہے آپ کے سمجھانے پر بھی ان کا اصرار جاری رہا اس لئے حضور قبلہ نے فرمایا۔ اچھا ہوا چل جائے چنانچہ ہوا پھر بدستور چلنے لگی جو آج تک جاری ہے۔ ایک مرتبہ بسلسلہ فاتحہ عرس مبارک آپ موضع دلیل گنج ضلع پیلی بھیت شریف لے گئے رات کے وقت جلسہ منعقد ہوا۔ لوگوں نے کچھ بے لطفی محسوس کی اس پر آپ نے حاضرین سے دوزانو بیٹھنے کو فرمایا اور سب حضرات ذکر میں مشغول ہو گئے ذرا دیر بعد آپ نے کملی کو ہلایا اس کے ہلاتے ہی لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔ کافی دیر بعد لوگوں کو ہوش آیا لوگوں نے بعد میں عرض کیا کہ امسال حضور والا کملی میں کیا شے لائے تھے کہ سب مدہوش ہو گئے۔

سید امیر اوورسیئر مرحوم جو حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے۔ بنگلہ گوہائی تحصیل صوابی ضلع مردان میں ملازم تھے۔ مخالفین نے ان کے خلاف کئی مقدمات دائر کر دیئے تھے۔ اور ان کی نوکری خطرے میں پڑ گئی تھی وہ حاضر خدمت ہو کر دعا کے طالب ہوئے آپ نے فرمایا فکر مت کرو تم جیت جاؤ گے۔ چنانچہ تمام مقدمات کے فیصلے اوورسیئر صاحب کے حق میں ہو گئے ایک عرصہ کے بعد اوورسیئر صاحب پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور قبلہ نے فرمایا اوورسیئر صاحب آپ کا کام ہو گیا اور آپ نے خبر نہ دی اوورسیئر صاحب نے عرض کیا۔ آپ کو سب کچھ معلوم ہے پھر میں کیا خبر دیتا۔ آپ نے تو پہلے ہی فرما دیا تھا کہ تم جیت جاؤ گے۔ بعدہٗ اوورسیئر صاحب نے حضور کا شکریہ ادا کیا اور تورڈھیر شریف کی مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں سب سے پہلے نمایاں حصہ لیا۔ ایک مرتبہ شاہجہاں پور میں آپ کے خلیفہ نجم الدین شاہ دہلوی صاحب مرحوم نے آپ کی دعوت کی۔ کھانا صرف دس بارہ آدمیوں کے لئے تھا۔ آپ کے ہمراہ مہمانوں کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ آپ کی توجہ سے وہی کھانا نہ صرف سب کے لئے کافی ہوا۔ بلکہ بچ بھی گیا۔ ایسا اتفاق حضور کی توجہ سے عموماً ہوتا رہتا تھا۔ نواب مرزا صاحب ضلع پیلی بھیت شریف کے حلقات کے منتظر تھے اور پیلی بھیت شریف ہی میں رہتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کو ہچکیوں کا مرض لاحق ہوا۔ حکیم ڈاکٹر عاجز ہو گئے اور ان کی تکلیف میں مطلقاً کمی نہ ہوئی انہوں نے حضور قبلہ کی شہرت سنی تھی۔ عبدالغفار خاں ملازم چنگی کو آپ کی خدمت عالی میں یہ کہلا کر بھیجا کہ میرا آخری وقت ہے، چاہتا ہوں کہ حضور مجھے مرید کر لیں۔ چنانچہ حضور قبلہ ان کے مکان پر مع حضرت سید عبدالرشید میاں تشریف لے گئے۔ اور مرید کر لیا۔ آپ نے ان کو اللہ کا ذکر حبس دم کے ساتھ سکھایا اور حضور شیخ کی تاکید فرمائی جب سب لوگ چلے گئے تو منتظر صاحب نے ایسا ہی کیا اور تقریباً ایک گھنٹہ تک بے خود مدہوش

رہے۔ سب کچھ کر انتقال ہوگیا۔ لیکن کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آگئے اور تکلیف جاتی رہی اور مکمل صحت نصیب ہوئی الحمدللہ بار بار شریف میں حاضری دیتے رہے ایک مرتبہ انہیں رینجر صاحب کا تبادلہ ملوہوٹانڈہ تحصیل پورن پور ضلع پیلی بھیت شریف سے کسی دوسری جگہ ہونے والا تھا جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان تھے حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ مت یہیں رہو گے چنانچہ مخالفین کی سخت کوشش کے باوجود ان کا تبادلہ نہ ہوا۔ ایک سال حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے موقع پر عصر کے وقت قُل ہو رہا تھا۔ اتنے میں باد و باران کے طوفان کے آثار نمودار ہوئے۔ خلیفہ مقصود عالم خاں رام پوری اور غلام جیلانی خاں صاحب وغیرہ بھی حاضر تھے۔ سب کی رائے یہ ہوئی کہ اندر چلنا چاہئے حضور والا نے فرمایا کہ باہر ہی بیٹھے رہو۔ اللہ لاج رکھے گا چنانچہ بہت جلد مطلع صاف ہوگیا۔ ایک مرتبہ سید عبدالبصیر میاں المعروف اللہ صوبہ قدس سرہٗ کے عرس کے موقع پر عین جلسے کے وقت آسمان پر گہرے بادل چھاگئے اور کچھ کچھ ترشح بھی ہونے لگی صوفی محمد آفاق صاحب پٹیالے والے وعظ فرما رہے تھے بہت سے لوگوں نے اپنی چھتریاں کھول لیں۔ حضور قبلہ نے فرمایا۔ چھتریاں بند کر دو انشاء اللہ بارش رک جاوے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے مطلع صاف ہوگیا۔ موضع دلیل گنج میں بھی ایک ایسا واقعہ ہوا عبدالکریم خاں صاحب کے مکان پر جلسہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہو رہا تھا۔ جب آسمان ابر آلود ہوا تو وہ گھبرا گئے اور چاہا کہ جلسہ مکان کے اندر کیا جاوے لیکن حضور قبلہ نے فرمایا۔ کہ جلسہ باہر ہی ہوگا۔ ہم غریبوں کا اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ لہٰذا جلسہ بدستور قائم رہا اور بارش نہ ہوئی۔ محمد نعیم نامی ایک شخص تور ڈھیر شریف کے رہنے والے تھے۔ اور فوج میں حوالدار تھے دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۲ء میں اپنی بٹالین کے ساتھ جاپان گئے ایک موقع پر نہایت سخت معرکہ پیش آیا۔ انھوں نے گھبرا کر صوبہ سرحد کے تمام مشہور پیروں کو پکارا۔ شب کو حضرت کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جو پشاور ضلع کے مشہور و معروف بزرگ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر ہیں زیارت ہوئی انہوں نے فرمایا تمہارے پیر و مرشد حضرت سید عبدالقدیر میاں صاحب وہ سامنے کھڑے ہیں انہیں پکارو ہمیں کیوں تکلیف دیتے ہو۔ یہ واقعہ محمد نعیم نے حضرت قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب سے واپسی پر خود بیان کیا۔ رامپور کے قریب ایک گاؤں میں ایک مکان کے رہنے والوں کو جنات نے سخت پریشان کر رکھا تھا۔ پیلی بھیت شریف سے رامپور جاتے ہوئے آپ کا اس گاؤں سے گذر ہوا منشی ولی محمد مرحوم اور مستری محمد ایوب پنجابی ہمراہ تھے بعض لوگوں کے اصرار پر آپ اس مکان میں تشریف لے گئے اور ادعیہ ماثورہ پڑھ کر دم کر دیا۔ اس کی برکت سے وہ مکان آسیبی اثرات سے پاک ہوگیا۔

حضرت سید عبدالبصیر میاں علیہ الرحمہ کے مزار اقدس کے دوسری جانب باغ میں ایک ٹیوب ویل لگایا جا رہا تھا۔ یہ کام مستری محمد ایوب صاحب اور رامپور کے ایک دوسرے مستری کے سپرد تھا آپ نے اپنے دست مبارک سے بورنگ کے لئے زمین پر نشان لگوایا اور چند آیت قرآنی پڑھ کر دم کر دیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ ہم نے پشاور اور پیلی بھیت شریف کا پانی ملا دیا۔ جب بورنگ مکمل ہوگیا تو اس کنوئیں سے ایسا ٹھنڈا اور میٹھا پانی نکلا جیسے کہ پشاور کے کنوؤں سے نکلتا ہے مستری محمد ایوب صاحب گئے اس پور کو ان کی بیوی نے اطلاع دی کہ ان کی لڑکی چالیس دن سے میعادی بخار میں مبتلا ہے

اور اس کی حالت بہت تشویشناک ہے حضور قبلہ کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ پورٹ کا کام ختم ہونے تک گھر پہنچ جاؤ انشاء اللہ تمہاری لڑکی بالکل اچھی ہو جائے گی چنانچہ جب وہ کام سے فارغ ہو کر گھر پہنچے تو لڑکی بالکل اچھی تھی۔ ایک مرتبہ شوگر مل پیلی بھیت کے چیف انجینئر کا چھوٹا بھائی میلا سنگھ ایک موذی مرض میں مبتلا ہو گیا اور سینکڑوں روپے خرچ کئے مگر کوئی فائدہ نہ ہوا۔ چیف انجینئر نے مستری محمد ایوب صاحب جو اس شوگر مل میں ملازم تھے کے ذریعہ حضور قبلہ کو اطلاع دی اس کے مکان پر حضور مستری صاحب لے گئے اور مریض پر کچھ پڑھ کر دم کر دیا۔ چند ہی روز میں وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ شاعر سراج الدین ساکن خانقاہ ضلع پشاور کا بیان ہے کہ میں روزہ نماز کا پابند نہ تھا ایک شب پیر و مرشد کی زیارت ہوئی آپ نے مجھے سینہ سے لگا کر فرمایا کہ اپنی حالت ٹھیک کرو اس کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری تمام بُری عادتیں چھوٹ گئیں۔ اور بحمداللہ تعالیٰ میں نماز کا پابند ہو گیا اور اب متشرع ہوں۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ اجمیر شریف تشریف لے گئے اور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں و سیٹھ ابراہیم صاحب ہمراہ تھے۔ سیٹھ صاحب کے داماد عبدالکریم صاحب کے مکان پر قیام فرمایا ایک دن آپ دربار شریف میں فاتحہ پڑھ کر باہر بڑی مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک بزرگ مع اپنے چند مریدوں کے تشریف فرما تھے اور مریدوں کو نصیحت فرما رہے تھے۔ آپ نے ان بزرگ سے مصافحہ کیا مگر انہوں نے آپ کی کوئی تعظیم نہ کی تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر ان سے مصافحہ کیا اس مرتبہ وہ بڑے تپاک سے ملے اور حضرت قبلہ کے دست مبارک کو بوسہ دیا بعد میں آپ نے فرمایا کہ ان بزرگ نے پہلی مرتبہ مجھے پہنچانا نہیں تھا۔ منشی نذیر شاہجہاں پوری حال ساکن حیدر آباد کا بیان ہے کہ ان کے گھر میں ولادت ہونے والی تھی عشاء کے وقت وہ قریب کی مسجد میں جا کر لیٹ گئے خواب میں پیر و مرشد کی زیارت ہوئی اور حضور قبلہ نے فرمایا کہ تمہارے گھر لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام نور احمد رکھنا تھوڑی دیر بعد انہیں گھر والوں نے بلایا اور ولادت فرزند کی خوشخبری سنائی۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام نور احمد ہی رکھا۔ ایک مرتبہ انہی منشی نذیر احمد کو ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے جسم کے متعدد حصوں سے خون جاری ہو گیا یہاں تک کہ پیشاب میں بھی خون آنے لگا اور وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے ایک روز اس قدر شدید تکلیف محسوس ہوئی کہ وہ سمجھے کہ جان نکلنے والی ہے منشی جی نے حضور قبلہ کا تصور کیا اور اسی وقت تکلیف جاتی رہی۔ چند روز بعد بالکل اچھے ہو گئے۔ منشی صاحب مذکور نے ایک عجیب و غریب واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ کسی جنگل سے گذر رہے تھے راستے میں ایک ڈاکو نے انہیں روک لیا اور کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہے میرے حوالے کر دو ورنہ قتل کر دونگا منشی صاحب نے آنکھیں بند کر لیں اور پیر و مرشد کے تصور میں مستغرق ہو گئے۔ جب آنکھ کھولی تو دیکھا کہ جس کلہاڑی سے ڈاکو وار کر رہا تھا وہ ان کے ہاتھ میں ہے اور ڈاکو ان کے قدموں پر جھکا ہوا کہہ رہا ہے۔ بابا معاف کرو مجھ سے بڑی غلطی ہوئی۔ منشی صاحب نے معاف کر دیا۔ سید محمد ذکی جعفری ایڈوکیٹ پیلی بھیت شریف میں بھی کبھی کبھی حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے۔ مگر نہ داڑھی رکھتے تھے اور نہ نماز پڑھتے تھے۔ جب سید صاحب پاکستان آئے تو ایک سال مکمل ناف ٹلنے کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ کسی صاحب نے سید صاحب کو حضور قبلہ کی کراچی آمد سے مطلع کیا آپ پتہ لگاتے لگاتے حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سید صاحب پہلے سے بہت زیادہ لاغر ہو گئے تھے فرمایا کہ سید صاحب آپ

اس قدر لاغر ہوگئے۔ سید صاحب نے عرض کیا کہ حضور بہت کچھ علاج کرچکا ہوں مگر ناف کی تکلیف نہیں جاتی۔ حضور قبلہ نے ایک تعویذ دیا۔ اور دعا فرمائی جس کی برکت سے سید صاحب نے اس تکلیف سے نجات پائی۔ جب حضور قبلہ و کعبہ کراچی سے توردھیر تشریف لے گئے تو سید صاحب نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ فرما رہے ہیں۔ سید صاحب کب تک بغاوت کروگے ٹھیک ہوجاؤ۔ اسی روز سے سید صاحب صوم و صلوٰۃ کے پابند ہوگئے داڑھی رکھ لی اور بحمد اللہ اس وقت سے تا دم وفات نہایت متشرع اور تہجد گزار انسان رہے۔ اور حضور قبلہ کی صحبت سے سید صاحب کو بے پناہ محبت ہوگئی تھی۔ اکثر و بیشتر فرماتے تھے کہ خدانخواستہ اگر حضور قبلہ و کعبہ بظاہر دنیا سے تشریف لے گئے تو میں دارِ فانی میں اپنا رہنا پسند نہیں کروں گا چنانچہ حضور قبلہ کے وصال پاک کے ایک سال بعد ملک عدم سے ملک بقا کو رخصت ہوئے۔

غلام جیلانی ساکن قصبہ ہارون تحصیل حضرو، ضلع کیمبل پور بیان کرتے ہیں کہ عرصہ ہوا میرا بھائی غلام ربانی نواب شاہ میں رشوت ستانی کے ایک مقدمہ میں ماخذ تھا جب حضور قبلہ و کعبہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ اپنے بھائی کے لئے کچھ حضور سے عرض کروں گا مگر موقع نہ مل سکا کیونکہ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا مجھ سے والد صاحب سید احمد صاحب نے بہت تاکید فرمادیا تھا کہ حضور قبلہ سے عرض کردینا کہ یہ فائل بھی دفتر سے گم کردی جائے جس طرح حضرت شاہ جی بابا رحمۃ اللہ علیہ نے ایکبار ایک شخص کا فائل گم فرمائی تھی مجبوراً میں نے قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب سے عرض کیا کہ سرکار کے گوش گذار فرمادیا جائے لہٰذا یہ معاملہ موصوف نے حضور قبلہ و کعبہ کی خدمت میں پیش فرمادیا اور عرض کیا کہ غلام جیلانی کے والد کی استدعا ہے کہ غلام ربانی کا فائل غائب کردیا جائے اور مقدمہ سے بری کردیا جائے۔ لہٰذا یہ واقعات حضور قبلہ نے سنے اور فرمایا کہ یہ علاقہ سندھ سیہون شریف لال شہباز قلندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ عرض کردیا گیا ہے بعدازاں آپ پر کچھ حال طاری ہوا اور فرمایا کہ جاؤ ہم نے وہ فائل غائب کردی ہے غلام جیلانی نے خیال کیا کہ دعا تو فرمائی نہیں پھر کام کیسے بنے گا اس پر غلام ربانی تاریخ پر عدالت میں حاضر ہوئے تو ان کی فائل غائب تھی عدالت نے بڑی لے دے کی اور تلاش میں سب دفتر مصروف رہا لیکن دستیاب نہ ہوئی مجبوراً عدالت نے انھیں بری کرکے رخصت کردیا۔ اس دن سے غلام ربانی نہ صرف اس مذموم کام سے باز آگئے بلکہ ملازمت سے بھی مستعفی ہوگئے اور کیمبل پور میں اسکول ماسٹری اختیار کرلی۔ علاقہ بونیر کے ملک امان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملک ثمرد باشندہ موضع کلیاڑی علاقہ بونیر حضور کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری جیب تو خالی ہے اور میں حج بیت اللہ شریف کے لئے توکل علی اللہ روانہ ہو رہا ہوں میرے لئے دعا فرمائیں اور توجہ فرمائیں کہ میں کامیاب ہوکر لوٹوں اور ناکامی کا منہ نہ دیکھوں چنانچہ آپ نے دعا کی اور اجازت فرمائی۔ لہٰذا وہ حج و زیارت سے بحسن و خوبی کامران ہوکر واپس آئے اور حضور قبلہ سے ملاقات کی پھر نہایت شکرگذاری کرکے واپس وطن گئے جاتے وقت ایک روپیہ ملک صاحب کی جیب میں تھا وہ ہمراہ واپس لائے تمام خرچہ ایک میزبان نے ملک صاحب پر کیا یہ حضور کا تصرف تھا۔ ملک امان صاحب کا کہنا ہے کہ میں ادھر توردھیر شریف پہنچا ادھر حضور قبلہ و کعبہ کا پیلی بھیت شریف سے توردھیر شریف ورود ہوا باتوں باتوں میں مولانا عبدالرحیم المعروف بہ ملا کابلی صاحب کا ذکر چھڑ گیا جناب حلیم گل میاں صاحب نے فرمایا کہ آپ مولانا کابلی کو بلا لیجئے جس طرح میں نے عبدالغفور باچہ کو سوات میں غائبانہ آواز دی تھی اور بلا لیا تھا۔ آپ بلانا نہیں چاہتے ورنہ وہ ضرور

آجائے حضور قبلہ و کعبہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تمہارا آنا کس طرح ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور نے مجھے خواب میں فرمایا تھا کہ میں نوشہرہ آیا ہوں لہذا تم بھی آجاؤ یہ خواب دیکھا اور توردھیر شریف حاضر ہوگیا اور حضور کو میں نے موجود پایا۔ پھر حضور قبلہ نے فرمایا کہ ملک امان اپنی مرضی سے نہیں آئے بلکہ لائے گئے ہیں اور کابل ملا بھی آجائیں گے چنانچہ اگلے ہی دن مولانا کابلی بھی علاقہ مشک توردھیر شریف تشریف لے آئے تقسیم کے بعد مولانا کابلی صاحب کا وصال پیلی بہیت شریف میں ہوا ان کا مزار سرکار اللہ میاں رحمۃ اللہ علیہ کے احاطہ میں بجانب غرب واقع ہے۔ بزمانہ حکومت برطانیہ جعفر خان دو کاندار پیلی بہیت شریف بھیجے گئے اس وقت حضور قبلہ و کعبہ توردھیر شریف میں تھے۔ دربار شریف میں حضرت کے خادم اس وقت ڈاکٹر محمد اکبر تھے۔ جعفر خان تقریباً ڈیڑھ ماہ دربار شریف میں حاضر رہ کر رخصت ہوئے ایک روز حضور قبلہ و کعبہ نے قبلہ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں سے فرمایا کہ آج رات میں نے دربار پیلی بہیت شریف میں جعفر خان کو نہیں دیکھا معلوم ہوتا ہے۔ وہ واپس وطن آگئے تیسرے روز پتہ چلا کہ جعفر خان اپنے مکان گڑھی کپورہ ضلع مردان واپس پہنچ گئے ہیں۔ جان محمد خان اسکول ماسٹر توردھیر نے حضرت قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب سے بیان کیا کہ میں نے داڑھی چھوڑ دی ہے کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں سیڑھی کے ذریعہ توردھیر شریف کی مسجد کی چھت پر پہنچا تو دیکھا کہ چھت پر چند بزرگ تشریف فرما ہیں جن کو میں پہچان نہ سکا لیکن اسی جگہ حضور قبلہ و کعبہ بھی رونق افروز ہیں۔ حضور نے مجھے دیکھ کر مصافحہ اور معانقہ کیا اور اپنی داڑھی مبارک میری ٹھوڑی سے ملادی جس سے میں نے بیحد عمدہ اور نفیس خوشبو محسوس کی اور میرا دماغ معطر ہوگیا۔ اس اشارہ مبارک پر بیدار ہوکر میں نے عہد کیا کہ اب کبھی شیو نہیں بناؤں گا اور داڑھی رکھ لی اس وقت سے جس شخص کو دیکھتا ہوں جس کی داڑھی صاف ہے تو مجھے یہ عمل برا معلوم ہوتا ہے نیز یہ حضور قبلہ و کعبہ کا تصرف ہے کہ پیلی بہیت میں مقیم ہیں اور خواب کے ذریعہ ایسی پاکیزہ ہدایت توردھیر میں فرمائی ہے یہ خواب آپ کی حیات مبارک کا ہے۔ صاحبزادہ سید عبدالنذیر میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ سال ۱۹۶۳ء میں جب میرے والد قبلہ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں صاحب رح بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے تو میں نے آٹھویں جماعت کا امتحان دیا حضور قبلہ اس وقت توردھیر شریف میں قیام پذیر تھے میں اپنی غفلت اور سستی کے باعث تین پرچوں میں فیل ہوگیا تھا ایک لازمی انگریزی اور ۲ پرچے غیر لازمی حضور اعلیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ جن مضامین میں تم فیل ہوگئے ہو لہذا دوبارہ امتحان دو گے اور پاس ہوجاؤ گے حالانکہ میرا اپنا ارادہ دوبارہ داخلہ اور امتحان کا قطعی نہ تھا اور میں نے اپنی توجہ موجودہ تعلیم سے ہٹالی تھی۔ اس کے بعد میں نے ہمراہی والد صاحب و حضور قبلہ کراچی کا سفر کیا اور واپسی پر خیال کیا کہ ضمنی امتحان کے لئے داخلہ لے لینا چاہیئے لہذا دوبارہ فیس داخل کرکے امتحان تحصیل صوابی کے اسکول میں پرائیوٹ دیدیا اور الحمدللہ میں پاس ہوگیا اور ۱۹۶۶ء میں بھی میں نے میٹرک کے امتحان میں کامیابی حاصل کی پھر میں نے کامیاب ہونے کے بعد طبیہ کالج لاہور میں داخلہ لے لیا۔ ۱۹۶۳ء سے قبل آٹھویں جماعت کا کمپارٹمنٹ یہاں ہمیں نہیں ہوا تھا اور حضور قبلہ کی دعا سے اس سے جو شروع ہوا تو آج تک قائم ہے اور وہ بھی صرف انگلش کا جس میں تین محمد فیل ہوا تھا۔ غزال صاحب ساکن توردھیر محلہ جموں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے نہایت مختصر

ی فاتحہ کا انتظام کیا اور حضور قبلہ کو لینے کے لئے دولت کدہ پر پہنچا اس وقت آپ اپنے گھر پر چند مریدوں کے ساتھ تشریف رکھتے تھے میں اپنے گھر سے یہ سوچ کر نکلا تھا کہ صرف حضور قبلہ کو تنہا گھر لے جاؤں گا جب حضور سے فاتحہ کا ذکر کیا تو فرمایا کہ ہم چلیں یہ سارے حاضرین کو بھی لیکر چلیں۔ میں نے بھی نتیجہ کو بغیر سوچے فراخدلی سے عرض کیا کہ حضور سب کو ہمراہ لے چلیں چنانچہ حضور مع تمام حاضرین میرے ہمراہ چل دیئے مگر بہ اعتبار بشریت میرے دل میں خیال آیا کہ عزازی تو نے بے سوچے سمجھے دعوت دیدی ہے جبکہ تھوڑا سا کھانا ہے یہ لوگ اور میرے پڑوسی کیا کھائیں گے۔ اسی کشمکش و پیچ میں مکان میں آگیا اور حضور قبلہ نے فرمایا کھانا حاضر کرو، حاضر کر دیا حضور نے دم کر دیا روٹیوں پر چادر ڈال دی۔ فاتحہ ہوئی تمام اہل محلہ اور ان سب حضرات نے کھانا شکم سیر ہو کر کھایا پھر بھی کھانا بچ گیا مجھے قطعاً ایسی توقع نہ تھی مگر یہ سب حضور کی کرامت کا ظہور تھا۔ عبد النعیم فرماتے ہیں بدو قیصر لا رنس کا بج کوہ مری کا بیان ہے کہ تقسیم سے پہلے ہم بریلی شریف میں رہتے تھے میری تعلیم بھی دہیں ہوئی اتفاقاً میرے چچا کانپور سے میرے ہاں تشریف لائے جو میلاد شریف اور فاتحہ و قیام کے قائل نہ تھے حضور قبلہ ایک مجلس میلاد مبارک میں تشریف لے گئے ہم نے بھی اپنے چچا کو زبردستی کھینچ کر حاضر جلسہ میلاد کر دیا بحث اور تکرار تو بہت کی مگر میں کسی طرح نہ مانا اور میلاد میں لے آیا وہ کھینچ کر بیٹھ گئے میں نے چپکے سے حضور قبلہ سے عرض کر دیا کہ حضور آج اس محفل پاک میں ایک وہابی میلاد و فاتحہ کا منکر بھی میرے ساتھ آیا ہے حضور توجہ فرمائیں حضور قبلہ نے توجہ فرمائی ایک صاحب کو حال آیا اور پوری مجلس پر حلقہ ذکر کا کافی اثر مرتب ہوا صاحب خانہ نے حضور کے گوش مبارک میں چپکے سے عرض کیا میں نے تھوڑی سی چائے پکائی ہے مقصد یہ تھا کہ صرف اکیلے حضور قبلہ کو پلادی جائے حضور نے ارشاد فرمایا میرے حصہ کی چائے حاضر کرو۔ میزبان نے جو ایک کیتلی چائے تھی حاضر کر دی مگر دل میں سخت پریشان تھا کہ چائے قلیل ہے مجمع کثیر، نصف شب کا وقت ہے فوری طور پر کوئی مزید انتظام ناممکن ہے کیسے کام بنے گا۔ بہرحال وہ تو انہی خیالات میں گم تھا کہ حضور قبلہ اپنے دست مبارک سے پیالیاں بھرتے اور لوگوں کو پلواتے رہے۔ تقریباً ایک درجن آدمیوں نے چائے پی ہو گی کہ حضور نے فرمایا کہ اور پینا ہے پھر حضور قبلہ نے دوبارہ سب کو پلائی۔ میزبان کو پلائی اور خود بھی نوش فرمائی اور یہ فرمایا کہ اس میں عورتوں کا بھی حصہ ہے گھر میں بھیجدی اور فرمایا سب کو پلاؤ، لہذا ایک معمولی کیتلی اتنے بڑے مجمع اور سب گھر بھر کو کافی ہو گئی۔ کانپور والے چچا صاحب بڑے غور سے یہ تماشا دیکھتے رہے اور پھر مجھ سے بولے کہ اس کیتلی میں زیادہ سے زیادہ چھ یا سات پیالی چائے آسکتی ہے اور تمام حاضرین تقریباً تیس ۳۰ بتیس ۳۲ پیالیاں پی چکے ہیں جو اتنی سی کیتلی سے برآمد ہوئی چچا صاحب حضور قبلہ کی یہ کرامت دیکھکر گرویدہ ہو گئے اور اپنی چند حاجتیں حضور کی خدمت میں پیش کیں جس پر حضور قبلہ نے دعا فرمائی۔ جوالدار محمد نعیم ساکن تور ڈھیر شریف بیان کرتے ہیں کہ ہم فوج میں تھے اور اس وقت ہماری یونٹ واچیٹنگ میں ڈھاکہ کی سمت پڑاؤ ڈالے ہوئی تھی یہاں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا مزار مبارک بتایا جاتا ہے اتفاقاً میں اپنی یونٹ سے ٹہلتا ہوا ایک پہاڑی پر چلا گیا جو قریب ہی تھی میرے ہمراہ پالتو ایک بندر کا بچہ بھی تھا جو اچانک خائف ہو کر رک گیا اور کسی طرح آگے نہیں بڑھا میں تعجب خیز نگاہوں سے اس کی حرکت کو دیکھتا رہا کہ آخر کیا بات ہے جو یہ آگے بڑھنا نہیں چاہتا۔ بہرحال میں نے چند قدم آگے بڑھائے دیکھتا کیا ہوں ایک بہت بڑا خوفناک شیر اونچے حصہ پر بیٹھا ہے اور میری طرف دیکھ رہا ہے اس وقت میرے اور شیر کے درمیان

صرف دس بارہ قدم کا فاصلہ تھا یہ منظر سامنے آتے ہی میرے حواس باختہ ہو گئے تھے میں نے حضور قبلہ و کعبہ کا تصور کیا اور دل سے یاد کر کے عرض کیا کہ حضور میری خبر لیجئے یہ وقت فوری امداد کا ہے ایک لمحہ شیر کھڑا ہوا اور ہماری مخالف سمت جست لگا کر بھاگ گیا
مولانا صوفی عبدالسبحان پیلی بھیتی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سورہ مزمل شریف کا چلہ ترک حیوانات اور ضروری شرائط کے ساتھ ایک تنہا حجرہ میں شروع کیا ابھی چند دن ہوئے تھے کہ ایک دن آدھی رات کے وقت ایک بہت بڑا شیر مجھ پر حملہ آور ہوا ابھی میں حواس درست ہی کر رہا تھا کہ حضور قبلہ جو پیلی بھیت شریف میں تھے آن واحد میں وارد حجرہ ہوئے اور شیر کو مار بھگایا میں نے مطمئن اور پُر سکون ہو کر اپنا کام جاری رکھا اور چلہ مکمل کر لیا۔ ؏ کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا۔

سیٹھ عبدالقیوم صاحب فروٹ کمیشن ایجنٹ کراچی حضور قبلہ و کعبہ کو اپنے باغ میں جو مقام گڈاب کے قریب کراچی سے بیس و پچیس میل دور تھا لے گئے حضور کے ہمراہ قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں صاحب بھی تھے وہاں پہنچکر سیٹھ عبدالقیوم نے حضور سے عرض کیا کہ یہ کنواں جس سے پانی پمپ کے ذریعہ نکالا جاتا ہے، کھیتوں اور باغ کے لئے ناکافی پانی دیتا ہے جس کی وجہ سے زمین پوری طرح سیراب نہیں ہوتی حضور نے ایک کمرہ میں آرام فرمایا، پھر کھانے اور نماز سے فارغ ہو کر کنوئیں پر تشریف لے گئے کنواں بہت گہرا اور خوفناک تھا فرمایا کہ اس طرف کی زمین کھود کر کنوئیں میں شامل کر دی جائے اور اسے تہ تک کھودا جائے چنانچہ جب سیٹھ نے کام شروع کرا کے کنوئیں کی توسیع کرا دی، بحمداللہ پانی وافر نکل آیا اور کھیت اور باغ سیراب ہونے لگے سیٹھ نے زر جوش عقیدت پاکستان سے نذرانہ دربار شریف کے لنگر کے لئے ارسال کیا۔

قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں سال ۱۹۶۳ء میں مع والدہ ماجدہ حج بیت اللہ شریف و زیارت حرمین الشریفین کے لئے تشریف لیجا رہے تھے ان دنوں ضلع مردان کے علاقہ میں بارش بکثرت ہو رہی تھی رات کو جلسہ میلاد مبارک منعقد ہوا۔ آپ نے حضور قبلہ و کعبہ سے عرض کیا کہ آسمان ابر آلود ہے گرج چمک بھی جاری ہے اور صبح بعد نماز فجر تیز رو سے سفر ہے کافی مہمان ہیں اور ریلوے اسٹیشن چھ میل کے فاصلہ پر ہے اگر بارش رہی تو بڑی پریشانی کا سامنا ہوگا۔ حضور قبلہ و کعبہ نے فرمایا کہ بارش نہیں ہوگی، پھر گرج چمک ہوئی اور ہوا نے تیزی اختیار کی تو دوبارہ حضور کی توجہ اس طرف مبذول کرائی گئی۔ فرمایا بارش نہیں ہوگی کیا اللہ تعالیٰ ہماری اتنی سی بات بھی نہیں سنے گا کہ تمہارے لئے بارش کو روک دے۔ لہٰذا رات کے ۱۲ بجے تک خوب جلسہ کامیاب رہا۔ گرج چمک بھی بدستور رہی۔ مگر بارش مطلق نہیں ہوئی اور صبح سواری منگوائی گئی اور حلقۂ ذکر کے ساتھ حضور قبلہ و کعبہ نے ان زائرین کو رخصت فرمایا۔ جملہ مہمان بھی رخصت ہوئے ان حضرات کے جانے کے بعد جو بارش شروع ہوئی تو دو ماہ تک اس کا سلسلہ وقفہ وقفہ سے جاری رہا۔ قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں صاحب فرماتے ہیں کہ میرے حقیقی بھائی سید عبدالوحید میاں صاحب کی عمر جب دس سال کے لگ بھگ ہوئی تو مجھے خیال ہوا کہ اس دفعہ سید عبدالوحید میاں صاحب کو بھی اپنے ہمراہ پیلی بھیت شریف لے جاؤں بعد میں اس خیال کو ترک کر دیا اور میں تنہا ہی پیلی بھیت شریف چلا گیا وہاں پہونچنے پر حضور قبلہ و کعبہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم تو سید عبدالوحید میاں کو بھی ہمراہ لا رہے تھے پھر کیوں چھوڑ آئے، میں نے عرض کیا ارادہ تو پختہ کر لیا تھا مگر پھر بعد میں بدل دیا۔ فرمایا کہ میں نے اس واقعہ کو چھنا میاں بریلی والے کے مکان میں دیکھا تھا بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ کسی بات کا محض خیال

آیا فوراً حضور قبلہ و کعبہ نے اس کا جواب دیا۔ ایک مرتبہ آپ غالباً ۱۹۵۸ء میں ہند شریف تشریف لے گئے ہمراہ حمید خان قدیم خادم دربار شریف بھی تھے حضور قبلہ و کعبہ نے حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کی مسجد میں قیام فرمایا شب کو خواب میں دیکھا کہ آسمان سے تورڈھیر شریف کی سرزمین پر چاند گر پڑا ہے اور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں سے آپ فرما رہے ہیں کہ چاند کے گر جانے سے عالم میں اندھیرا ہو گیا ہے آؤ ہم اور تم مل کر چاند کو اٹھا کر آسمان پر پھر قائم کر دیں لہٰذا دونوں حضرات نے مل کر چاند کو اٹھایا اور آسمان پر چڑھا دیا، تمام عالم میں از سرِ نو روشنی پھیل گئی، صبح کو معلوم ہوا کہ پاکستان میں مارشل لاء نافذ ہو کر فوجی حکومت قائم ہو گئی ہے اسی زمانے میں حضور قبلہ و کعبہ نے قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں سے ارشاد فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ تورڈھیر شریف کی صوابی والی سڑک آبادی کے اندر آگئی ہے حالانکہ اس وقت سڑک کے قریب کوئی آبادی نام کو بھی نہ تھی آجکل آبادی سڑک کے دونوں طرف موجود ہے اور سڑک عین آبادی کے اندر ہے۔ نیز ایک مرتبہ ۱۹۳۰ء میں حضور قبلہ و کعبہ نے ارشاد فرمایا جبکہ صوبہ سرحد میں خان عبدالغفار خان نے خلافت کی تحریک چلائی اور کانگریس سے الحاق نہیں ہوا تھا کہ میں نے سلطنت اسلامی دیکھی ہے اور اسلامی سلطنت بنے گی اور پھر چند باتیں فرمائیں: بنا بریں ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند میں سلطنت اسلامی پاکستان عالم وجود میں آئی۔ تقسیم ہند کے بعد حضور قبلہ نے اپنا ایک خواب بیان فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ چین سے کمیونسٹ آئے ہیں اور ان سے مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ ہوا ہے۔ حالانکہ اسی زمانے میں ہندوستان اور چین کی گہری دوستی تھی تقریباً ۱۰ سال بعد تبت میں گڑبڑ ہوئی اور دلائی لامہ وہاں سے بھاگ کر ہندوستان آگیا لہٰذا دونوں حکومتوں میں ان بن اور شدید اختلاف پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے بھارت اور چین آپس میں دست و گریباں ہیں اور کسی وقت بھی یہ خطرہ عظیم جنگ کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ ۱۹۶۱ء میں قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں نے بمقام پیلی بھیت شریف خواب دیکھا کہ میں مکہ معظمہ میں ہوں، خیال ہوا کہ احرام باندھ کر بیت اللہ شریف میں حاضری دوں کہ اسی دوران احرام کی تلاش میں ان کی آنکھ کھلی یقین ہوا کہ امسال انشاء اللہ تعالیٰ بیت اللہ شریف کی حاضری ہونے والی ہے اگرچہ قرعہ اندازی میں نام کا نکلنا آسان بات نہ تھی مگر یہ خواب لازمی سفر بیت اللہ کے حق میں تھا پھر یہ بات ذہن سے اتر گئی پھر حج کا سیزن شروع ہوا تو نوشہرو میں روپیہ جمع کر کے خود کراچی آگئے اور حضور قبلہ و کعبہ نے خط کے ذریعہ دریافت فرمایا کہ تمہارا نام قرعہ میں نکلا یا نہیں میں نے لکھ دیا کہ ابھی کچھ نہیں معلوم ہوا پھر حضور قبلہ و کعبہ نے تحریر فرمایا کہ تم بالضرور بیت اللہ شریف جاؤ گے اور خادم دربار (عثمان خان) نے تمہارا بیت اللہ شریف جانا دیکھا ہے تب مجھے اپنا خواب یاد آیا لہٰذا حضور قبلہ و کعبہ نے جس طرح مجھے حکم دیا اس کے مطابق سب کام ٹھیک بن گئے اور روانگی ہو گئی میری واپسی تک حضور قبلہ و کعبہ تورڈھیر شریف ہی میں قیام پذیر رہے بعدہ کراچی ہو کر پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے یہ حضور قبلہ و کعبہ کا آخری دورۂ پاکستان تھا حضور قبلہ و کعبہ کے وصال کے بعد پہلی برسی کے لئے قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب نے کراچی میں عارضی قیام کا ارادہ کیا سید عبدالحی میاں اور قاری مفتون صاحب نے کلام اللہ شریف سات ختم کر کے تیار رکھے اور میری آمد پر ایک ڈبہ حبشی حلوہ سوہن کا لائے اور ان ساتوں ختم اور شیرینی کا مجھ سے حضور قبلہ و کعبہ کی روح پر فتوح پر ایصال ثواب کر دیا آخر

شب میں سید عبدالحی میاں نے خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ وکعبہ تشریف فرما ہیں اور بے حد مسرور و بشاش ہیں دو ہی ڈبہ حبشی حلوے کا سامنے رکھا ہے جس میں سے خود نوش فرمارہے ہیں اور مجھے بھی اس میں سے عطا فرما رہے ہیں۔

ظفرالحسن قادری صاحب بہاری ایڈوکیٹ کورٹ ممبر کراچی جو فی الحال رحیم یار خاں میں مقیم ہیں وکالت سے بددل اور ملازمت کے خواہاں تھے انھوں نے خواب میں حضور قبلہ وکعبہ اور قبلۂ عالم عبدالرشید میاں صاحب کو دیکھا کہ تشریف فرما ہیں سوچا کہ موقع اچھا ہے عرض پیش کردی جائے چنانچہ حضور قبلہ وکعبہ سے خواب ہی میں مذکورہ مطلب عرض کیا حضور قبلہ وکعبہ نے ان کی التجا منظور فرمائی اور بہت جلد ان کو ملازمت مل گئی وہ کلیم افسر ہو گئے۔ ایک مرتبہ حضور قبلہ وکعبہ پیلی بھیت شریف سے اور قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں صاحب تورڈھیر شریف سے کراچی تشریف لائے اور بر مکان سید احمد حسن زیدی جو اس وقت پریس انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ میں آفیسر تھے مقیم ہوئے اس وقت سید محمد زکی جعفری نے آغا علی حیدر کی ملازمت کے لیے سفارش کی اور عرض کیا کہ آغا صاحب نے ملازمت کے لئے درخواست دے دی ہے اور یہ ڈسٹرکٹ وسیشن جج کے عہدہ کے خواہش مند ہیں اور شجرۂ شریف طبع کرانے کا وعدہ کرتے ہیں حضور توجہ فرمائیں، پھر دوسری ملاقات پر حضور قبلہ وکعبہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آغا علی حیدر کا جج کے عہدہ پر فائز ہونا دیکھا ہے وہ یقیناً ملازم ہو جائیں گے چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ بعد آغا صاحب ڈسٹرکٹ سیشن جج ہو گئے۔ نواب محمد زبیری میرٹھی مقیم کراچی نے کئی مرتبہ بعض مجالس میں اس خیال کا اظہار کیا کہ حضور قبلہ وکعبہ جبکہ میرے مکان پر قیام فرما تھے تو دو مرتبہ میرے قلب میں کچھ وسواس پیدا ہوئے اور یہ وسواس میرے سوا کسی کو معلوم نہ تھے حضور قبلہ وکعبہ نے مجھ سے فرمایا کہ زبیری صاحب کو ایسے خیالات کو دل میں جگہ نہیں دینا چاہیئے۔ نیز زبیری صاحب کا یہ بھی بیان ہے کہ میرا لڑکا نایاب میاں جب سے حضور قبلہ وکعبہ سے بیعت ہوا ہے اس وقت سے وہ سختی سے صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو گیا ہے حالانکہ اس کی اس طرف مطلق توجہ نہ تھی یہ حضور قبلہ وکعبہ کی توجہ اور فیضان کا اثر ہے۔ محمد یٰسین جراح رامپوری بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۳۰ء میں مجھے قتل کے الزام میں بر سبیل شبہ گرفتار کر لیا تھا بحالت گرفتاری میں سخت پریشان تھا کہ اسی پریشانی میں خواب میں دیکھا کہ حضور قبلہ وکعبہ تشریف لائے اور نہایت غصہ سے پولیس کو ڈانٹا کہ کیوں اسے گرفتار کیا ہے فوراً اسے رہا کرو۔ میری آنکھ کھل گئی تو حضور والا کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی مجھے خیال ہوا کہ اب حضور کی مدد آ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صبح صبح پولیس نے مجھے رہا کر دیا۔ انہیں جراح صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۳۸ء میں میرے بھائی محمد احمد پر کوئی ایسا دورہ پڑا کہ بتیسی بند گئی سخت پریشانی لاحق ہوئی اور حکیم ڈاکٹروں سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار حضور والا کو حمام میں مدعو کیا گیا حضور تشریف لائے تو محمد احمد بیمار بھی موجود تھے حضور نے آتے ہی فرمایا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ میرے بھائی کی بتیسی نہیں کھلتی اور کوئی دوا نہیں لگتی حضور نے اپنا تھوڑا سا لعاب دہن منہ میں دونوں جانب لگا دیا اور فرمایا ٹھیک نہ ہو کیوں پریشان ہوتے ہو خدا کی قدرت فوراً بتیسی کھل گئی اور مریض بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد حضور کی مالش کی گئی مالش کرتے کرتے جب سینہ مبارک پر مالش شروع کی تو حضور کی آنکھیں بند تھیں معلوم ہوتا تھا کہ حضور مراقبہ میں ہیں اسی عالم میں فرمایا یٰسین تم شادی کر لو کئی مرتبہ یہی فرمایا میں نے عرض کیا حضور جہاں میں کرنا چاہتا ہوں وہاں میری کافی مخالفت ہے کیسے

کردی، فرمایا ہو جائیگی چنانچہ بموجب حکم سارے مخالفین موافق ہے اور چند دن بعد ان کی شادی ہو گئی یونس صاحب
بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کچھ دنیاوی پریشانیوں میں مبتلا تھا انہیں تفکرات میں بیٹھا تھا کہ حضور قبلہ تشریف
لائے اور فرمایا کہ لیسین ثم سورۂ قمر کی فلاں آیت پڑھا کرو لہذا میں نے اس کا ورد شروع کیا تھوڑے عرصہ میں میری ساری پریشانیاں
دور ہوگئیں۔ انہیں کا کہنا ہے کہ حضور قبلہ و کعبہ ممتاز احمد خاں کے ہاں ٹونک میں مقیم تھے یہ واقعہ تب کا ہے میرے
لڑکے محمد مسکین پر ایک مقدمہ چل رہا تھا اور اس کشاکشی میں دو سال منقضی ہو گئے تھے لہذا میں لڑکے کو حضور قبلہ
کے پاس لایا اور ساری کیفیت بیان کی حضور قبلہ نے یہ سب کچھ سن کر لڑکے کے سر پر دست مبارک رکھا اور فرمایا جاؤ
بری ہو جاؤ گے اس کے اگلے روز مقدمہ کی تاریخ تھی چنانچہ دوسرے روز جب مقدمہ پیش ہوا تو حاکم عدالت نے بغیر
کوئی سوال کیے ہوئے لڑکے کو صاف بری کر دیا حضور قبلہ کا کراچی میں یہ آخری قیام تھا۔ اعجاز محمد خاں صاحب ساکن موضع
ستھی نالکار ریاست رامپور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور موضع کھاتہ نگریا تشریف لے گئے ایک عورت نے جس کے کئی بچے
مر چکے تھے اولاد کے لیے تعویذ وغیرہ لیے اور دس روپیہ آستانہ عالیہ بصیرہ کے لیے پیش کیے وہاں ہمارے ماموں صاحب
بھی بیٹھے تھے چند بدعقیدہ لوگوں نے کہا نذر لینے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے ماموں نے یہ بات مجھ سے کہی مجھے خیال ہوا کہ
ہمارے حضرات کے لیے کسی چیز کی کمی نہیں ہے نذر نیاز نہیں لینا چاہئے اور میں نے تہیہ کیا کہ یہ ضرور سرکار سے عرض
کروں گا، غرض جب سرکار رام پور تشریف لائے تو میں خدمت میں حاضر ہوا اور جس بات کو کہنا چاہتا تھا بھول گیا لیکن
حضور نے از خود فرمایا کہ اعجاز خاں ہم جو نذر لیتے ہیں یہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ بھی لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے
کہ نذر سے لوگوں کی بلیّات دفع ہو جاتی ہیں جس کا تذکرہ ملفوظات غوث پاک میں موجود ہے۔ سرکار کی روشن ضمیری دیکھ کر
مجھے اپنی بات یاد آئی اور دل میں ارادہ کیا کہ پھر کبھی حضور کی کسی بات کا وہم دل میں نہ لاؤں گا دراصل یہ اکابرین سلسلہ
کی پیروی تھی، یہی مکرر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور موضع بھیٹورہ شریف حضرت احمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کے مزار پر تشریف لے گئے اور مزار کے احاطہ میں اینٹوں کا فرش لگوانا شروع کیا جو تعداد میں دس ہزار تھیں ہم لوگ
کام کرتے رہے اور خود سرکار ایک چٹائی پر تشریف فرما رہے جب ہم لوگ تھک کر ستانا چاہتے تو حضرت فرماتے کہ
لاؤ ہم بھی تمہارے ساتھ کام کریں اس فرمان سے بدن میں نئی طاقت پیدا ہو جاتی تھی اور سب کے سب بجلی کی سی
تیزی سے کام کرنے لگتے چونکہ کام بڑا تھا اس لیے مسجد کے کنویں میں پانی ختم ہو گیا مزار کے متصل ایک شخص کی آئل انجن
کی چکی کام کرتی تھی جس کا پانی ضائع جاتا تھا لیکن وہ بدعقیدہ تھا اس لیے جب اس سے پانی کے لیے کہا گیا تو یہ کہہ کر انکار
کر دیا کہ عورتوں کو پردہ کی وجہ سے تکلیف ہو گی یہ بات حضرت سے عرض کی فرمایا دولہا میاں کا کام ہے، کنویں پر ہی جا کر پانی
کھینچو غرض پھر کنویں میں پانی آگیا اور پورے فرش کا کام اسی کنویں سے پورا کیا گیا۔ صاحب مذکور مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک
مرتبہ ڈاکٹر سلامت صاحب کا برخوردار رشید حسین گھر سے بھاگ کر کہیں بمبئی کی طرف چلا گیا یہ بات حضور سے عرض کی گئی سرکار
اس وقت رامپور میں صمد حسن کے یہاں مقیم تھے اور حضرت قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب بھی ہمراہ تھے فرمایا کہ سید

عبدالرشید میاں سورۃ مزمل شریف پڑھو اور خلیفہ حاجی پیارے خاں مرحوم اور مجھ سے بھی الم۔ الم بار پڑھنے کو فرمایا تیسرے
روز صبح کو قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں نے سرکار سے عرض کیا کہ ہمارے سب کے پڑھنے سے آپ کا اشارہ زیادہ پُراثر ثابت
ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے فرمایا اچھا جلدی آ جائے گا اسی روز لڑکا رات کو تین بجے پہنچ گیا جب اس سے دریافت کیا
کہ تم کیسے واپس آ گئے کہا کہ میرے دونوں پاؤں میں آگ لگنا شروع ہوگئی مجبوراً فوراً واپس چلا آیا۔ انہی کا بیان ہے کہ حضرت احمد علی شاہ
رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کیلئے رام پور جھاڑ تیار ہو رہا تھا حضرت قبلہ نے فرمایا جھاڑ میں ہولڈر ضرور لگوا دینا۔ جب جھاڑ تیار ہو گیا تو حضرت قبلہ کی معیت میں مزار
پر نصب کیا جانے لگا بہت سے لوگ موجود تھے حاضرین نے عرض کیا کہ حضور یہاں ہولڈر کیا کام دیں گے جبکہ بجلی اس علاقہ میں
نہیں ہے فرمایا دادا میاں بجلی خود لگوالیں گے اسی سال اس چکی کے مالک نے جس نے پانی دینے سے انکار کیا تھا مزار پر دعا کی کہ میں
جس مقدمہ میں ماخوذ ہوں اگر کامیاب ہو گیا تو مزار پر بجلی لگوا دوں گا۔ القصہ وہ مقدمہ جیت گئے لہذا اس نے میٹری کے ذریعہ
مزار پر بجلی کا انتظام کیا اور پورے جھاڑ میں بلب لگا کر روشن کر دیا۔ جب ہم لوگ عرس پر پہنچے تو مزار شریف بجلی کی روشنی سے جگمگا رہا
تھا۔ اب یاد آیا کہ حضور نے بلب اور ہولڈر لگانے کا حکم اس لیے فرمایا تھا اور اب آجکل بھیٹورہ شریف کا گاؤں جگمگاتا نظر آتا ہے
اور مستقل بجلی لگ گئی۔ ایک مرتبہ رام پور میں حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس تھا بارش اور ہوا کی شدت مزار
شریف کی حاضری کے لیے مانع تھی حضرت قبلہ بر مکان حبیب الرحمٰن خاں مقیم تھے اگلے روز قل کے لیے اعجاز خاں خدمت میں حاضر
ہوئے تو بارش میں بالکل تر تھے اور سردی ستا رہی تھی۔ حضور نے فرمایا اعجاز تم آ گئے آج تو یار کی یار کو بھی خبر نہیں ہے۔ اعجاز خاں
نے گھر جانے کی اجازت چاہی فرمایا لو دام لو اور شرینی لے آؤ ہم یہاں فاتحہ دلا دیں کیونکہ سجادہ صاحب قل کل کر رہے ہیں
شرینی آگئی فرمایا۔ لاؤ تھوڑی دیر حلقہ ذکر بھی کر لیں۔ جب ذکر ہوا تو بدن میں گرمی آئی اور سردی کافور ہوگئی۔ فرمایا اعجاز خاں
اب تم گھر جاؤ۔ تیسرے روز صبح کے وقت حضور قل میں تشریف لے گئے اور بعد قل فرمایا کہ اعجاز خاں میرے جوتے لاؤ جو حاضر
کر دیئے حضور مسجد کی طرف کے چھوٹے دروازہ سے باہر تشریف لائے اور ملن خاں کے مکان کے قریب مزار شریف کے گبند کو
دیکھکر فرمایا عجب بے نیاز حضرات ہیں انہیں کسی کے آنے جانے کی کچھ پرواہ ہی نہیں یہ فرمان سن کر یقین ہوا کہ بارش کا خاتمہ ہونے
والا ہے غرض کہ حضور حبیب الرحمٰن خاں کے مکان پر پہونچے۔ ڈاکٹر سلامت موجود تھے انہوں نے عرض کیا حضور آج آخری قل ہے
بارش رک جائے۔ اعجاز خاں نے کہا گھبراؤ نہیں بارش ختم ہونے والی ہے۔ باہر کچھ بدعقیدہ لوگ اُستاد امجد علی خاں خنجر پر طنز کر
رہے تھے کہ آج آخری قل ہے اور بارش کی وجہ سے کوئی مزار تک نہیں جاتا تھا۔ اُستاد خاموش تھے۔ غرض جب دن کے پانچ
بجے تو بارش رک گئی اور مطلع صاف ہو گیا۔ اُستاد نے فوری ایک منقبت لکھی جس کا ایک شعر ہے ؎

جو حکم رب ہے وہی ہے رضا جمال اللہ   خدائے پاک سے کب ہے جدا جمال اللہ

اسکے بعد ایک بارش نہیں ہوئی۔ بعد ۳ ماہ جب حضور رام پور تشریف لائے تو لوگوں نے کثرت سے شکایات کیں کہ گیہوں سوکھے
جا رہے ہیں بارش کا نام نہیں ہے آپ اسی وقت بھیٹورہ شریف کے مزار شریف سے فاتحہ خوانی کے بعد باہر تشریف لائے ہوئے
تھے۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے فرمایا حضرت آپ نے بارش بند کی تھی اب کھول دیجیے معاً قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب

نے عرض کیا حضور صبح کو گھر تو پہونچ جانے دیجئے فرمایا برسنے دو غرض رات کو خوب بارش ہوئی صبح کو بارش کی وجہ سے نماز فجر کے لیے حبیب الرحمن خاں نے عرض کیا نماز گھر پڑھ لی جائے فرمایا وہ سرکار ہمارے عرض کرنے پر بارش تھمیں اور ہم اُن کا شکریہ بھی مسجد میں جا کر نہ ادا کریں مسجد ہم کو جانا ہے. غرض بارش ہوتی رہی اور اسی حال میں پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے. یہی اعجاز خاں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار اور قبلۂ عالم حضرت سید عبدالرشید میاں صاحب میرے مکان پر تشریف لائے میرے گھر میں ایک عام کنواں تھا اُس کے دہانے پر قبلۂ عالم بیٹھ کر فرمانے لگے یہ کیا ہے عورتیں بولیں کنواں ہے مگر پانی نہیں دیتی تو آپ نے فرمایا یہ تو بہت پانی دے گی چنانچہ اسی فرمان کے مطابق اتنا پانی ہو گیا کہ ہمارے اپنے گھر کے علاوہ پردیسیوں کے بھی کام آنے لگا. غرض مجھے اُس وقت یہ بات یاد آئی کہ حضرت شاہ جی میاں صاحب اور سرکار اعلیٰ حضرت سید عبدالبصیر میاں صاحب کے فرمان سے اکثر خشک کنوؤں نے بھی پانی دیا ہے اور یہ تصرف بھی حضور اعلیٰ کی بیعت کا سبب ہے. یہی بیان کرتے ہیں کہ رضا ٹیکسٹائل ملز کے کوارٹروں میں حضور کے چند مریدوں نے دعوت دی سرکار نے شبن خاں تانگہ والے کو فرمایا کہ ہم بل کو جائیں گے شبن خاں کو سارا رامپور جانتا ہے کہ خود بے انتہا بوڑھے اور گھوڑا بھی بوڑھا اور کمزور مگر حضور دورہ کے وقت اسی تانگہ میں جاتے. جب حضور سوار ہوئے تو ڈاکٹر سلامت صاحب کے لڑکے شمشاد حسین نے عرض کیا میں بھی ساتھ چلونگا حضور نے انہیں بھی ساتھ بیٹھا لیا. پیارے خاں، اعجاز خاں وغیرہ سائیکلوں پہ چلے جب شاہ آباد دروازہ پہونچے تو ہر تانگہ اس تانگہ سے آگے نکل رہا تھا. شمشاد نے عرض کیا شبن خاں کا گھوڑا بڑا کمزور ہے. سب سے پیچھے رہ گیا ہے حضور نے شبن خاں سے فرمایا تم بھی اپنے گھوڑے کو تیز چلاؤ. یہ فرمانا تھا کہ گھوڑا ایک دم دوڑنے لگا اور سول لائنز کے تھانے تک سارے تانگوں کو پیچھے چھوڑ چکا تھا اس وقت شمشاد نے حضور سے عرض کیا کہ یہ حضور کی کرامت ہے. ورنہ گھوڑا تو اس قابل ہے نہیں. یہی بیان کرتے ہیں کہ میری اہلیہ آیت کریمہ کا وظیفہ پڑھ رہی تھیں کہ حضور کی یاد زوروں سے آئی دیکھا تو حضور قبلہ رونق افروز ہیں خوب دیکھتی رہیں اور پڑھتی رہیں بعد میں مجھ سے بیان کیا کہ آج میں نے حضور قبلہ کا جمال مبارک خوب صاف دیکھا میری یاد پر حضور قبلہ و کعبہ میرے سامنے رونق افروز ہو گئے. یہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور سرکار قبلہ کے ساتھ چند مریدین حضرت چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں پلدوانی تشریف لے گئے رات کو مزار شریف پر جلسہ ہوا اور شجرہ شریف ہمارے بزرگوں کا پڑھا گیا تو ایک مست فقیر وارد ہوا اور جلسہ کے کنارے کھڑے ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا اس کی آنکھیں سرخ انگاروں کی طرح دہک رہی تھیں پھر وہ جلسہ کے اندر آیا اور حضور کی طرف نظر ڈالی فوری گر پڑا. پھر اُٹھا اور چند قدم چلا اور اب کی مرتبہ آدمیوں پر گر پڑا پھر اٹھا اور حضور جس منبر پہ تشریف فرما تھے اُس کے نیچے گھس گیا پھر اس نے اپنی جیب سے ایک روپیہ نکال کر حضور کی نذر کیا. ڈاکٹر سلامت صاحب فرماتے ہیں کہ سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا جھاڑ رام پور میں تیار ہوا اور عرس سے تین روز قبل استاد نیاز اللہ جھاڑ ساز اور سید ذکی میاں دونوں جھاڑ لے کر پیلی بھیت روانہ ہوئے چلتے وقت میں نے ان لوگوں سے تاکیداً کہا کہ لوح مزار سے ایک فٹ اونچا جھاڑ کو نصب کرنا. ڈاکٹر صاحب اور حاجی صوفی پیارے خاں صاحب گوپ لینے کے لیے دہلی روانہ ہو گئے

جب عین عرس پر جھاڑ کے گلوب لے کر پہنچے اور دیکھا کہ جھاڑ لوح مزار سے صرف ۴ ۔ انچ اونچا ہے بہت افسوس ہوا فوراً حضور سے عرض کیا کہ بڑا غیر موزوں نصب کیا گیا ہے ایک فٹ گنجائش رکھنا تھی اب چادر بدلنے اور ہار ڈالنے میں بڑی دقت ہوا کرے گی۔ حضور نے فرمایا ڈاکٹر صاحب گھبراؤ نہیں جتنا تم چاہو اونچا ہو جائیگا۔ پھر دوبارہ جب مزار شریف میں پہنچا تو جھاڑ اسی اونچائی پر تھا جیسا میں چاہتا تھا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی اور فوراً حضور کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب اب تو جھاڑ موزوں ہو گیا مجھے حضور کی یہ کرامت دیکھ کر مسرت ہوئی جو لوگ حاضر خدمت تھے سب نے عرض کیا کہ یہ حضور کی خاص کرامت تھی، فرمایا یہ صوفی پیارے خاں نے کر دیا اور خود لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ ڈاکٹر سلامت حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ حضرت احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کے لیے موضع بھیٹورہ شریف تشریف لے جانے کے لیے تیار ہوئے اور مجھے فرمایا ڈاکٹر تم بھی ہمراہ چلو میں نے عرض کیا کہ میری بہن سرسام میں مبتلا ہے میں کیسے جا سکوں گا۔ فرمایا وہ اچھی ہو جائے گی۔ تم گھر اطلاع کر کے آجاؤ میں گھر پہونچا تو حیران ہو گیا کہ ہمشیرہ نہ صرف صحت مند ہے بلکہ کھانا کھا رہی ہے میں نے اجازت لی اور سرکار کے ساتھ ہو لیا۔ ایک مرتبہ رام پور میں جمعہ خاں ٹھیکیدار نے جن کا کاشتکاری کا بڑا کاروبار ہے۔ حضور سے عرض کیا کہ بارش نہیں ہوتی جانور بھوکوں مر رہے ہیں حضور نے کاغذ طلب فرمایا ایک نقش لکھ کر امرود کے درخت میں لٹکوا دیا اور خود حجامت کے لیے صحن مکان میں تشریف فرما ہو گئے اور بارش شروع ہو گئی حضرت سے اندر تشریف لے جانے کو کہا فرمایا برسنے دو۔ اسی حال میں سعید احمد خاں مرید اجازت لے کر اپنے گھر روانہ ہوئے راستہ میں ایسی شدت بارش نے اختیار کی کہ انہیں رُکنا پڑا جب یہ گھر پہنچے تو ان کے خسر صاحب نے کہا کہ حضرت کی جائے کی دعوت کی ہے لہذا ملتوی کر دو سرکار کو بھی بارش میں تکلیف ہو گی غرض اس نے کہا کہ مجھ میں تو یہ طاقت نہیں کہ میں منع کروں۔ حضور سے لوگوں نے عرض کر کے تو بارش کی دعا کرائی ہے تشریف لائیں گے تو خود رُک جاویگی۔ بہر حال جب سرکار تشریف لائے بارش بند ہو چکی تھی۔ چنانچہ خسر سے کہا کہ بارش پر بھی سرکار کا تصرّف ہے پھر سرکار پیلی بھیت تشریف لے گئے۔ اگلی بار جب رام پور آئے تو جمعہ خاں مذکور سے پوچھا اب تو جانور بھوکے نہیں ہیں۔ جمعہ خاں نے عرض کیا حضور اب تو سب کے مزے ہو گئے ہیں جانور خوب کھا رہے ہیں۔ ایک مرتبہ سرکار رامپور میں تھے ایک شخص جمعہ خاں سرکار کے ساتھ نیا آیا تھا اور اس نے بھیٹورہ شریف کا مزار کبھی نہیں دیکھا تھا حضور سرکار نے حافظ محمد صدیق سے فرمایا کہ جاؤ جمال الدین لوریا والے او جمعہ خاں کو بھیٹورہ شریف کی حاضری کرا لاؤ جب چلے تو صدیق صاحب کے ساتھ ایک مرید بشیر میاں کا بھی ساتھ ہو گیا لہذا چاروں اشخاص بھیٹورہ شریف پہنچے تو محمد نبی پٹھان باہر ٹہل رہے تھے ہمیں دیکھ کر کہنے لگے میں صبح سے آپ لوگوں کے انتظار میں ہوں رات سرکار نے مجھے خواب میں فرمایا کہ میں نے آدمیوں کو مزار کی حاضری کے لیے بھیجا ہے۔ لہذا میں اسی انتظار میں کہیں نہیں گیا ہوں غرض اُن کے ساتھ مزار پر حاضری دی پھر سب کو کھلا کر رخصت کیا۔ ڈاکٹر سلامت صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ و کعبہ اور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں بعض مریدین کے ہمراہ ہلدوانی حضرت بابا چراغ علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں تشریف لے گئے۔ عرس کے بعد واپسی کے لیے ریلوے اسٹیشن پہونچے تو گاڑی نے روانگی کا وسل دیا

میں اُسی وقت پلیٹ فارم پر ایک شخص حاضر ہوا کہ حضور مجھے مرید کر لیجئے حضور دیں تشریف فرما ہوئے اور اُسے مرید کیا۔
ڈرائیور نے لاکھ کوشش کی انجن نہیں چلا جب حضور گاڑی میں بیٹھ گئے اور سب لوگ ہمراہی بھی بیٹھ گئے تو انجن چل دیا اس سے
ثابت ہوا کہ حضور کے تصرفات وسیع ہیں۔ قدیر خاں رامپوری بیان کرتے ہیں کہ تین صفر کو حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
کے عرس کے موقع پر شام کو میں نے سرکار کی دعوت کی سرکار کے ساتھ علاوہ مریدین کے راستہ میں جتنے اور شخص بھی ملے ساتھ ہو
لیے جب میرے مکان پر یہ سب حضرات پہونچے تو میں گھبرا گیا اور عرض کیا کہ میں نے تو صرف چند مہمانوں کا انتظام کیا ہے۔
سرکار نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں کھاؤں باقی لوگ بھوکے واپس جائیں لاؤ کھانا میں دم کر دوں چنانچہ سالن روٹی پیش کی دم کر کے
فرمایا سالن، سالن میں ڈالدو روٹی روٹی میں ملا دو۔ غرض ایسا ہی کیا تمام حاضرین نے سیر ہو کر کھایا اور پھر سب گھر والوں نے خوب کھایا۔
جب سب فارغ ہو گئے اور دیکھا تو وہ روٹی موجود تھی جس پر سرکار نے دم کیا تھا۔ مستری محراب گل ساکن مقام معیار ضلع مردان
بیان کرتے ہیں کہ حضور کا ایک مرید مسمی حیات الدین اکثر حاضر خدمت ہو کر رباعیات اور نعتیں سنایا کرتا تھا کافی خوش گلو تھا مگر جب
تور ڈھیر شریف سے باہر جاتا تو قوالی اور گانے گاتا، مجھے یہ بات پسند نہ تھی خیال ہوا کہ ایسے شخص سے حضور نعتیں سنتے ہیں جو اپنے
مطربانہ افعال نہیں چھوڑتا آخر اسے کیوں تنبیہ نہیں فرماتے کہ ایسے ناجائز افعال سے باز رہے یہ خیال میرے دل میں آتے ہی
حضور قبلہ وکعبہ نے فرمایا کہ ہدایت منجانب اللہ ہوا کرتی ہے، اللہ مقلب القلوب ہے وہ قلب کی حالت بدل سکتا ہے اور
راہِ ہدایت دے سکتا ہے، میں نے اکثر و بیشتر دیکھا ہے کہ حضور قبلہ وکعبہ کا سینۂ فیض گنجینہ ہر وقت حرکت میں رہتا تھا میں نے
محسوس بھی کیا کہ آپ باتیں کرتے ہیں مگر قلب اپنی جگہ ذاکر رہتا ہے۔ حبیب الرحمان خان بیان کرتے ہیں کہ میرا مکان بہت چھوٹا تھا
حضور قبلہ اور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب تشریف لائے اور فرمایا یہ میدان اور اخلاق خاں کا مکان جو کسٹوڈین کا ہے۔
تمہیں مل جائے تو بہت آرام ہو جائے گا کچھ دن بعد اس میدان اور مکان کا نیلام ہوا بہت لوگوں نے بولی دی لیکن میرے لڑکے
فضل الرحمٰن کی بولی پر نیلام ختم ہوا۔ بعض لوگوں نے بالائی افسروں کو شکایتی درخواستیں دیں اور دوبارہ نیلام ہوا پھر بھی فضل الرحمٰن
کے نام بولی ختم ہوئی اور قبضہ لے لیا گیا۔ پھر دو ہزار روپیہ لگا کر جگہ عمدہ بنائی کہ سرکار آرام سے قیام فرمائیں اور دیگر مہمانوں کو
تکلیف نہ ہو اور ایک باغیچہ بھی لگا لیا۔ اس طرح سرکار کے اشارہ پر یہ سب کام ہو گئے۔ وہ مزید بیان کرتے ہیں کہ سرکار ایک مرتبہ
رامپور تشریف لائے مزار بھیٹورہ شریف پر حاضری ہو چکی تھی۔ حافظ صاحب میں حاضری دی اور واپسی میں فرمایا۔ حبیب الرحمان
کیوں نہ ہم بھیٹورہ شریف چلیں جبکہ کوئی امر مانع نہیں ہے میں نے دل میں سوچا بارش ہو چکی ہے راستہ خراب ہے ایک ندی بھی
پار کرنا پڑتی ہے لیکن پھر بھی حضرت تشریف لے گئے میں ہمراہ تھا۔ جب پختہ سڑک بلاسپور والی سے نیچے کو چلے تو چاروں طرف پانی
ہی پانی نظر آیا۔ دو اشخاص سامنے نظر آئے کہنے لگے حضور جو نالہ آتا ہے اس طرف راستہ سوکھا موجود ہے بہرحال منڈیا گاؤں سے
بیل گاڑی کے ذریعہ مزار شریف پہونچے سرکار کے ایک مرید صوفی عبداللطیف صاحب بہرام نگر والے موجود تھے۔ حضور نے فرمایا صوفی
جی تم کیوں پریشان کرتے ہو۔ صوفی جی نے عرض کیا کہ میں کشتی کھو رہا تھا حضور کی بے تحاشا یاد آئی تو میں نے دادا میاں کے گنبد شریف
پر نظر ڈالی اور عرض کیا کہ حضور دادا جان ہمارے پیر و مرشد صاحب کو بلا دیجئے بس اتنا تصور ہوا ہے اور حضور کو دادا جان کا

حکم موصول ہوا۔ صوفی منے ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ موضع بشارت نگر میں حضور کا قیام تھا میں قادری مقتوں صاحب پیائے خاں وغیرہ چند لوگ ہمراہ تھے اُس گاؤں میں رات کو کتے یا گیدڑ لوگوں کے جوتے اٹھا لیجاتے تھے یہ بات معلوم تھی لہذا میں نے سرکار کا جوتا لیٹتے وقت تکیہ پر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا۔ میں نے پہلے آسمان سے لے کر ساتوں آسمان خوب سیر کی اور بہت سی منزلیں طے ہوئیں۔ صبح کو سرکار سے یہ حال بیان کیا فرمایا تم نے جوتوں کو سر کے نیچے رکھا تھا اگر سر کے اوپر کے حصے پر رکھ کر سوتے تو ساتوں آسمانوں کی سیر کر لیتے۔ نواب دولہا حجام پپلی بھیت شریف بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار تورڈھیر تشریف لے گئے تھے میں دیوئی ندی میں ۱۱ بجے دن کو نہانے کی غرض سے گیا۔ نہاتے ہوئے گہرے پانی میں پہنچ گیا اور بے تحاشا غوطے لگنے لگے اسی حال میں میں نے اپنے پیرو مرشد حضرت سید عبدالقدیر میاں صاحب کو پکارا جو تورڈھیر شریف ضلع مردان میں تھے کہ مجھے بچائیے فوری طور پر پانی میں مجھے مرشد کا ہاتھ نظر آیا جس نے مجھے گرفت میں لے کر کنارے پر کھڑا کر دیا اور میری جان بچ گئی۔ رکھن خاں رامپوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں کلکتہ گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت بھی کلکتے میں ہیں لیکن کہاں ہیں اس کا پتہ نہیں تھا خیر میں عصر کی نماز کے لیے ایک مسجد میں گیا بعد نماز باہر نکلا تو ایک شخص سیاہ ٹوپی والے ملے کہنے لگے چلئے حضور نے آپ کو یاد کیا ہے میں نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں موجود ہوں کہنے لگے حضور نے فرمایا کہ رکھن خاں مسجد میں ہے۔ بلا لاؤ پھر میں نے خدمت میں حاضری دی۔ مجھے اس دن آپ کی وسیع النظری اور روشن ضمیری کا یقین ہوا کہ حقیقت میں یہ پیر برحق ہیں۔

راولپنڈی میں نوروز قادری القدیری جو چھ تھالوں کے سابق انچارج پولیس آفیسر تھے تورڈھیر شریف میں حضور کے پاس بیٹھے تھے کہ دفعتہً وہاں سے حضور اُٹھ گئے اور فوراً پھر واپس آ کر بیٹھ گئے نوروز صاحب نے دیکھا کہ آپ کے داہنے ہاتھ کی آستین پانی میں بھیگی ہوئی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا حضرت یہ آستین کہاں سے بھیگ گئی۔ حضرت چپ رہے پھر اصرار کیا مگر کچھ نہ فرمایا تیسری مرتبہ پھر انہوں نے اصرار کیا کہ میں حال معلوم کر کے رہوں گا۔ فرمایا یہاں سے دس میل دور فلاں گاؤں میں میرے مرید کی لڑکی بھی کنوئیں میں گر گئی تھی میں نے اُس کو نکال دیا جلدی میں آستین بھیگ گئی۔ نوروز صاحب وہاں سے اٹھے۔ پولیس آفیسر ہونے کی وجہ سے طبیعت میں تجسس تھا۔ اپنے بھائی سے جیپ منگائی اور دونوں بھائی فوراً جیپ میں سوار ہو کر اس گاؤں میں پہنچے کنوئیں کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے اور بچی کے کپڑے سکھائے جا رہے تھے اُن سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہو گیا ہے لوگ کہنے لگے کہ یہ لڑکی کنوئیں میں گر گئی تھی۔ بچی یہ کہتی ہے کہ ایک سفید داڑھی والے بابا نے نکال دیا اور اُدھر کو چلے گئے۔ بغرض واپس آ گئے ظہر کے وقت حضرت پھر ملے فرمایا خواہ مخواہ تم نے ۱۰ میل سفر کیا اور گئے آئے۔ ہم سے ہی ساری کیفیت پوچھ لیتے یعنی حضور نے پوشیدہ جانے آنے کا حال انہیں بتا دیا۔ موضع منڈیا تحصیل بلاسپور میں منجملہ بکثرت مریدوں کے ایک ضعیفہ بھی مریدہ اور راسخ العقیدہ تھی بیمار ہوئی اور اُمید بچنے کی نہ رہی تو اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز میرے پیرو مرشد سے پڑھوائی جائے ان کے لڑکوں حاجی عبدالغنی اور امداد اللہ نے کہا کہ حضور قبلہ تو تورڈھیر شریف ضلع مردان میں ہیں وہ کیسے آ سکتے ہیں جو یہاں سے ... میل دور ہے آخر اس ضعیفہ کا انتقال ہو گیا اور جنازہ تیار ہوا تو حضور قبلہ اچانک تشریف لائے

اور ضعیفہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعدازاں مزار پیل بھیت شریف تشریف لے گئے۔ حاجی محمد حسین میلاد خواں مرید بیان کرتے ہیں کہ ہم چند ساتھیوں کو ساز ہارمونیم طبلے اور گانے کا شوق ہوا اور ہم تین ساتھی ایک اُستاد کے پاس یہ فن سیکھنے کے لیے جانے لگے لیکن اپنے اوقات حاضری دربار اور میلاد خوانی بدستور جاری رکھی جو چھپ سے تھی آپ کو جب اس کا علم ہوا تو ہم لوگوں کو منع فرمایا کہ تم لوگ میلاد خواں ہو یہ مذموم کام نہیں کرنا چاہیئے لیکن ہم لوگ نہیں مانے اور خفیہ طور پر رات کو استاد کے پاس پہونچے اور ساز شروع کیا فوراً طبلہ پھٹ گیا اور ہارمونیم کا ستیاناس ہوگیا میں فوراً وہاں سے اُٹھا اور سمجھ گیا کہ حضور کا غصہ ہے راستہ میں مجھے کتے نے کاٹ لیا اور میرا ساتھی ملگے روز درخت سے گر گیا دونوں زخمی ہوئے پھر توبہ کی اور بعدازاں ایسے کام سے ہمیشہ پرہیز کیا۔ منشی محمد رحمت اللہ صاحب کانپوری بیان کرتے ہیں کہ لکھنؤ میں ایک مرتبہ اللہ نور خاں نے حضور قبلہ کی دعوت کی اور پچیس آدمیوں کے کھانے کا بندوبست کیا بعد مغرب میلاد شروع ہو تقریباً ۲۰۰ آدمی شریک جلسہ تھے بارش بھی ہونے لگی جب بارش رکی تو گھر کے لوگوں نے حضرت سے عرض کیا کہ بچے بھوک کی وجہ سے بلبلا رہے ہیں رات کے دس بجے ہیں حضور نے فرمایا لاؤ فاتحہ دلاؤ بعد فاتحہ کھانے پر دم فرمایا اور کھانا دم شدہ پہلے کھانے میں ملوا دیا اور اپنا رومال مبارک کھانے پر ڈھانک دیا اور سب کو کھلانے کا حکم دیا اس تھوڑے سے کھانے کو تمام لوگوں نے سیر ہو کر کھایا اور بعد میں کھانا بچ گیا۔ ضامن شاہ خاں مرید رامپوری ایک قتل کے مقدمہ میں ماخوذ ہوئے اور ان کو بیس سال کے لیے کالے پانی کا حکم ہوا۔ اُنھوں نے اپیل کی اس دوران ۳ سال تک آگرہ جیل میں قید رہے اپیل کی کارروائی ہوتی رہی۔ جیل میں خواب دیکھا کہ چار درویش آئے ہیں جن میں سے ایک سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضور قبلہ و کعبہ بقیہ دو بزرگوں کو نہیں پہچانا ان سب نے وہیں کھانا پکوایا اور فاتحہ وغیرہ کی۔ فجر کے قریب سرکار اعلیٰ حضور نے فرمایا ضامن شاہ خاں ہم نے تمہیں رہا کر دیا اور میرے کان میں کچھ پڑھ کر دم فرمایا اور فرمایا یہ دو بزرگ حضرت شاہ درگاہی علیہ الرحمۃ اور حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب علیہ الرحمۃ ہیں۔ آنکھ کھلی تو اخبار بیچنے والے کی آواز آئی کہ ضامن شاہ خاں کو چھوڑ دیا گیا یہ سن کر یقین نہیں آیا پھر ۹ بجے جیلر صاحب آئے اور حکم دیا کہ ضامن شاہ کو رہا کر دو جیل سے چھوٹ کر رامپور آئے اور حضرت حافظ شاہ جمال اللہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر حاضری کے لیے جا رہے تھے کہ حبیب الرحمن خاں کے مکان کے سامنے پیارے خاں ملے انہوں نے دیکھ کر کہا تم چھوٹ آئے کہنے لگے۔ ہاں صاحب میں جا رہا ہوں انہوں نے کہا مکان میں حضور قبلہ تشریف فرما ہیں فوراً اندر آئے اور سلام کر کے قدم پکڑ لیے روتے رہے سرکار نے فرمایا کہ تم چھوٹ گئے عرض کیا آپ نے چھوڑا ہے۔ پھر اپنے مطالبات ملازمت اور پنشن کے لیے عرض کیا تو فرمایا سب کچھ ہو جائے گا تم شاہ جی میاں علیہ الرحمۃ اللہ ہو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نذر مان لو پھر اُن کے سب واجبات بھی مل گئے۔ شفیع خاں مرید رامپوری بیان کرتا ہے میں کپڑے کے کارخانہ میں ملازم تھا۔ میری چھتری میں کسی نے کپڑے کا ٹکڑا رکھ دیا مجھے معلوم نہ تھا دروازہ پر تلاشی کے وقت کپڑا برآمد ہو گیا گیٹ کیپر مسلمان تھا اُس نے کہا تم دستخط کر دو ہم تم کو چھوڑ دیں گے میں نے مسلمان سمجھ کر دستخط کر دیئے لیکن اُس نے مقدمہ عدالت میں بھیج دیا اور میرے نام سمن آیا میں گھبرا گیا مگر اتفاقاً سرکار قبلہ رامپور میں تھے میں خدمت میں پہونچا

کہیں دورے پر تشریف لے جا رہے تھے مجھے دیکھ کر فرمایا، شفیع خاں! گھبراؤ مت ہماری صورت کا دھیان رکھو۔
جب مقدمہ کی پیشی ہوئی تو جج نے پوچھا تم نے چوری کی میں نے انکار کیا لیکن وکیل نے اصرار کیا کہ چوری کی ہے۔ جج وکیل
کی بات سُن کر نصف گھنٹہ تک مکتا رہا درمیان میں میں نے کئی بار جج کے چہرے کو غور سے دیکھا کہ حضور سرکار اعلیٰ کی ریش
مبارک کے سفید چمکدار بال اس کے چہرے پر چمک رہے ہیں۔ پھر جج نے منہ اُوپر کو اُٹھا کر کہا جاؤ ہم نے تم کو بری کیا۔ تین
میاں میرے ایک عزیز جو مقدمہ کی پیروی میں ساتھ تھے کہنے لگے یہ حضور قبلہ کی کرامت ہے ورنہ کہیں ایسا قرار واقعی اور
دستخطی مقدمے چھوٹ سکتے ہیں۔ سخاوت علی صاحب لکھنوی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے بڑی سخت دقت پیش آئی
میری اہلیہ بسبب پریشانیوں کے اکثر روتی تھیں۔ ان کی بہن بھی ہمارے ساتھ تھیں ایک روز میرے گھر میں یکایک خوشبو
مہکی اور حضور سرکار قبلہ وارد ہوئے تو میری سالی نے میری بیوی سے کہا کہ بہن آپ کے پیر صاحب سامنے کھڑے ہیں حضور نے
آگے بڑھ کر میری اہلیہ کے سر پر دست مبارک رکھ کر فرمایا پریشاں مت ہو تم کو روٹی کپڑا بہت ملیگا اور غائب ہو گئے اور
میرے حالات درست ہونے لگے وہ مکرر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ نور خاں نے حضور قبلہ کی دعوت کی حضور تشریف
لے آئے شام کو چولہے پر دیگ پکنے کو رکھی گئی مگر بارش بے اندازہ ہونے لگی۔ میں نے عرض کیا حضور کھانا کیسے پکے گا آگ
بھی بجھ گئی۔ حضور نے فرمایا جن کی فاتحہ ہے وہ خود پکالیں گے جب بارش رکی اور دیگ کو کھولا تو حیرت ہوگئی کہ چاول نہایت
عمدہ دم کیے ہوئے تیار تھے۔ حامد علی خاں باجوڑی ٹولہ رام پور کے جو مرید نہ تھے بیان کرتے ہیں کہ میری اہلیہ سخت بیمار ہوئی
کسی طرح صحت نہیں ہوتی تھی تو اہلیہ نے کہا کہ مجھے حضرت سرکار قبلہ کا مرید کرادو۔ ان دنوں حضور قبلہ عرس میں رامپور تشریف
لائے ہوئے تھے۔ میں نے سرکار سے اہلیہ کو مرید کرادیا جو آپ کے فیض و کرم سے بالکل صحت مند و تندرست ہوگئی۔ محمد دین خاں
سابقہ خادم دربار بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلہ کی مسجد کا فرش ماربل کا بن رہا تھا کہ دن کے ایک بجے بڑے زور کی آندھی آئی اور
ساتھ ہی شدید بارش ہونے لگی۔ میں گھبرا کر حضور قبلہ کے مکان میں گیا سرکار آرام فرما رہے تھے میں نے عرض کیا کہ بڑے زور کی بارش ہونے
لگی فرش ماربل کا برباد ہو جائے گا اور بہہ جائے گا حضور تشریف لائے اور مزار کے سامنے بارش میں بیٹھ گئے آزاد خاں نے
دوڑ کر سرکار پر چھتری لگائی حضور نے فرمایا چھتری ہٹاؤ ورنہ پھر وہ خوب برسائیں گے چھتری فوراً ہٹا لی گئی اور معاً بارش رک
گئی اور ماربل کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ یہی مزید بیان کرتے ہیں کہ میں مرید نہ تھا اس وقت مجھے ایک درویش نے کہا کہ میں حضرت
غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں اور طرح طرح کی باتیں کر کے مجھے اپنے ہمراہ بنارس لے گیا اور مجھے اپنا لنگر خانہ سونپ دیا میرے پاس آٹھ
سو روپے تھے وہ سب ختم ہو گئے اور ساتھ ہی دماغ میں دیوانگی اور جنون پیدا ہو گیا وہ مجھے کسی عنوان چھوڑتا نہ تھا اس عرصہ میں
ضلع نیمل کوہاٹ کے ایک سید صاحب آئے اور انہوں نے مجھے اس سے چھڑا لیا میرا کافی علاج کرایا مگر دیوانگی اور جنون بدستور
رہا پھر سید صاحب کلکتہ چلے گئے میں نے ایک رات بہت گریہ وزاری کی اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میری لاج رکھنا
میں نے آپ کے نام نامی کی وجہ سے اپنی ہستی برباد کرلی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ دیکھو یہ تمہارے
پیر ہیں اور ہماری اولاد ہیں جو شکل مجھے دکھائی گئی وہ حضور سرکار قبلہ کی تھی۔ صبح کو مجھے چند پٹھان پیلی بھیت شریف لے آئے

مزار حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ننگا لیٹا ہوا تھا کہ حضور سرکار قبلہ مزار شریف میں سے نکلے میں نے فوراً پہچان لیا کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے انہی کو دکھایا تھا۔ پھر مجھے دو پٹھان پکڑ کر حضور قبلہ کے مزار شریف پر لائے۔ حضور قبلہ نے مجھے مرید کیا اور اپنی توجہ سے میری ساری دیوانگی دور فرما دی۔ کچھ عرصہ بعد وہ بنوں کوہاٹ والے سید صاحب آئے اور حضرت سے عرض کیا یہ میرا بیٹا ہے میں اسے لے جاؤں گا۔ سرکار قبلہ نے فرمایا کہ یہ پہلے تمہارا بیٹا تھا اب میرا ہے۔ سید صاحب نے فرمایا آپ نے ہی اُسے اچھا کیا ہے آپ کی حکومت ہے لہٰذا آپ کو مبارک ہو۔ میرے اچھے ہونے کی خبر سن کر بکثرت پٹھان لوگ حضور والا کے مرید ہوئے۔ شبیر احمد خاں عرف شبن خاں بریلوی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور والا رام پور تشریف لائے میں اور دیگر احباب ہمراہ تھے جب بازار کے راستے تشریف لے گئے تو وہاں ایک مست فقیر برہنہ بیٹھا تھا حضرت نے جب اس کی طرف دیکھا تو اس نے فوراً اپنے جسم کو چھپایا اور حضور کو سلام کیا حضور نے مجھ سے فرمایا کہ یہ تم لوگوں کے سامنے ننگا تھا۔ لیکن ہمیں دیکھ کر اپنا جسم چھپا لیا۔ حیدر خاں صاحب سابق خادم دربار بیان کرتے ہیں کہ ایک تھانیدار رام پور کا پلی بھیت شریف کے کسی تھانہ میں انچارج تھا اس سے ایک قتل ہو گیا وہ حضور قبلہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری مدد فرمائیے ایسا ہو گیا ہے۔ اور پچاس روپیہ فاتحہ کے لیے نذر کیے ایک مہینے کے اندر اندر وہ مقدمہ سے بری ہو کر پھر حاضر ہوا اور مزید پچاس روپیہ نذر کے پیش کیے اور عرض کیا میں حضور کا غلام ہوں اور اب بعد مقدمہ میرا تبادلہ کیمٹہ کو ہو گیا ہے کچھ عرصہ بعد حضور کو سمنٹ کی ضرورت تھی اور وہ بوجہ کنٹرول دستیاب نہیں ہوتا تھا حضور نے علی خاں کو کیمٹہ اُسی تھانیدار کے پاس بھیجا کہ سیمنٹ نہیں ملتا دربار کے لیے ضرورت ہے۔ اس نے ایک ٹرک میں ایک سو بوری سیمنٹ بھروا کر اپنے سپاہیوں کو بٹھا کر حضور کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہی حیدر خاں بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر شدید جذبہ طاری ہوا اور میں جمعرات کے روز پلی بھیت شریف کے خطرناک جنگل میں چلا گیا جہاں بکثرت جانور اور دوسرے درندے شیر وغیرہ تھے رات بھر میں وہاں رہا۔ صبح کو محمد دین خاں نے حضور سے عرض کیا کہ حیدر خاں غائب ہے پتہ نہیں کہاں نکل گیا۔ حضور نے فرمایا جنگل کو چلا گیا ہے ہم اسے بلا لیتے ہیں اور فوراً رومال مبارک چاروں طرف کو گھمایا تھوڑی دیر بعد میں بھاگا ہوا واپس آیا اور مجھے ہوش آیا اور میں نے توبہ نکالی۔ اعجاز محمد خاں بیان کرتے ہیں ایک عورت موضع کاشی پور میں مرید ہوئی جب وہ رات کو ذکر کرتی اس کا شوہر اعتراض کرتا اور ذکر کی مخالفت کرتا۔ جب سرکار دوسری مرتبہ کاشی پور گئے تو اس عورت نے حضور سے اپنے شوہر کی شکایت کی حضور اس وقت ابن پدھان کے ہاں مقیم تھے تھوڑی دیر بعد اس کا شوہر بھی آ گیا تو حضور نے اُسے پاس بٹھا کر کچھ نصیحت فرمائی۔ اس دن حضور سات جگہ گاؤں میں دعوت میں تشریف لے گئے جب فراغت ہوئی تو پدھان نے عرض کیا کہ یہ جنہیں نصیحت فرمائی تھی مُرید ہوں گے حضور نے اُسے مرید کیا اور توجہ دی تو بیہوش ہو گیا حضور تو واپس ہو گئے لیکن اس پر اس قدر جذبہ طاری رہا کہ رات بھر وہ نہ خود سو سکا اور نہ کسی کو سونے دیا ہر سانس میں اللہ ہو کہتا تھا اور کچھ ہوش نہ تھا۔ اس عورت نے رامپور میں سرکار کو اطلاع بھیجی کہ میرا شوہر ایسے حال میں ہے سرکار نے مجھے حکم دیا کہ تم جاؤ میں صبح حسب حکم پہونچا اور اس شخص پر دم کیا تو اس کا جذبہ ٹھنڈا ہوا۔ دربار شریف کے عثمان خاں افغانستانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ محمد دین خاں ایسا شدید بیمار ہوا کہ کوئی دوا اثر نہ کرتی اور بیماری نے اتنی شدت اختیار کی کہ

سب جسم ٹھنڈا ہو کر موت کا ٹھنڈا پسینہ آنے لگا بار بار کہتا کر کلمہ پڑھاؤ سب لوگ سمجھے کہ اس کا آخری وقت ہے حضور کو خبر
دی تشریف لائے فرمایا یہ تو دربار کا خادم ہے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا معاً اس کے جسم میں گرمی پیدا ہو گئی اور رفتہ رفتہ
بالکل صحت مند ہو گیا۔ یہ بغیر دوا کے اچھا ہو گیا جبکہ اس پر کوئی دوا اثر نہ کرتی تھی۔ یہ مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بڑی شدید
کالی آندھی اُٹھی جس نے دن کو رات بنا دیا ہم سب لوگ اور حضور مسجد میں تھے کہ حضور نے انگلی سے اشارہ فرمایا معاً آندھی ختم ہو کر
روشنی ہو گئی۔ حسن شاہ خاں رامپوری بیان کرتے ہیں کہ میرے پاؤں میں سخت تکلیف تھی اور درد سے بے چین تھا محلہ میں ایک
پیر صاحب تھے اُن سے عرض کیا کہنے لگے تم کس کے مُرید ہو میں نے حضور سرکار قبلہ کا نام نامی لیا کہنے لگے اپنے پیر کے پاس جاؤ
مجھے بڑا صدمہ ہوا اور واپس آ گیا ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ میری چھوٹی لڑکی نے کہا ابا ایک باباجی تانگہ میں دروازہ پر ہیں میں فوراً باہر
آیا دیکھا تو حضور قبلہ سرکار میرے آقا پیر و مرشد تشریف لائے ہیں میں خوشی سے باغ باغ ہو گیا آپ نے دم فرمایا اور میری ساری تکلیف
دُور ہو گئی میں نے سوچا کہ ہمارے قبلہ اپنے غلاموں کی کتنی دستگیری فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضور سرکار قبلہ بریلی میں نایاب
علی خاں ٹھیکیدار کے مکان پر مقیم تھے حضرت مکان کے اندر تھے اور حضور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں باہر تشریف رکھتے تھے
تھے کہ ایک مست فقیر جو کسی سے بات نہ کرتا بلکہ گالیاں دیتا اُس کا نام زرہ شاہ تھا آیا اور قبلۂ عالم سے مصافحہ کیا۔ پھر
دوبارہ مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا ذرا ٹھہرو سرکار باہر آنے والے ہیں کہنے لگا بس آپ سے
ہی ملنا کافی ہے اور چلا گیا۔ درحقیقت حضور قبلہ کے سامنے آنے سے کتراتے تھے اور بھاگ جایا کرتے تھے۔ ڈاکٹر سلامت حسین
صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں کلیر شریف عرس میں گیا۔ وہاں ایک مست درویش نے مجھ سے کہا کہ تیرے پیر کی شکل یہ
ہے اتنا قد ہے ایسا لباس پہنتا ہے بہت بڑی ہستی کا درویش ہے اس مست کی زبان سے لوگوں نے حضور قبلہ کی تعریف
سُنی تو وہ لوگ جو اُسے جانتے تھے کہنے لگے یہ مست درویش بھی بڑی ہستی کا آدمی ہے ذرا دیر میں یہاں تو ذرا دیر میں
بمبئی پہنچا ہے۔ ڈاکٹر صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ مجھے قوالی طبلہ باجے کا بڑا شوق تھا اور میں نے اپنی عمر کے ۱۳ سال
اس شغل میں گزارے تھے۔ اکثر بڑے بڑے درویشوں نے اپنے سینہ سے لگا لیا لیکن میری نظر میں مجھے کوئی پیر کامل نہیں جچا
میرا خیال تھا کہ سب دکاندار ہیں اور یہ عہد کیا تھا کہ جو پیر مجھے خود کھینچ لے گا اُس کا مرید ہو جاؤں گا۔ اسی دوران حضرت سرکار
قبلہ رام پور تشریف لائے کچھ مزاج ناساز تھا۔ میرے پاس پیارے خاں مرحوم آئے اور کہا کہ حضرت قبلہ کو ذرا دیکھ لیجئے میں نے
بے پروائی سے کہا کہ دیکھ لوں گا اور دل میں خیال کیا کہ ان کو تو میں نے رام پور میں اکثر دیکھا ہے مگر یقین کامل نہ تھا۔ بہر حال
میں خدمت میں حاضر ہوا اور علاج معالجہ شروع کیا حضرت قبلہ کو فائدہ ہوا اور ساتھ ہی میرے عقیدہ کو بھی فائدہ ہوا۔ پھر
ایک دن جب حضرت قبلہ و کعبہ بریلی تشریف لے جانے لگے مجھے فرمایا ڈاکٹر ہمارے ساتھ بریلی چلو۔ بریلی پہونچ کر فرمایا ڈاکٹر
اب پیلی بھیت شریف چلو چنانچہ ہمراہ پیلی بھیت شریف پہنچا آستانہ عالیہ میں پہنچ کر فرمایا ڈاکٹر اب کیا دیر ہے۔ میں نے عرض کیا
کہ اگر حضور ہم کو گانے بجانے سے منع نہ فرماویں تو مرید ہو جاؤں گا حضور قبلہ نے فرمایا کہ تم کو میں کار چشتیہ سے منع نہیں کروں گا
میں نے عرض کیا حضور میری بھی تمنا اور یہی عہد تھا۔ حضور نے مجھے مرید فرمایا اور خاندان چشتیہ اور قادریہ دونوں میں اجازت فرمائی

اس ارادت کے بعد سب سے پہلے مجھے باجے گانے کا شوق خود بخود کافور ہو گیا ۔۔۔ ہمیشہ جب صاحب تعزیہ میں جاتا تھا جب مزار اقدس پر حاضر ہوا اور مراقب ہوا حضرت صاحب نے فرمایا کہو پیر پسند آیا کیونکہ میری درخواست ہمیشہ اس دربار سے یہی رہی تھی کہ مجھے پیر کامل واکمل سے مرید کرا دیجیے جو قبول ہوئی ۔۔۔ کمال احمد خان خٹک بیان کرتے ہیں کہ تقسیم ہند کے بعد علاقہ خٹک کے چار سو پٹھانوں نے تور ڈھیر شریف کے ہندوؤں کو لوٹنے اور قتل کرنے کا ارادہ کیا اور چل پڑے حضرت سرکار قبلہ تور ڈھیر میں رونق افروز تھے آپ کو اپنے کشف سے معلوم ہوا کہ پٹھان ایسے ارادہ سے آ رہے ہیں حضور نے توجہ فرمائی تو دریائے لنڈا کے قریب پہونچ کر یہ سارے لوگ اپنے ارادے سے باز آئے اور واپس ہو گئے یہ شدید کے فساد کا زمانہ تھا کیونکہ اس قتل وغارتگری سے اور بہت نقصان ہوتا ۔ احمد خاں رام پوری بیان کرتے ہیں کہ مراد آباد میں ایک شخص پر جن آتا تھا اکثر لوگ اس شخص کے پاس اپنے کاموں کے لیے جاتے تھے ۔ میں بے روزگاری سے پریشان تھا چنانچہ میں بھی مراد آباد پہونچا تو وہ شخص دور ہی سے مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم کیوں آئے ہو اپنے پیر کے پاس جاؤ وہ بہت بڑی ہستی کے بزرگ ہیں ۔ اس جن نے اپنا نام شیخ عبداللہ بتایا اور یہ ظاہر کیا کہ وہ عرب کا رہنے والا ہے ۔ حبیب اللہ صاحب ساکن موضع بانسیہ ضلع رام پور بیان کرتے ہیں کہ میرے مکان پر جلسہ ہوا بڑا پُرکیف جلسہ تھا حضور تشریف فرما تھے ایک شخص کو دودھ لینے کے لیے بھینس والے کے یہاں بھیجا لیکن اس نے انکار کیا کہ میں دودھ نہیں دونگا ۔ اب جبکہ اس نے دودھ کے لیے بچہ چھوڑا تو بھینس کے دودھ نہیں اُتارا بہت کوشش کی آخر وہ بھاگ کر آیا کہ دودھ لے لینا مگر میری بھینس کھڑی ہو جائے میں نے کہا سرکار کی توجہ سے بھینس کھڑی کر دیں گے غرض اس نے دوبارہ بچہ چھوڑا بھینس نے دودھ اُتارا بھینس والا یہ کرامت دیکھ کر بولا دودھ حاضر ہے مگر میں اس کی قیمت نہیں لونگا ۔ صوفی عبداللطیف صاحب بہرام نگر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بہرام نگر میں ایک مست فقیر آیا ہم نے اس کی بڑی خدمت کی کچھ عرصہ بعد سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا وقت آ گیا میں پہلی بھیت عرس پر گیا اور حضور قبلہ سے اس مست فقیر کے بارہ میں ذکر کیا اور اس کی تعریف بھی کی ۔ حضور نے سن کر فرمایا بچے رہنا ایک دن وہ تم کو خوب مارے گا جب میں عرس سے واپس آیا تو اس مست فقیر نے میری گردن پکڑ کر خوب ملا دوسرے لوگ دوڑ پڑے اور مجھے چھڑایا ورنہ وہ مار ہی ڈالتا مجھے حضور کا ارشاد یاد آیا اور اس فقیر سے واسطہ چھوڑ دیا ۔ قاری غلام محی الدین احمد مفتون بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ وکعبہ موضع آنگہ رام پور سے کھوڑپورہ کو روانہ ہوئے یہ قافلہ چھ بیل تانگوں پر مشتمل تھا سب سے آگے حضور کا تانگہ تھا جس میں بڑے شاندار پالتو بیل تھے جو دوڑتے کیا اُڑتے تھے اس کے بعد میرا تانگہ تھا تیسرے تانگہ میں سید ہادی علی وغیرہ تھے بقیہ تین تانگوں میں حاجی پیارے خاں حاجی منے ابراہیم وغیرہ تھے راستہ میں بڑی دوڑ رہی یکایک حضور کے تانگہ کے بیل رُک گئے ہر چند چلانے والے نے کوشش کی لیکن بیلوں نے ایک انچ بھی آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اب جبکہ غور کیا گیا تو بایاں پہیہ دھُرے سے نکل چکا تھا برائے نام اٹکا ہوا تھا جو ذرا سی جنبش پر نکل جاتا اور تانگہ اُلٹ جاتا لہذا اُترے اور پہیئے کی درستی کی پھر چلے مگر جیسے کھوڑپورہ قریب ہوا تانگے بڑی شدت سے تیز دوڑنے لگے حضور کا تانگہ اور میرا تانگہ نکلے ہی تھے کہ سید ہادی علی میاں صاحب کا تانگہ اُلٹ گیا اور سید صاحب کوئی ۲۰-۲۵ گز تک

اُلٹے ہوئے تانگے میں پھنس کر گھسٹتے رہے تب کہیں بیل رُکے حضور غلام نور پدھان کے مکان میں چلے گئے باقی سب لوگوں نے مشکل ان کو تانگہ کے نیچے سے نکالا اور ہاتھوں پر اٹھا کر گاؤں کے چوپال میں لائے بہت چوٹ آئی تھی اور وہ اُٹھ بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ عشاء کا وقت ہو گیا تھا اور گاؤں میں کوئی معالج بھی نہ تھا حضور قبلہ کو اس ساری واردات کی اطلاع تھی لیکن حضور بھی تھکے ہوئے تھے مکان سے باہر تشریف نہیں لائے۔ سید ہادی علی میاں کو جو سخت کرب اور تکلیف میں تھے دودھ میں پھٹکری ڈال کر پلا دیا مگر وہ کراہتے ہی رہے رات زیادہ ہو گئی تھی سب لوگ سو چکے تھے لیکن فجر کی اذان ہوئی تو یہ دیکھ کر کہ ہادی علی میاں ٹہل رہے ہیں اور چہل قدمی کر رہے ہیں، حیرت ہو گئی دریافت کرنے پر سید ہادی علی میاں بولے کہ غالباً رات کے ۳ بجے خواب میں حضور قبلہ تشریف لائے اور فرمایا سید ہادی علی اُٹھو میں اُٹھ بیٹھا فرمایا میرے ساتھ ٹہلو غرض مجھے خوب ٹہلوایا اور فرمایا جاؤ سو جاؤ میں آرام سے سو گیا اب اذان ہوئی تو اٹھ کر پھر ٹہلنا شروع کر دیا اور اب بالکل ٹھیک ہوں غلام نور پدھان کھودپورہ ضلع رام پور بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار والا بہرام نگر سے کھودپورہ بیل تانگوں سے تشریف لا رہے تھے ایک تانگہ میں حضرت سوار تھے دوسرے میں چند ساتھی مُرید تھے۔ راستہ میں ایک ندی عبور کرنا پڑتی تھی۔ غرض دوسرا تانگہ ندی میں اُترا پانی اتنا گہرا تھا کہ تانگے میں پانی بھر گیا حضور کا تانگہ روک لیا اور عرض کیا کہ ندی میں پانی زیادہ ہے آپ تانگہ کی بلیاں پکڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ حضرت نے تانگہ کی بلی پر سر رکھ لیا اور آنکھیں بند فرما لیں اور حکم دیا تانگہ چلاؤ۔ تانگے نے پوری ندی عبور کر لی اور پانی تانگہ سے نیچے ہی رہا دوسرے تانگہ کے حضرات جو بھیگ چکے تھے یہ کرامت دیکھ کر عرض کرنے لگے کہ حضور کیا ہمیں ہی ڈبونا تھا حضور قبلہ نے فرمایا تم نے خضر علیہ السلام سے دوستی نہیں کیا تھا۔ یہی مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک فقیر ہمارے گاؤں میں آیا اور بہت شہرت پانے لگا اور بکثرت خلائق اس کے پاس آنے لگی اسی دوران حضرت قبلہ وکعبہ اور حضرت قبلۂ عالم تشریف لے آئے اس فقیر کا ذکر کیا گیا، قبلۂ عالم نے فرمایا میں اسے دیکھتا ہوں حضور نے منع فرمایا اور کمرہ میں چلے گئے دروازہ بند فرمایا تھوڑی دیر بعد حضور قبلہ اُٹھ بیٹھے دروازہ کھول کر آپ نے فرمایا کہ غلام نور یہ فقیر جوگی مکار ہے اپنے سب بھائیوں سے کہہ دو کہ کوئی اس کے پاس نہ جائے۔ اس کے بعد یہ مصنوعی فقیر میرے بھائی صوفی کو ایک دن مغرب کے قریب جنگل میں لے گیا اور اپنی مکاری کا سارا راز ظاہر کر دیا اور کہا کہ یہ تم تک محدود رہے پھر جلد بھاگ گیا۔ محمد اسمٰعیل منیجر غفور ٹیکسٹائل ملز ساکن فیڈرل بی ایریا کراچی بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۶۳ء میں حضرت قبلہ وکعبہ میرے مکان پر مدعو تھے آپ کے ہمراہ بہت سے مُرید بھی تھے مکان میں ایک انگور کی بیل زیادہ پھیلی ہوئی تھی۔ حضرت کا صافہ مبارک انگور کی ایک ٹہنی میں اُلجھا تو حضرت نے فرمایا کیا یہ انگور کی بیل ہے عرض کیا جی ہاں پھر فرمایا کہ انگور اب بھی ہیں عرض کیا جی نہیں آئندہ سال آئیں گے۔ پھر رعب سے فرمایا کہ آئندہ سال تو بہت آئیں گے ابھی بتاؤ کہ ہیں یا نہیں عرض کیا جی نہیں۔ پھر ایک گھنٹہ کے بعد حضور رخصت ہوئے پھر جہاں حضرت کا صافہ اُلجھا تھا۔ وہاں انگور کا ایک گچھا نظر آیا جو پہلے نہیں تھا۔ اس کے بعد جب وہ پک کر تیار ہوا تو کسی نے اس کو کاٹ لیا جس سے مجھے سخت پریشانی ہوئی دوسرے دن دیکھا کہ دوسرا گچھا اس کٹی ہوئی شاخ میں موجود ہے میں نے اس کے پکنے تک پہرہ لگا دیا وہ پک کر تیار ہوا تو میں نے سب بچوں کو اس کے دانے

کھلائے. چنانچہ ایک سال تک میرا کوئی بچہ کسی بیماری میں مبتلا نہیں ہوا. اگلے سال اسی بیل سے بلا مبالغہ انگور آیا جبکہ اس بیل میں کبھی پہلے ۵ - ۶ سیر سے زیادہ انگور نہیں آیا. منیجر مذکور مزید فرماتے ہیں کہ انڈسٹریل ایریا میں ایک ٹیکسٹائل مل تھا جس کے قریب ایک جھونپڑی نما مسجد تھی. اُسی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے حضور قبلہ تشریف لائے میں بھی نماز کے لیے یہاں آیا تھا نماز سے قبل حضور نے ایک پتھر پر بیٹھ کر وعظ فرمایا کہ یہ اللہ کا گھر ہے اس کو بنانا نہ بنانا اللہ کا کام ہے مگر آپ لوگوں کا کام صرف کوشش کرنا ہے اگر آپ کوشش کریں گے تو انشاءاللہ چار ماہ میں پکی مسجد بن جائے گی. یہ سُن کر قریب میں بیٹھے ہوئے زینت مل کے مالک حضور کی تقریر کے بعد کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں انشاءاللہ چار ماہ میں اس مسجد کو پختہ تیار کرادوں گا. آپ سب دعا کریں اور فی الحقیقت چار ماہ میں وہ پختہ اور شاندار مسجد بن کر تیار ہو گئی. منیجر مذکور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ میں غفور ٹیکسٹائل مل کا انچارج ہوں اور میں حضور کو مل دکھانا چاہتا ہوں حضور نے فرمایا کہ یہاں سے دُور ہے عرض کیا نہیں بالکل قریب ہے. حکم فرمایا چلو میں سرکار کو مل لے گیا. پوری مل کی سیر کرائی اور کچھ دیر کے لیے آفس میں بٹھایا. مجھے معلوم تھا کہ حضور کچھ لیتے نہیں ہیں مگر میں نے چند تولیے اور بنیان خدمت میں پیش کیے اور عرض کیا کہ یہ تحفہ حضور کو قبول کرنا ہوگا تو ہنس کر فرمایا کہ اچھا کیسے اور جتنے احباب ہمراہ تھے ان کو فرمایا کہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس مال کو سب کے مقابلہ میں ترقی دے اور میرے لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منیجر بنا دے چنانچہ میں اگلے روز منیجر مقرر ہوا اور مل کے اس مال کو اتنی ترقی ہوئی کہ ہر جگہ اس کی مانگ بڑھ گئی. یہ بات میں نے سیٹھ غفور صاحب کو بتائی انہوں نے فرمایا کہ یہ پیر صاحب جب پھر کراچی تشریف لائیں تو میری ملاقات ضرور کرائیں. چنانچہ جب حضور قبلہ دوبارہ تشریف لائے تو سیٹھ عبدالغفور سے ملاقات کے لیے حضور کو مل لے گیا حضور کے ہمراہ ۱۰ - ۱۵ مُرید تھے. سیٹھ صاحب نے ہر مرید کے کندھے پر ایک ایک تولیہ ڈالا تو حضور نے سب کو حکم دیا کہ دعا کے لیے ہاتھ اُٹھالو اور دعا کرو کہ اللہ تعالےٰ اس مال کو برتری دے چنانچہ اس کے بعد دنیا کے کونہ کونہ سے اس مال کی مانگ آنا شروع ہو گئی. خادم دربار عثمان خاں کا بیان ہے کہ آخری بیماری کے ایام میں حضور قبلہ کی رات کو میں خدمت بجا لایا کرتا تھا تو نصف شب کو حضور قبلہ وکعبہ کا بدن مبارک مثل آئینہ چمکدار ہو جایا کرتا اور میں حضور قبلہ کی ہتھیلیوں میں اپنے چہرے کو صاف دیکھ لیا کرتا تھا. سابق خادم دربار محمد دین خاں کہتے ہیں کہ تین سال وصال سے قبل تک میں جب بھی دروازہ بوقت تہجد کھولتا تو اس کمرے میں خوشبو کی لپٹیں نکلتیں اور ہر عضو بکثرت انوار علیحدہ علیحدہ نظر آتے حضور قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ محمود ین میرا راز کسی سے نہ کہنا اور اندر کھانس کر آیا کرو پھر بھی کسی وقت بے احتیاطی ہو جاتی یہ حضور قبلہ کے آخری سالِ خوشیت کے تھے اس قسم کے واقعات اور لوگوں سے بھی سننے میں آئے ہیں.

رویائے صادقہ

ایک مرتبہ حضور قبلہ وکعبہ تورڈھیر شریف میں مقیم تھے اور پیل بھیت شریف روانہ ہونے والے تھے لیکن جد امجد حضرت شاہ جی میاں رحمتہ اللہ علیہ کی مسجد شکستہ ہو گئی تھی اور اس کی تعمیر کا مسئلہ درپیش تھا جس میں آپس میں زبردست اختلاف رائے تھا.

شب میں آپ کو حضور سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی اور انھوں نے حضور قبلہ کو اپنے چند کپڑے دھونے کے لیے دیئے۔ ایک اور شخص جو پاس کھڑا تھا بولا۔ لایئے میں دھو دوں۔ حضور قبلہ نے فرمایا کہ مجھے حکم ملا ہے اس لیے کپڑے میں ہی دھوؤں گا البتہ تم بعد میں انہیں نچوڑ کر پانی پی سکتے ہو یہ خواب دیکھنے کے بعد آپ نے چند روز کے لیے پیلی بھیت شریف کی روانگی ملتوی فرما دی اور مسجد مذکور کی تعمیر خود شروع کرا دی اس کی تعمیر میں سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حاجی سید حلیم گل میاں صاحب اور دیگر رشتہ داروں نے بھی نمایاں حصہ لیا دیگر حضرت حاجی ترنگ زی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مجاہد اور ولی کامل تھے حکومت برطانیہ کی سختیوں سے پریشان آکر مہمند میں ہجرت فرما کر چلے گئے تھے برطانوی فوج کے ساتھ ان کی سخت معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک مرتبہ حکومت برطانیہ نے مجاہدین کے مقابلے کے لیے کثیر فوج بھیجی مجاہدین کی تعداد قلیل تھی اور سامان جنگ بھی قلیل تھا حضور قبلہ نے انہیں ایام میں خواب دیکھا کہ میدان جنگ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے ہمراہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ میں ہیں اور انہوں نے تلوار نیام سے نکال کر عرض کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیجئے کہ ہم کفار سے مقابلہ کریں اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صبر کرو۔ خدا کی قدرت سے اسی رات سخت طوفان آیا اور ژالہ باری ہوئی جس کی وجہ سے برطانوی فوج کو شدید نقصان پہنچا اور باقی فوج پسپا ہو گئی۔ دیگر تقسیم ہند کے بعد فسادات کے دوران حضور قبلہ تورڈھیر شریف تشریف لائے قبلۂ عالم حضرت سید عبدالرشید میاں صاحب نے دریافت کیا کہ حضور اس ہنگامے میں کس طرح تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرکار اللہ ہو میاں قدس سرہٗ مجھے تورڈھیر شریف پہنچا کر واپس پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے میں سمجھ گیا کہ مجھے تورڈھیر جانے کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے میں پیلی بھیت سے تورڈھیر کے لیے روانہ ہو گیا اور تمام راستہ صاف ملا۔ دیگر ایک مرتبہ شب میں کئی دفعہ خواب سے بیدار ہوئے۔ آپ نے حاجی حبیب اللہ و نور محمد کو بیدار کر کے فرمایا کہ آج رات پاکستان کی سب سے زیادہ جلیل القدر ہستی کا انتقال ہو گیا۔ صبح کو اخبارات میں خبر شائع ہوئی کہ قائد اعظم رحلت فرما گئے دیگر ایک مرتبہ تورڈھیر شریف کے قیام کے دوران حضور قبلہ نے حضور سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا کہ وہ تورڈھیر شریف مسجد گوجران میں تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں کہ میری تسبیح تم لے لو اور اپنی مجھے دیدو میں اسے پختہ کر دوں گا اور یہ دونوں تسبیحاں پتھر کی تھیں دوسرے دن زرین نامی ایک پٹھان آیا جو یرقان میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس کو سرسوں کا تیل دم کر کے دیا جس سے وہ شفایاب ہو گیا اس نے دو سو فٹ مربع پتھر بغرض تعمیر مکان پیش کیے آپ کا خیال تھا کہ ایک دروازہ گھر کا تالاب کی طرف نکالا جائے اور گھر کی ایک دیوار مضبوط کر لی جائے اور چھت بدستور قائم رہے لہٰذا کام شروع ہو گیا جب بڑے مکان کے قریب آئے اور دیوار کو توڑا گیا تو مستری ستون لگانا بھول گیا اور اس فرو گذاشت کی وجہ سے چھت گر پڑی لیکن بفضلہٖ تعالیٰ کوئی جانی نقصان نہیں ہوا بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ یہ کام حضور سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کی مرضی کے مطابق اس طرح ہو گا کہ سارا مکان پختہ بنایا جائے چنانچہ اسی طرح مکان کی تکمیل ہوئی۔ اس مکان کی تعمیر میں تورڈھیر شریف کے بیشتر حضرات و نیز قرب وجوار کی

بستیوں کے رہنے والوں نے بڑی مدد کی۔ اس دوران میں ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور شاید تعمیر کا کام ایک جز عبد کرنا پڑے کیونکہ گیہوں کی فصل کاٹنے کا وقت ہے اور کوئی مزدور نہ مل سکے گا۔ آپ نے فرمایا میرا اللہ حقی ہے چنانچہ اس ہفتہ میں موچی، سنار اور دیگر کاریگروں نے مکان کی تعمیر میں حصہ لیا اور کام نبٹنہ ہوا۔

خادم دربار عثمان خاں کا کہنا ہے کہ بیماری کے آخری ایام میں حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت گزاری کے فرائض رات کے وقت میں ادا کیا کرتا تھا میں اکثر یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھتا تھا کہ نصف شب کو حضور قبلہ و کعبہ کا بدن مبارک مثل آئینہ چمک دار ہو جاتا کہ کمرہ میں حضور قبلہ و کعبہ کی ہتھیلیوں میں اپنے چہرہ کو صاف دیکھ لیا کرتا۔

صوفی مختار احمد بریلی والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری ایک آنکھ قریب کا دیکھتی ہے اور دور کا نہیں دیکھتی اور دوسری آنکھ دور کا دیکھتی ہے اور قریب کا نہیں دیکھتی پھر آپ نے پوچھا کہ بتاؤ ایسی بات کیوں ہے۔ سب نے عرض کیا کہ حضور ہی اس بات کو بہتر جان سکتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اچھا بھئی مختار احمد تم بتاؤ کیا بات ہے میں نے عرض کیا کہ حضور کے بہت سے مرید قریب ہیں جن کو قریب والی آنکھ دیکھتی ہے اور بہت سے مرید دور ہیں جن کو دور والی آنکھ دیکھتی ہے۔ اس پر آپ نے تبسم فرمایا اور فرمانے لگے کہ بھئی کیا خوب بات کہی ہے۔ صوفی مختار احمد مزید بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بریلی میں ایک جگہ حلقہ ذکر تھا حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ پر ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ نے اٹھ کر اپنا رومال مبارک ہاتھ میں لے کر چاروں طرف گھمایا اور اللہ ھو کی ضرب زور سے لگائی جس بھی شخص کے سر پر سے یہ رومال مبارک گھوما اس نے رات خواب میں خانہ کعبہ کی زیارت کی میں نے اگلے روز اپنا یہ خواب حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیان کیا تو آپ نے منع فرمایا کہ ایسے خواب کا ذکر کسی سے نہیں کرنا چاہیے ورنہ وہ بند ہو جاتے ہیں۔

گوالیار کے سمیع اللہ کی زوجہ رقیبہ بیگم بیان کرتی ہیں کہ ہم پرانے حاجی کیمپ کراچی میں ایک جھگی میں رہتے تھے وہاں ایک مرتبہ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضور قبلۂ عالم صاحب تشریف لائے تو میں نے اُن سے عرض کیا کہ ہم تو اس جھگی میں وقت گذار رہے ہیں ہمارے حال پر کچھ توجہ فرمائیں۔ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی دم فرمایا کہ اچھا اب ہم آئندہ تمہارے پاس بڑے مکان میں آئیں گے چنانچہ اس کے آٹھ روز بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہمیں نیو کراچی میں ۱۲۰ گز زمین کا کوارٹر الاٹ ہو گیا۔ گاؤں منڈیا (رام پور) کے امداد حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں تشریف فرما تھے اس زمانے میں گیہوں کی کٹائی کا موسم تھا محفلِ میلاد کی تقریب کے بعد حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما رہے تھے۔ باہر میدان میں گیہوں کی جو فصل کاٹی گئی تھی ہمارے آدمی بیلوں کے ذریعے اس کی گہائی کرنے میں مصروف تھے اس دوران ایک بیل نے جب گیہوں کے دانوں کو منہ مارنے کے لیے زبان نکالی تو پیچھے سے ہمارے مزارع نے اسے زور سے چھڑی لگائی جس سے اس بیل کی زبان خود اپنے ہی پاؤں کے نیچے آکر کٹ گئی۔ ہم بھاگے بھاگے حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ماجرا بیان کیا تھوڑی دیر بعد حضور باہر تشریف لائے اور آپ نے اس بیل کا منہ کھول کر اس میں دم کر کے اپنا لعاب دہن ڈالا صبح تک اس بیل کی زبان اپنی اصل حالت پر آگئی اور زبان کٹنے کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے۔ یہ واقعہ دیکھ کر تمام گاؤں والے حیران رہ گئے۔

دربار اللہ طو میاں رحمتہ اللہ علیہ کے میلاد خوان محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے ہاں شادی کے بعد تقریباً سات سال تک کوئی اولاد نہ ہوئی۔ میں نے حضور قبلۂ عالم صاحب سے اس بارے میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو دربار شریف میں لے آنا ہم اس کو کچھ بتلا دیں گے اللہ تعالیٰ اسے اولاد عطا فرما دے گا مگر ایسا موقع نہ ملا آپ نے مجھے کچھ ادویات استعمال کے لیے بتلائیں لیکن میری بیوی نے وہ بھی صحیح طور پر استعمال نہ کیں۔ جب دوبارہ میں جب حضور قبلۂ عالم صاحب پیلی بھیت شریف تشریف لائے تو آپ نے مجھ سے حال پوچھا میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سال ایک لڑکا اور ایک لڑکی عنایت فرمائی ہے جس میں لڑکی زندہ ہے اور لڑکے کا انتقال ہو گیا ہے آپ نے مجھ سے علاج کے متعلق حالات دریافت فرمائے میں نے عرض کیا کہ ادویات کا استعمال تو صحیح طور پر نہیں ہو سکا البتہ میں نے ایک روز حضرت قبلہ و کعبہ سیدنا عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر عرض کر دیا کہ حضور میں آپ کے دربار کا میلاد خواں ہوں اور ہر جمعرات کو باقاعدگی سے حاضری دیتا ہوں اتنا عرصہ گزر گیا ہے میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی ہے۔ اب میں آپ کے مزار شریف کے اندر اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی طفیل اولاد نرینہ عطا نہ فرمائے چنانچہ اس کے بعد میں تقریباً ایک سال مزار شریف کے اندر داخل نہیں ہوا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی طفیل مجھ پر یہ کرم فرمایا کہ بغیر کسی علاج کے مجھے اولاد عطا فرما دی۔ بعد وصال بھی حضور قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی کئی کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ اس قسم کا ایک واقعہ الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب کے ساتھ بھی پیش آیا۔ آپ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۷۸ء میں جب میرے فرزند سید فضل ودود پیدا ہوئے اس وقت میں پیلی بھیت شریف میں قیام پذیر تھا۔ لڑکے کی پیدائش کے چند روز بعد مجھے قبلہ والد صاحب کا ایک خط ملا جس کے اوپر یہ مصرع تحریر تھا ؎

حسرت ان غنچوں پر جو بن کھلے مرجھا گئے

جب خط کا مضمون پڑھا تو اس میں سید فضل ودود کے انتقال کی اطلاع دی ہوئی تھی میں نہایت غم اور افسردگی کی حالت میں حضور باباجی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا اور میں نے اس خط کو آپ کے مزار اقدس پر رکھ کر عرض کیا۔ یا اللہ! مجھے بتلائیے کہ میرے بچے کے انتقال کی کیا وجہ ہے کیونکہ اس سے پہلے بھی میرے دو بچوں کا انتقال ہو چکا تھا۔ میں اس طرح کئی روز تک مزار شریف کی طرف متوجہ ہوتا رہا لیکن کوئی جواب نہ ملا کچھ عرصہ بعد میں نے جنوری ۱۹۷۹ء میں نور ڈھیر شریف میں یہ خواب دیکھا کہ میں بریلی میں ایک گلی سے مڑ رہا ہوں اور میرے سامنے ایک طرف سے حضور قبلۂ عالم صاحب اور دوسری طرف سے حضور باباجی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں۔ حضور باباجی سیدنا عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ عبدالاحد میاں تم کیوں ناراض ہو میں نے بچوں کے انتقال کی وجہ پوچھی جس کی آپ نے کچھ وضاحت فرمائی اس پر میں نے عرض کیا کہ اتنی معمولی سی بات پر میرے بچوں کا انتقال ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اور اولاد دے گا۔ میرے ہاں جو بھی بچے پیدا ہوئے ان میں پہلے لڑکی ؛ وہ پھر لڑکے کی پیدائش ہوتی رہی چنانچہ مجھے

خدشہ پیدا ہوا کہ اب کہ میرے ہاں لڑکی پیدا ہوگی لہٰذا میں نے حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت! اب کہ میرے ہاں لڑکا ہی پیدا ہونا چاہیے۔ حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے جلال میں فرمایا کہ لڑکا ہی ہوگا۔ اس دوران میرے والدین نے خواب میں لڑکی کی پیدائش دیکھی جس کا نام رابعہ تبلایا گیا۔ انہوں نے تودھیر شریف میں مجھے اس خواب کے متعلق اطلاع دی میں چند دن بعد حضور باباجی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! آپ نے جو فرمایا تھا وہی ہونا چاہیے پھر میں پیلی بھیت شریف سے کلکتہ چلا گیا وہاں مجھے حضور قبلۂ عالم صاحب کا خط ملا جس میں آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ تمہارے ہاں بہ فیضان حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ لڑکے کی پیدائش ہوئی ہے جس کا نام سید فضل حمید رکھا گیا ہے۔

مرزا محبوب بیگ عرضی نویس جو پیلی بھیت شریف میں دربار کی زمینوں کے متعلق تمام امور کچہری میں انجام دیتے تھے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک دوست کے مجبور کرنے پر کچہری میں ایک ڈاکو کی ضمانت دے دی لیکن رہا ہونے کے بعد وہ کہیں روپوش ہوگیا اور اس نے پھر ڈاکے ڈالنا شروع کر دیئے وہ دوبارہ عدالت میں بھی کسی تاریخ پیشی پر حاضر نہ ہوا۔ چنانچہ عدالت نے مجھے کئی مرتبہ نوٹس جاری کیے کہ اس کو عدالت میں حاضر کرو ورنہ تمہاری ضمانت ضبط کر لی جائے گی۔ ادھر میں حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا تھا کہ حضرت آپ دعا فرمائیں کہ ڈاکو مل جائے اور میری جان چھوٹ جائے آخر ایک روز عدالت کی طرف سے مجھے آخری نوٹس ملا کہ کل یا تو ڈاکو کو عدالت میں پیش کرو ورنہ پھر ضمانت کی رقم مبلغ ۱۰۰۰/- روپے جمع کرو۔ اس وقت اتنی رقم میں پورا مکان خرید کیا جا سکتا تھا۔ میں یہ نوٹس وصول کرنے کے بعد نہایت گھبراہٹ اور پریشانی میں حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت آپ ہر روز مجھے یونہی ٹال دیتے ہیں اور آج مجھے آخری نوٹس مل گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے یہ سیاہ لباس محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے پہنا ہوا ہے آپ روز مجھ سے یہ فرماتے رہے ہیں کہ تمہارا کام ہو جائے گا۔ میرا تو اب کل حشر ہو جائے گا۔ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ ان باتوں سے جلال میں آگئے اور فرمایا کہ جاؤ اگر کل تک تمہارا ڈاکو نہ ملا تو میں اپنا یہ فقیری لباس اتار کر پشاور چلا جاؤں گا اور آئندہ کبھی یہاں لوٹ کر نہ آؤں گا۔ پھر آپ اسی وقت چادر اوڑھ کر لیٹ گئے اور میں وہاں سے عجیب تذبذب اور پریشانی کے عالم میں گھر پہنچا اور سوچ رہا تھا کہ ایک تو حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو خفا کر دیا اور دوسرے خدا جانے کل کیا بنے گا۔ اسی کشمکش و پیچ میں سو گیا اور خواب میں دیکھا کہ حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں عدالت لگی ہوئی ہے۔ سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ اور میرے پیر و مرشد حضور قبلہ و کعبہ سید عبد القدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ وہاں موجود ہیں۔ سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ ہر مجرم کی فائل حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کسی مجرم کو رہا اور کسی کو قید وغیرہ کی سزا سناتے تھے۔ اس دوران حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت! مرزا محبوب بیگ کا بھی ایک کیس ہے۔ جب سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے وہ فائل حضرت شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے حکم فرمایا کہ مولوی صاحب! مرزا محبوب بیگ کے ڈاکو کو حاضر کرو۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ پولیس اس ڈاکو کو پکڑ کر لا رہی ہے۔ اس کے بعد میں اچانک خواب سے بیدار ہو گیا اسی وقت میں نے دعا مانگی کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ خواب سچا کر دے۔ صبح جب میں کچہری پہنچا اور عدالت کے باہر اس انتظار میں

کھڑا تھا کہ کب مجھے طلب کر کے میرے مکان کے قرق کرنے کا حکم صادر کیا جائے گا۔ اس اثناء میں ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مرزا جی! آپ کا ڈاکو گرفتار ہو کر آگیا ہے لیکن مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سامنے نظر دوڑائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ڈاکو پولیس کی حراست میں کچہری کے اندر داخل ہوا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ میری جان کی خلاصی ہوئی۔ پولیس کے تھانے دار نے بعد میں مجھے بتایا کہ اس کی ایک نورانی چہرہ سفید ریش بزرگ نے خواب میں مجھے اس ڈاکو کی گرفتاری کا حکم دیا تھا۔ حضور قبلہ وکعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر میں سخت نادم ہوا اور پھر میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی کی معافی مانگی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اولیاء راہست قدرت از آلہ
تیر جستہ باز گردانند ز راہ

حضور قبلہ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دن مجلس میں حضرت قبلہ وکعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا رب مالدار ہے۔ ایک شخص عبدالمجید نامی رنگریز نے میرے رب کے الفاظ پر اعتراض کیا اور بولے کہ کیا آپ کا رب ہے ہمارا نہیں ہے۔ اس کے جواب میں حضرت قبلہ وکعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہاں جتنا میرا ہے اتنا تمہارا نہیں مطلب یہ ہوا کہ ہم لوگ ہر وقت رب کی حضوری میں رہتے ہیں اس لئے وہ ہماری زیادہ سنے گا۔ اس پر یہ واقعہ یاد آیا کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام اپنے چچا ابطالب کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کو دم کیا تو وہ فی الفور ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے یہ دیکھ کر حضور کے چچا نے فرمایا کہ بھتیجے اللہ تعالےٰ تمہاری مانتا ہے۔

حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ ایک بار سردیوں کے موسم میں حضور قبلہ وکعبہ پیلی بھیت شریف سے لاہور شریف تشریف لائے۔ جب آپ کو بچوں کے ساتھ رہتے ہوئے ایک دو ماہ سے زیادہ عرصہ ہو گیا اور آپ کا واپس جانے کا کوئی ارادہ نہیں بن رہا تھا ایک روز آپ نے حضور شاہ جی میاں قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے آپ سے فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو باطنی نعمت عطا فرمائی تھی اس کے اگرچہ ہمارے ہمشیر زادہ غلام جیلانی خاں بھی مستحق تھے لیکن تمہارے والد ماجد مولوی سید عبدالبصیر میاں المعروف اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری جو خدمات انجام دی ہیں ان کو مدِنظر رکھتے ہوئے وہ نعمت عظمیٰ ہم نے اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کر دی اور اپنے والد ماجد کی طرف سے وہ نعمتِ عظمیٰ تمہیں عطا ہوئی ہے۔ اگر تم پیلی بھیت نہیں آنا چاہتے ہو۔ تو میں پھر کسی دوسرے متصرف کا بندوبست کر لوں؟ تو آپ نے جلدی سے جواب دیا نہیں حضرت! میں پیلی بھیت شریف آرہا ہوں، اور آپ خواب سے بیدار ہوکے تو سخت جاڑے کے باوجود آپ پھر فوراً پیلی بھیت شریف روانہ ہو گئے۔

ملفوظات و طیّبات

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے اَلدُّنْیَا سَاعَۃٌ یعنی دنیا ایک ساعت ہے گویا موجود ساعت ماضی اختیار سے باہر ہو گئی اور آئندہ ساعت کا اعتبار نہیں کہ ہم ہوں یا نہ ہوں زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں طالب حق کو چاہیئے کہ اپنی موت کو کبھی فراموش نہ کرے موجودہ ساعت کو غنیمت سمجھے جب سانس اوپر جائے تو اللہ کہو جب نیچے آئے تو ہو کے ساتھ نکالو کوئی سانس یادِ الٰہی کے بغیر نہ گذرے اسی کو اصطلاحِ صوفیہ میں "پاس انفاس" کہتے ہیں۔ اللہ کا ذکر لسانی حبسِ دم کے ساتھ کرنا چاہیئے جو کہ بیحد مفید ہے۔

ہر انسان دن رات میں ۲۴ ہزار مرتبہ سانس لیتا ہے یعنی ایک گھنٹہ میں ہزار مرتبہ، ہر سانس نعمت ہے ہر نعمت پر اس کا شکر واجب ہے اس لیے انسان کو چاہیئے کہ کوئی سانس یادِ الٰہی کے بغیر نہ گذارے، ذکر کی بیحد فضلیت ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ (پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا) جب کوئی شخص اللہ کا تنہا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کا تنہا ذکر کرتا ہے۔ یعنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ جب سب مل کر ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ اس کا ذکر کرتے ہیں

تزکیہ نفس کے بغیر صفائی قلب حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حضور قبلہ و کعبہ ملی بھیت شریف سے باہر کہیں تشریف لے جا رہے تھے اسٹیشن کے قریب مسجد حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر شدہ تھی جو پھر دوبارہ ولی محمد جی نجالی نے کشادہ کر کے تعمیر کرائی اور بنیاد حضرت کے دست مبارک سے خشت اول تبرکاً رکھوائی اس میں قدرے قیام فرمایا کہ گاڑی کی آمد میں تھوڑی دیر تھی ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور چائے نوشی کے متعلق عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ طبیعت راغب نہیں ہے۔ ایک دوسرے صاحب یہ گفتگو سن رہے تھے۔ چائے کے خواہش مند بھی تھے۔ انہوں نے یہ شعر پڑھا ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است   صد ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

تو حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ معنی کی تشریح کیجئے۔ کہنے لگے کہ کسی کے دل کو خوش رکھنا حج اکبر ہے۔ حضرت قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ پرایا دل کیا قابو ہو سکتا ہے جبکہ اپنے دل پر قابو نہ ہوا اور جو آپ نے اس شعر کا مفہوم لیا ہے یہ مفہوم اس کا ایسا نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے دل پر قابو رکھے کہ غیر خیالات دل میں بجز محبوب مرغوب کے ہرگز نہ پیدا ہوں۔ یہ حج اکبر کا مفہوم ہے کیونکہ ارشاد حدیثِ قدسی یہ ہے کہ قلب المومن عرش اللہ مومن کا دل خدا کا عرش ہے۔ دیگر آپ نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ حضور قبلہ و کعبہ

حضرت سید عبدالبصیر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبداللہ میاں جو کچھ آتا ہے اس کا حساب بھی لکھتے رہا کریں انہوں
نے عرض کیا کہ حساب تو نہیں لکھتا۔ درمیان میں ایسی فرمایا لکھ لیا کرو اس کے بعد سے کچھ دن تک حساب لکھا
اور اعلیٰ حضور کو دکھایا پھر بوجہ مصروفیت نہ لکھ سکا اور جب اعلیٰ حضور سے یہ بات عرض کی تو یہی عرض کر دیا۔ اعلیٰ
حضور قبلہ نے فرمایا اچھا جانے دو کیا لکھنا ہے۔ خوب آپ کا خوب خرچ کرو گے۔ آپ کا ارشاد کا ہی کی برکت سے حضور
کے دربار عالی میں دربار شاہی کی شان ہے کسی چیز کی کمی نہیں آپ کے مرتبہ عالی کا اندازہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں
صاحب قدس سرہ العزیز کے اس ارشاد گرامی سے لگایا جا سکتا ہے جس کے راوی اعلیٰ حضور ہیں کہ ایک روز حضرت
شاہ جی میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضور قبلہ کا دست مبارک پکڑ کر نہایت مسرت کے ساتھ فرمایا کہ ہمارے
ہمارے پیرو مرشد حضرت احمد علیشاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا اور ان سے حضرت حافظ جمال اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے اور ان سے حضرت پیر شاہ قطب الدین صاحب قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اس سلسلہ میں کوئی دوزخی آدمی
داخل نہ ہوگا اور اگر کوئی ایسا شخص بالفرض داخل ہو بھی گیا تو وہ اپنے پیرو مرشد سے بد اعتقاد ہو جائے گا تب دوزخ
میں جائے گا ہمارے متبعین سب داخل جنت ہوں گے۔ حضرت قطب الدین قدس سرہٗ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ سلسلہ
سات پشت تک بلا محنت و مشقت ولایت کو پہنچے گا اور بعد کے طالبان حق کو کسب و محنت کے بعد نعمت باطنی
دی جائے گی، حضرت شاہ جی میاں صاحب قدس سرہٗ نے ان سات بزرگوں کے اسماء گرامی اعلیٰ حضور کو اس طرح انگلیوں
پہ گنائے۔ حافظ شاہ جمال اللہ صاحب ایک حضرت شاہ درگاہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوئم حضرت سید احمد علی شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سوئم ہم یعنی شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ چہارم تم یعنی سرکار اعلیٰ حضور سید عبدالبصیر میاں صاحب
پنجم تمہارے بعد دو اور ہوں گے یعنی حضرت سید عبدالقدیر میاں صاحب ششم اور سید عبدالرشید میاں صاحب ہفتم
سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کیا آپ میرے سلسلہ کے لیے
قیامت تک رہنے کی دعا فرمایئے۔ ارشاد ہوا وہ بڑے لوگ تھے جو انہوں نے یہ فرمایا اعلیٰ حضور نے دوبارہ عرض کیا کہ
آپ میرے لیے اس زمانے کی سب سے زیادہ جلیل القدر ہستی ہیں۔ آپ فرما دیں گے تو یہ سلسلہ تا قیامت باقی رہے گا۔
اس وقت شاہ جی میاں قدس سرہٗ موج میں اٹھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا تمہارے سلسلے میں جو ہمارا نام لیں گے تو
یہ سلسلہ قیامت تک باقی رہے گا اور سب کے چراغ گل ہو جائیں گے یعنی یہ خصوصیت دوسرے سلسلوں میں نہیں پائی
جائے گی سچ ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ترجمہ:- ان کا یعنی اولیاء اللہ کا کہنا اللہ تعالیٰ ہی کا کہنا ہے اگرچہ بظاہر آواز بندے کی ہے۔ یہ فنافی اللہ کا
مقام ہے۔ دیگر آپ کے خاندان کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے افراد شریعت اور طریقت دونوں کے
حامل ہیں حضور اقدس ایک عالم دین بھی ہیں اور طریقت کے رموز و اسرار میں بھی ملکہ تامہ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ حقیقت میں

صوفی وہ ہے جو عالم بھی ہے اور عالم وہ ہے جو صوفی بھی ہے جیسا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب موطا میں یہ حدیث نبوی موجود ہے۔ مَنْ تَفَقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتَفَقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ (ترجمہ) جس نے شریعت کا علم حاصل کیا اور صوفی نہ ہوا وہ فسق کے درجے میں ہے اور جو صوفی تھا اور فقیہ نہ ہوا وہ زندیقیت کے درجے میں ہے جس نے ان دونوں علوم کو جمع کیا وہ حقیقت کو پا لیا اور محقق ہوا البتہ بعض بزرگان دین کو علم باطن کے ساتھ علم ظاہر حاصل ہو جاتا ہے جس کو علم لدنی کہا جاتا ہے لیکن اکثر بزرگ کبار نے اس کو ظاہری کسب سے حاصل کیا شعر ؎

علم چوں بر تن زند مارے بود
علم چوں بر جان زند یارے بود

یعنی علم تن پروری کبر و نخوت کے لیے پڑھا تو مار بن جاتا ہے اگر علم سے تزکیہ نفس کیا تو اصلاح نفس کے لیے مفید ہے ایک مولوی صاحب حضور قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے دوران گفتگو میں فرمایا کہ ہم مولوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہیں جیسا کہ حدیث شریف ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ ترجمہ۔ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں حضور قبلہ نے فرمایا آپ کو اس بات سے اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ظاہری اور باطنی دونوں حاصل تھے مولوی صاحب نے فرمایا بیشک حضور والا نے استفسار فرمایا کہ کیا آپ علم باطنی رکھتے ہیں مولوی صاحب نے فرمایا نہیں۔ حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ پھر آپ تو آدھے وارث ہوئے۔

تصوّر شیخ

آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیر و مرشد کا تصوّر ہر وقت رکھنا چاہیئے۔ یہ نہایت ضروری ہے پیر و مرشد کے چہرے کے ایک روشن حصہ پر نظر جمانا چاہیئے۔ تصورِ شیخ کا مراقبہ حبس دم کے ساتھ بعد نماز مغرب یا فجر کرنا چاہیئے اللہ کے ساتھ سانس کو کھینچ کر دماغ تک لے جائے اور روکے رکھے جب سانس تنگ ہو جائے تو ھو کے ساتھ چھوڑے اس عمل پر مداومت سے صفائی قلب و یکسوئی اور روحانی قوت بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے اور یہی ذریعہ وصول الی اللہ کا ہے پہلے طالب فنا فی الشیخ ہوتا ہے پھر فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

چوں تو کردی ذات پیرے را قبول
ہم خدا آمد و ہم ذات رسول

بعض کج فہم تصورِ شیخ کو شرک اور بدعت قرار دیتے ہیں نعوذ باللہ اگر یہ بات درست ہوتی تو مشائخ عظام کی کثیر تعداد تصورِ شیخ سے قربِ الٰہی حاصل نہ کر سکتی۔ یہ لوگ شریعت اور طریقت دونوں کے ماہر تھے مثلاً حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ غوث اعظم حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء

رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ، شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ ۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے ۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۔ ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہو جاؤ صادقین کے ساتھ) حضرت عبد اللہ احرار قدس سرہٗ (حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد) جو نقشبندی خاندان کے مشائخ کبار سے ہیں ۔ فرماتے ہیں صادقین را دیا اولیاء اللہ کے ساتھ ہو جانے کے دو معنی ہیں صورتاً و معناً ۔ صورتاً یہ کہ صحبت شیخ میں حاضر رہے اور اس کی صحبت کیمیا اثر سے فیوض و برکات حاصل کرے اور معناً یہ کہ اگر اس کی صحبت نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور و خیال ہر وقت اپنی نظر کے سامنے رکھے پیر و مرشد کے چہرۂ انور کا تصور دل میں یا دل کے بالمقابل رکھنا مسلک مجددیہ کا رکن اعظم ہے اور مرشد کی صحبت سے فیضیاب ہونا بھی نہایت ضروری ہے حتی الوسع حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھئے وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بقید حیات تھے وہ بوجہ چند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے قاصر رہے اور ان کی صحبت سعید کے کمالات سے بہرہ اندوز نہ ہو سکے اس وجہ سے ان کا شمار پہلے درجہ میں جو صحابی کا ہے نہیں ہوا بلکہ اس کے بجائے دوسرے درجہ میں ہوا جو تابعی کا ہے صحبت کے حصول سے صحابی ہو جاتا ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ وَاِذَا غَابَ الشَّیْخُ عَنْهُ یُخَیِّلُ صُوْرَتَهٗ بَیْنَ عَیْنَیْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَالتَّعْظِیْمِ فَتُفِیْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِیْدُ صُحْبَتُهٗ (شفاء العلیل ص) ترجمہ ۔ اگر پیر مرشد طالب کی نظروں کے سامنے ہو تو اُسے چاہیئے کہ اس کی صورت کا اپنی آنکھوں کے درمیان تصور کرے محبت اور تعظیم کے طور اس طرح اس کے تصور سے بھی وہی فائدہ حاصل ہوگا جو اس کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے ۔ ۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے بھی تصور شیخ کو اپنے مکتوبات میں سراہا ہے اور ان کے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔ ذکر بے رابطہ و بے فنائی الشیخ وصول الی اللہ کے لیے مفید نہیں البتہ ثواب حاصل ہوتا ہے) اور آداب و صحبت کی رعایت کے ساتھ محض رابطہ اور تصور اس مقصد کے لیے کافی ہے اگر ذکر و تصور پیر و مرشد دونوں ہوں تو نورٌ علیٰ نور ۔ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں صاحب قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک ہے اور پختہ ہو ۔ دھیان ضرور ہو ۔ تصور شیخ سے یکسوئی پیدا ہوتی ہے اور انسان خیالات باطلہ سے محفوظ ہو جاتا ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ کر نور رسالت کا نقشہ اپنے دل میں جماتے تھے جس سے ان کا قلب روشن اور منور ہو جاتا تھا اس لیے جتنا وقت بھی مل سکے شیخ کی صحبت میں گذارے اور تصور پیر و مرشد کو پختہ کرے کیونکہ قرب حق کے حصول کے لیے یہ راستہ سب راستوں سے قریب تر ہے ۔ ۱۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے ایک مرید خواجہ محمد اشرف صاحب نے خط لکھا کہ تصور شیخ اس قدر راسخ ہو گیا ہے کہ ہٹائے نہیں ہٹتا ۔ نماز میں بھی رہتا ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس طرح نماز میں فتور نہ آ جائے اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ یہ دولت تو ہزاروں میں سے ایک کو (جس کو اہل سمجھا جاتا ہے) دی جاتی ہے رابطہ اور تصور کو ہٹانے کی کیا ضرورت ہے ۔ وہ مسجودٌ الیہ ہے نہ کہ مسجودٌ لہٗ

یعنی سجدہ تو اللہ کے لیے ہے شیخ کے لیے نہیں۔ دیوار اور محراب بھی تو سجدہ کرنے والے کے سامنے ہوتے ہیں اسے کیوں نہیں ہٹایا جاتا ہے۔ یہ دولت سعادت مندوں کو حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ ہر وقت پیر و مرشد کی طرف متوجہ ہے اور ان لوگوں کی تقلید نہ کرے جو اپنے کو اس سے مستغنی سمجھتے ہیں اور اپنے دل کو اپنے مرشد سے خود علیحدہ کر لیتے ہیں اور اپنے معاملہ کو خراب کر لیتے ہیں۔ (مکتوبات جلد دوم فارسی)

۱۷ .. آپ کے ایک دوسرے مرید حاجی محمد صاحب نے لکھا تھا کہ تقریباً دو ماہ سے عبادت میں کچھ فتور واقع ہو گیا ہے اور پہلا سا کیف و سرور نہیں رہا۔ اس کے جواب میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اگر دو چیزوں میں خلل واقع نہ ہو تو کوئی فکر کی بات نہیں اول رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور دوئم پیر و مرشد سے اخلاص و محبت اگر ان دو چیزوں پر استقامت ہو تو ہزاروں تاریکی کے پردے بھی دل پر پڑ جائیں تو بھی کوئی اندیشہ نہیں اور اس کی آخرت خراب نہیں ہو سکتی لیکن اگر ان میں سے کسی ایک میں سے نقصان واقع ہو جائے تو خرابی ہی خرابی ہے خواہ اس کے دل کو حضوری اور جمعیت اطمینان حاصل ہو کیونکہ یہ جمعیت خاطر جوگیوں کی سی ہے اور استدراج یعنی فریب ہے جس کا انجام خرابی ہے بغلہ تعالیٰ سے ان دو باتوں پر محکم استقامت کے لیے خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کریں۔ (مکتوبات جلد دوئم)

اس سے تصور شیخ کا جواز ثابت ہو گیا۔ اہل تصوف کے نزدیک یہ بیحد ضروری اور نافع ہے۔ پیر و مرشد نائب رسول ہے اور اس کی محبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت خدا کی محبت ہے اور اس کی محبت کا ثمرہ قرب خداوندی ہے۔ حدیث نبوی سے ثابت ہے اَلمرءُ مَعَ مَن اَحَبَّ۔ (ترجمہ جو شخص جس سے محبت رکھتا ہے وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا) دیگر ابن حجر مکی بحوالہ طبرانی و حاکم عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حسب ذیل حدیث مروی ہے اَلنظرُ الی وجہِ عَلیٍ عِبادۃ" (ترجمہ: حضرت علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے) یعنی اس طرح عبادت میں یکسوئی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

صحبت مرداں اگر یک ساعتست ۔۔۔ بہتر از صد چلہ و صد طاعتست

ترجمہ:۔ اگر کسی شخص کو اولیاء اللہ کی صحبت ایک ساعت کے لیے بھی حاصل ہو جائے تو وہ اس کے لیے سو چلوں اور عبادتوں سے بہتر ہے۔ شیخ کی صحبت نفس کو شیطان کے مکر و فریب سے بچنے کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے اور روحانی ترقی کے لیے بے انتہا ضروری ہے ؎

اگر بے پیر کار خویش گیرد ۔۔۔ ہلاکت راز بہر خویش گیرد

ترجمہ:۔ اگر بغیر مرشد کے کوئی کام اپنا حاصل کرلے تو اپنے کو ہلاکت میں ڈالے گا اس لیے بغیر اجازت مرشد کے وظائف میں مشغول ہونا منع ہے۔ (?) ... ہوجاتا ہے۔

بیعت کی اہمیت

آپ نے ارشاد فرمایا اکثر اکابران امت نے بیعت کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے چنانچہ سراج الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام موسیٰ علی رضا علیہ السلام سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔ اپنی رحلت سے دو سال قبل آپ نے امام جعفر کی بیعت کی تھی۔ اس لیے آپ نے فرمایا لولا السنتان لھلک النعمان یعنی اگر نعمان (حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) یہ دو سال کی مدت میسر نہ آتی تو ہلاک ہو جاتے۔ اس طرح حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ سے فیوض باطن حاصل کیے۔ یہ تمام حضرات آئمہ مجتہدین و اکابران ملت سلسلہ ان کے تبحر علمی سے کسی کو مجال انکار نہیں لیکن علم باطن کے حصول کے لیے مقتدا کی ضرورت انہیں بھی پیش آئی۔ بیعت قرآن پاک سے ثابت ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شفاء العلیل میں لکھتے ہیں۔ اِنّ البیعۃ سُنّۃ یعنی بیعت سنت ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

سالک نہ رسد بے مدد پیر بجائے　　　بے زورِ کمان رہ نہ بُرد تیر بجائے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیعت کے فوائد بہت ہیں اکثر مریدین پیر کی متابعت اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کر کے سب صلاحیت روحانی ترقی اور کمالات حاصل کرتے ہیں اگر بدقسمتی سے کوئی مرید کمزور اعمال کی حالت میں مر جائے تو بھی بیعت اس کے لیے وسیلۂ نجات بن جاتی ہے پیر و مرشد کی روحانی امداد سے اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور قبر میں منکرین کے سوالات کا جواب آسان ہو جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور قبلہ نے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر کبیر کا حال بیان فرمایا کہ جب وہ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کی خدمت میں بغرض بیعت حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ خانقاہ میں قیام فرمایا تو انہیں کچھ خدمت سپرد ہوئی یہ خدمت اس غرور علمی کے توڑنے کے لیے سپرد کی گئی جو امام صاحب کے اندر اپنی علمیت کی وجہ سے پیدا ہو گیا تھا بوقت بیعت امام صاحب نے دیکھا کہ ان کے قلب سے سبز دھواں نکل رہا ہے آپ نے شیخ سے اس کا سبب دریافت کیا شیخ نے فرمایا کہ یہ تمہارا علم ظاہری ہے جو دھواں بن کر نکل رہا ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ گھبرا گئے اور عرض کیا حضرت یہ علم ظاہری میں نے بڑی محنت سے حاصل کیا ہے میں اس کو ہاتھ سے کھونا نہیں چاہتا۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اچھا تمہارا علم تمہیں مبارک ہو تمہارے لیے بیعت کر لینا ہی کافی ہے۔ بعد ازاں حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ واپس ہو کر حسب دستور سابق درس و تدریس میں مصروف ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کی واحدنیت پر ایسی مستحکم سو دلیلیں یاد تھیں کہ کوئی شخص ان کو غلط ثابت نہ کر سکتا تھا لیکن جب رحلت کا وقت آیا تو عالم نزع میں شیطان لعین نے سوال کیا کہ تم کس دلیل کی بناء پر خدا کو ایک مانتے ہو۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دلیلیں پیش کرنی شروع کیں اور شیطان لعین نے ہر دلیل کو رد کر دیا جب ۹۹ دلیلیں رد ہو گئیں تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ گھبرا اٹھے اور پیر و مرشد

کی طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت وضو کر رہے تھے جب آپ نے یہ کیفیت دیکھی تو فرما دی کہ امام فخر الدین کہہ دو ہم بغیر دلیل کے خدا کو ایک مانتے ہیں اور جانتے ہیں [illegible] وحدانیت کے واسطے حضرت پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کافی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے۔ اس وقت حضرت شیخ [illegible] حضرت امام فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ماہ کی مسافت کے فاصلہ پر تھے۔ شیخ کی امداد پہنچتے ہی شیطان بھاگ گیا اور حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اس سلسلہ میں ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا۔ مرشدنا [illegible] حضرت [illegible] شکر گنج قدس سرہٗ سے منقول ہے کہ سلطان الہند حضرت معین الدین چشتی خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کسی پڑوسی کا انتقال ہو جاتا تو آپ اس کے جنازہ کے ساتھ جاتے اور جب میت دفن کرنے کے بعد لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے تو آپ کچھ دیر قبر پر اوراد و وظائف اور مراقبے میں مصروف رہتے اس کے بعد واپس تشریف لے جاتے چنانچہ ایک روز آپ کا ایک ہمسایہ اور پیر بھائی انتقال کر گیا۔ حسب معمول آپ نے اس کی نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کی اور سب لوگ چلے گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ یکایک آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا لیکن تھوڑی ہی دیر میں پھر آپ کے چہرے سے فرحت کے آثار ظاہر ہونے لگے اور آپ نے خواجہ قطب الدین قدس سرہٗ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیعت بھی عجیب چیز ہے۔ اور جب انہوں نے آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو جانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تدفین کے بعد سب لوگ چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا تو میں نے بذریعہ کشف دیکھا کہ عذاب کے فرشتے صاحب قبر کی تعزیر کے لیے آئے تو اسی وقت حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ بھی قبر کے اندر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا کہ اسے عذاب مت دو یہ میرا مرید ہے۔ عذاب کے فرشتوں نے عرض کی کہ حضور یہ آپ کے طریقہ پر نہیں چلتا تھا۔ آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ شخص میرے معتقدوں میں داخل ہو گیا تھا۔ اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اسے عذاب دیا جائے اسی وقت ان فرشتوں کو فرمان الٰہیہ پہنچا کہ اس شخص کو عذاب میں گرفتار نہ کرو ہمیں حضرت عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خاطر منظور ہے۔ یہ فرمان سن کر عذاب کے فرشتے واپس چلے گئے اور وہ شخص آپ کی برکت سے عذاب سے محفوظ رہا۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے جب یہ واقعہ بیان کیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا بیعت بھی عجیب شے ہے طالب حق کو لازم ہے کہ کسی کا ہو رہے۔ حضور قبلہ نے ایک اور موقع پر یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ بھی فرمایا کرتے تھے ؎

یک نظر آغوش گذرا　　دو نظر آگیا گذرا

اس مقولہ کا بھی یہی مطلب ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت قبلہ سید عبدالبصیر میاں صاحب قدس سرہٗ نے حضرت شاہ جی میاں صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کی کہ عقیدتمندوں اور اہل محبت کا احترام روز افزوں ترقی کر رہا ہے اور اس فقیر کو اندیشہ ہے کہ کہیں دل رعونت کی طرف مائل نہ ہونے لگے۔ اس پر حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ نے فرمایا کاملین کو چاہیئے کہ وہ یہ سمجھیں کہ ان کا جو احترام کیا جا رہا ہے وہ ان کی ذات کا احترام نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے کہ وہ

اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں اس لیے درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ ہی کا احترام ہے۔ اگر احترام خلق کو اس نظر سے دیکھا جائے تو پھر کوئی اندیشہ باقی نہیں رہتا۔ ارشاد فرمایا مراقبہ سے مراد استفاضۂ فیض ہے یہ تصورِ شیخ کو پختہ اور راسخ کرنے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو زانو بیٹھ کر اللہ کے ساتھ سانس کو اوپر کی طرف کھینچے اور دماغ میں جب تک ہو سکے سانس روکے جب سانس تھک جائے تو ھُو کے ساتھ سانس کی ضرب اپنے قلب پر لگائے اور اس دوران میں پیر و مرشد کے چہرے کے کسی روشن حصہ رخسار یا پیشانی کا تصور کرے اور اپنے دل کو دوسرے خیالات سے صاف رکھے اگر اس طریقے سے روزانہ بلاناغہ مراقبہ کیا جائے اور تصورِ پیر کا دل یا دل کے مقابل کیا جاوے تو انشاءاللہ تعالیٰ تھوڑے ہی عرصہ میں قلب میں روشنی پیدا ہو جائیگی۔ یہ امر نہایت ضروری ہے اور اس حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تَفَرَّغُوا مِنْ هُمُومِ الدُّنْيَا مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ ترجمہ:۔ اپنے دلوں کو دنیا کی فکروں سے جس قدر ہو سکے فارغ رکھو۔ دل میں اپنے مرشد کا تصور قائم کرو۔ جس گھر میں نگہبان ہوتا ہے اس میں چور داخل نہیں ہو سکتا خیال غیر سے دل کی حفاظت اس طرح کرو جس طرح مرغی اپنے انڈے کی حفاظت کرتی ہے ؎ مثنوی شریف

چوں نشینی بر سرِ کوئے کسے ۔ عاقبت بینی ہم از روئے کسے

ترجمہ:۔ جب تو کسی محبوب کے کوچہ میں بیٹھ جائے گا تو بالآخر تجھے اس کا دیدار ہو ہی جائے گا لیکن بیٹھنا شرط ہے۔ تصورِ شیخ کے بعد یہ مقام ہے کہ اپنے جسم کو پیر و مرشد کا جسم سمجھے۔ اس طرح ہر چیز میں بے اختیار پیر و مرشد کا جلوہ نظر آنے لگے۔ اسے اصطلاح تصوف میں فنا فی الشیخ کا مقام کہتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرا مقام یہ ہے کہ شیخ کے چہرہ مبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے کا تصور کرے جب اس سے محویت و فنائیت حاصل ہو جائے تو اسے فنا فی الرسول کا مقام کہتے ہیں۔ اس کے آگے فنا فی اللہ و بقا باللہ کا مقام ہے جو حضور پر نور کے جلوے میں حق تعالیٰ کے جلوے کا تصور کرنے اور اس میں فنائیت کا مرتبہ پانے سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

چوں تو کردی ذات پیرے را قبول ۔ ہم خدا آمد وہم ذات رسول

ترجمہ:۔ تو نے جب پیر کی ذات کو قبول کر لیا تو اس میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی ذات پاک آگئی حضور قبلہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر شیخ کے بجائے اس کی اولاد کا تصور آئے تو وہ بھی شیخ ہی کا تصور ہے کیونکہ اس کی اولاد کو پیر بھائی کے درجے میں نہ سمجھنا چاہیئے ورنہ طالب فیض سے محروم رہے گا جس بات سے پیر و مرشد خوش ہو طالب کو وہی کرنا چاہیئے تاکہ جلد منزل مقصود پر پہنچ جائے یہ بات آدابِ طریقت میں داخل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نے اپنے بعد دو چیزیں چھوڑی ہیں۔ ایک قرآن پاک جس کی پیروی لازمی ہے اور دوسری اپنی اولاد جس کا احترام کرنا چاہیئے کیونکہ وہ اولاد اپنے آقا کی جزو بدن ہے نیز حضور قبلہ و کعبہ نے ارشاد فرمایا کہ حاجی نبی بخش مرحوم محلہ مدینہ شاہ ہر سال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی شان و شوکت کے ساتھ منایا کرتے

تھے اور حضور قبلہ کو تانگے میں بلایا کرتے ایک دفعہ انہوں نے بذریعہ خط اطلاع بھیجی بی اللہ تانگہ لے کے بیمار سال کی تو بعد میں حضور قبلہ سے ملاقات کے دوران عرض کیا کہ اس دفعہ جائے یہاں جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کس وجہ سے نہیں تشریف لائے تو حضور قبلہ نے فرمایا کہ حسب سابق تم نے بلایا نہیں تو وہ بولے کہ ایک محترمہ صاحب تشریف لائے تھے فرمایا کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام میں پیادہ آنا چاہیے اس لیے ہم نے تانگہ نہیں ارسال کیا تو حضور قبلہ نے فرمایا کہ محترمہ نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم تم کو بتلایا اور اولاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا کچھ نہ بتلایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ... یہ سن کر وہ اس پر حاجی صاحب خاموش ہو گئے لہٰذا پیر کامل کی جستجو ضروری ہے اور وصول الی اللہ بغیر توسل شیخ کامل بہت دشوار اور نادر الوجود ہے۔
(شاذ و نادر میں خاندان اویسیہ کی طرف اشارہ ہے)

لقس را نکشد بغیر از ظل پیر
دامن او را بدل محکم بگیر

آپ نے ارشاد فرمایا کہ قلب کی صفائی اور روحانی کمال کے لیے ذکر حق بے حد ضروری ہے فرمایا ذکر نہایت کثرت سے کرنا چاہیے۔ طالب حق اٹھتے بیٹھتے ہر وقت اللہ کو یاد کرتے ہے۔ اللہ ھو کا ذکر سانس کے ذریعے اسی مقصد کے لیے سکھایا جاتا ہے۔ کثرت ذکر سے خودی مٹ جاتی اور قلب بیدار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ یعنی میرے ایسے بندے ہیں جن کو تجارت اور دنیاوی مصروفیات، میرے ذکر سے غافل نہیں کرتیں اور وہ خلوت و جلوت میں ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ ذکر کثیر کا حکم بھی قرآن پاک میں موجود ہے فَاذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ترجمہ:۔ پس ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ۔ حضرت محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "جواہر خمسہ" میں مذہب شطاریہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ طالب کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس قدر کثرت سے ذکر کرے کہ اس کے قلب میں آتش عشق بھڑک اٹھے اور دل کے پردوں کو جلا دے تاریکی کو دور کرے اور روشنی ظاہر ہو مگر ذکر کی اجازت شرط ہے تاکہ بزرگوں کی امداد شامل حال رہے
آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک دل خیال غیر اور خواہشات سے پاک نہیں ہوتا طالب مدارج فنا پر فائز نہیں ہوتا اور جب تک وہ کم گفتن، کم خوردن اور کم خفتن (یعنی کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا) کے اصول پر عمل نہیں کرتا اور ترک خواہشات کے ذریعہ تزکیہ نفس نہیں کرتا قلب میں صفائی پیدا نہیں ہوتی اس سلسلے میں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک دور حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں میری حاضری ہوئی میں نے عرض کی کہ حضور مجھے قرب حق کا راستہ بتائیے۔ اس پر آپ نے تبسم فرمایا اور خاص انداز سے یہ شعر پڑھا ؎

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سر حق بر من بخند

(اپنی آنکھ کو بند رکھ غیر کے دیکھنے سے۔ کان کو بند رکھ غیر کی بات سننے سے اور لب بند رکھ غیر کی بات کہنے سے

یعنی اگر بولو یا سُنو اور دیکھو تو غیریت دُور کر کے اور اگر ایسا کرنے کے باوجود تجھے قرب حق حاصل نہ ہو تو بے شک مجھ پر ہنس اس شعر میں تصوّف کے سارے اہم نکات بیان کر دیئے گئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ ان اصولوں پر کاربند ہونے کے بعد طالبِ حق کمال روحانی سے بے بہرہ نہیں رہ سکتا. آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی احسان اللہ میاں صاحب مروی (ساکن وہریاں ضلع مردان) لکھنؤ سے جہاں وہ طبیہ کالج میں پڑھتے تھے پہلی بیعت شریف آئے اور دورانِ گفتگو میں سیاہ لباس کے پہننے پر اعتراض کیا. میں نے انہیں بتایا کہ سیاہ لباس پہننا جائز ہے. فقہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق جلد دوم کتاب شتیٰ میں لکھا ہے (وَ نُدِبَ لُبْسُ السَّوَادِ) اور سیاہ لباس پہننا مستحب ہے کتاب مذکور میں سند کے طور پر حاشیہ میں ایک حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیش کی گئی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر اظہار خوشی میں سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا تھا جس کا ایک شملہ نیچے اور دوسرا اوپر کی طرف تھا. لہٰذا اس حدیث پاک اور فقہائے کرام کے اقوال سے سیاہ لباس کے استعمال کا جواز اور استحباب ثابت ہے. پھر مولوی صاحب مذکور کی تسلی ہوئی. آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں قدس سرہٗ فاتحہ عرس کے لیے طاہری تیار کراتے تھے کوئی شخص معترض ہوا تو آپ نے فرمایا کہ طاہری اس لیے اچھی ہے کہ غریبوں کا پیٹ بھر جاتا ہے اور امراء اسے بطور تبرک چکھ لیتے ہیں. آپ نے اس سلسلے میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت شاہ عبدالغفور صاحب المعروف بہ سوات صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں مسور کی دال پکائی جاتی تھی. کسی نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ لنگر کے لیے یہی اچھی ہے. اگر پلاؤ زردہ پکایا جائے تو بہت لوگ محض لذت طعام حاصل کرنے کے لیے جمع ہونے لگیں گے اور محنت و ریاض چھوڑ دیں گے.

آپ نے ارشاد فرمایا کہ حافظ قاضی خلیل الدین حسن صاحب بعد وصال اعلیٰ حضور قدس سرہٗ کا ایک نعرہ لکھ کر لائے جو حیات بصیری میں درج ہے. جب انہیں تکیہ پیش کیا گیا تو انہوں نے اس کو لگانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تکیہ دار فقیر نہیں ہوں. اس پر حضور قبلہ نے فرمایا "تکیہ ہٹا دو. شاہ ہو یا گدا، گر جائیگا. اس پر حافظ صاحب نے کہا کہ تکیہ اور توکل ایک ہی چیز ہے اسکے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا ہاں تکیہ اور توکل ایک ہی چیز ہے کیونکہ تکیہ در توکل اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و حضرات پر کرنا چاہیے

آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ جی میاں قدس سرہٗ نے ایک مولوی صاحب سے دورانِ گفتگو فرمایا مولوی صاحب بات یہ ہے کہ علمائے ظاہر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی میٹھی میٹھی سنتیں لے لی ہیں. مثلاً مسواک کرنا، خوشبو لگانا سرمہ استعمال کرنا، نکاح کرنا، دعوت قبول کرنا وغیرہ اور کڑوی سنتیں ہم درویشوں کے لیے چھوڑ دی ہیں مثلاً فقر، توکل، قناعت، کثرتِ عبادت، شب بیداری، فاقہ کشی وغیرہ کیا یہ حضور علیہ السلام کی سنتیں نہیں ہیں ان سے کیوں احتراز کیا جاتا ہے.؟ اس سلسلہ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اکثر لوگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت نہیں رہی ورنہ وہ آقائے دو جہاں کی ان خاص سنتوں کو ترک نہ کرتے.

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا تھا کہ ریاضت

سے مراد یہ ہے کہ بندہ دل کو ماسوا اللہ سے خالی کرے اور یکسو ہو جائے غیر خیالات کو اپنے دل کے اندر نہ آنے دے اور تیسری منزل یہ ہے کہ تصورِ شیخ میں منہمک ہو جائے اور کسی خطرے کو خیال میں نہ لائے اس بارے میں حدیثِ پاک ہے کہ اگر مومن ایک خیال میں ہو جائے تو پھر آئیں ملائیکہ ان سے گلی کوچوں میں مصافحہ کریں گے لیکن اس میں شرط یکسوئیت پیدا کرنے کی ہے۔

حضور قبلہ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا محمد طیب صاحب جو مولانا حشمت علی صاحب کے ہم زلف تھے پیلی بھیت شریف میں ایک دینی مدرسہ میں بچوں کو پڑھاتے تھے لیکن کسی وجہ سے یہ مدرسہ بند ہو گیا اور یہ لاہور کے قریب شرق پور شریف کی درگاہ کے سجادہ نشین کے بلوانے پر ان کے مدرسہ میں بچوں کو پڑھانے پر مامور ہو گئے اور کئی سال تک وہاں پڑھاتے رہے۔ آخر یہ جب واپس پیلی بھیت شریف آ گئے تو حضرت قبلہ وکعبہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیلی بھیت شریف میں ایک دینی مدرسہ قائم کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ آپ نے کئی مقامات پر مدرسے کے قیام کے متعلق لوگوں کو وعظ میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم لوگ اب اس عمر میں چراغِ سحری کی مانند ہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب اور مولانا فضل حق صاحب بھی نہایت ضعیف ہو چکے ہیں لہٰذا یہاں اس شہر میں ایک مدرسہ عربی قائم ہونا چاہیئے تاکہ یہاں سے ہماری نئی نسل کے بچے دینی تعلیم حاصل کر کے لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف راغب کر سکیں پھر آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے ہاں دربار شریف میں ایک جنازہ لایا گیا لیکن اس جنازے کے ساتھ میرے ہمراہ نماز جنازہ پڑھنے والا ایک شخص بھی نہ تھا میں نے اکیلے ہی نماز جنازہ پڑھی۔ آپ کو اس بات کا بڑا احساس ہوا چنانچہ آپ نے شہر کے معززین اور عمائدین کو بلا کر اس شہر میں دینی مدرسہ کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔ اس مجلس میں مولانا قاری غلام محی الدین شبیری بھی موجود تھے۔ آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں تم لوگوں کی توجہ اس طرف اس لیے مبذول کر رہا ہوں کہ اس کا ثواب ہم سب حاصل کریں۔ پھر آپ نے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بہت بڑے عالم ان کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا حضور! آپ ہمارے وعظ میں تشریف لائیں۔ آپ نے اس سے پوچھا تم وعظ کس لیے کرتے ہو۔ اس عالمِ دین نے جواب دیا کہ میں اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہوں چنانچہ آپ نے اس کے وعظ میں شریک ہونے کا وعدہ فرمایا۔ اگلے روز جب آپ اس کے وعظ میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر بیٹھ کر وعظ سنتے رہے اسی دوران ایک سائل آیا اور اس نے کھڑے ہو کر کچھ سوال کیا تو مولوی صاحب نے جلدی سے اس سائل کو اپنی جیب سے کچھ رقم نکال کر دے دی اور اس کا سوال پورا کر دیا۔ اس کے بعد حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ وعظ سے اُٹھ کر چلے آئے۔ دوسرے روز وہ مولوی صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ حضرت! آپ ذرا دیر کے لیے تشریف لائے اور چلدیے آپ ٹھہرے نہیں۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ مولوی صاحب! ہم تو یہ سمجھے تھے کہ آپ اللہ کی رضا کے لیے وعظ کرتے ہیں مگر ہم نے دیکھا کہ آپ کا وعظ اللہ کی رضا کے لیے نہ تھا۔ اس لیے کہ وعظ کے دوران سائل جب آیا تھا تو آپ اعلان کر دیتے کہ اس کی امداد کرو تاکہ سب لوگ ثواب میں شریک ہوتے مگر آپ نے ایسا نہ کیا بلکہ آپ نے اپنی جیب سے اس کی حاجت پوری کر کے اسے رخصت کر دیا۔ یہ دیکھ کر میں واپس چلا آیا کہ آپ نے مخلوقِ خدا کو اس نیکی سے محروم رکھا اور سارا ثواب

خود حاصل کر لیا۔ اگر آپ کو مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی ہوتی تو آپ سب کو اس ثواب میں شریک کر لیتے۔ یہ واقعہ سننے کے بعد اس مجلس میں شریک تمام لوگوں نے پورا پورا تعاون کیا اور حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہاں دربار شریف میں مدرسہ بصیرۃ الاسلامیہ شاہجی اللہ ھو میاں تھیؒ کے نام سے محلہ محمود واصل پیلی بھیت شریف میں ایک دینی درسگاہ قائم کی جو اب تک چل رہی ہے۔ اس میں پانچویں جماعت تک اردو عربی اور فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور ہر سال کئی بچے حافظ قرآن بن کر فارغ ہوتے ہیں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے اب اسے مزید وسعت دی جا رہی سراج عالم الحاج قاضی سید عبد الاحد میاں سجادہ نشین پیلی بھیت شریف کی انتھک کوششوں سے ایک وسیع قطعہ اراضی خرید کر یہاں الجامعۃ القادریہؒ کے نام سے ایک اسلامی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا ہے۔ دار العلوم کا حصہ تعمیر ہو چکا ہے جس میں پڑھائی جاری ہے۔

حضور قبلۂ عالم صاحب بیان فرماتے ہیں کہ جب سرکار اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو اس کے بعد حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ صاحب قدس سرہٗ کے عرس میں رامپور تشریف لے گئے۔ وہاں دربار شریف میں اور بھی بہت سے صوفیائے کرام تشریف فرما تھے جو سرکار اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے وہ حضرات آپس میں بیٹھے ہوئے نفس کے اقسام کی باتیں کر رہے تھے۔ کسی بزرگ نے آپ سے یہ سوال کیا کہ نفس کس کس جلوے میں آ سکتا ہے تو حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کی جو خصلت ہوتی ہے۔ اس کا نفس اس کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ کسی کا نفس شیر کی شکل میں، کسی کا بندر کی شکل میں اور کسی کا گدھے کی شکل میں، کسی کا گائے بھینس کی شکل میں اور کسی کا ریچھ وغیرہ کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس بزرگ نے دوبارہ آپ سے یہ استفسار فرمایا کہ کیا نفس انسان کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے؟ ایک لمحہ کے لیے آپ سوچ میں پڑ گئے اس کے بعد آپ نے حضرت حافظ جمال اللہ صاحب قدس سرہٗ کے مزار شریف کی طرف توجہ فرمائی معاً آپ کو القا ہوا اور آپ نے اس بزرگ کو جواب دیا کہ ہاں! نفس انسان کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے۔ اس بزرگ نے آپ سے اس بات کی دلیل مانگی کہ کس دلیل سے آپ یہ فرما رہے ہیں۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تبارک تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔ ترجمہ (اے نفس مطمئنہ رجوع کر اپنے مولا کی طرف اور راضی بر رضا رہ۔ کیوں کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ) چنانچہ نفس جب انسان کی شکل میں ہو جاتا ہے اس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اس بزرگ نے جب آپ سے یہ جواب شافی سنا تو اس نے خوشی میں آ کر آپ کے سر مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور آفرین کہی۔ حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر ارشاد فرمایا ؎

مگو کہ دیدہ حادث قدیم کے بیند — ہمیں بس است کہ من خویش را نمے بینم

مت کہو کہ یہ نو پیدا آنکھیں (یعنی حادث آنکھیں) اس قدیم ذات باری تعالیٰ کو کیسے دیکھیں۔ کیونکہ خود اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے کہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو یہ حادث آنکھیں نہیں پاسکتیں بلکہ وہ ان آنکھوں کو پالے گا جیسے حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ مصرعہ

حضوری گر ہمے خواہی از و غائب مشو حافظ

اگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونا چاہتے ہو تو تم اس ذات سے غائب و غافل مت ہو مقصد اس سے یکسوئی ہے۔

میرے لیے یہی کافی ہے کہ میں اپنے آپ کو نہیں جانتا تو رب کو کیسے جان لوں گا۔ یعنی اگر پہلے اپنے آپ کو صحیح طور پر سمجھ لوگے اور اپنی ہستی کو پہچان لوگے تو خدا تعالیٰ ملے گا جیسا کہ اس حدیث مبارک میں ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ۔ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ۔ ترجمہ: جس نے اپنے نفس کو پہچانا فنیتی کے ساتھ اس نے اپنے رب کو پہچانا ہستی کے ساتھ۔ جس نے اپنے رب کو ہستی کے ساتھ پہچان لیا پس اس کی زبان بند ہوگئی وہ راز کو مخفی رکھنے کے لیے خاموش ہو گئے۔ جیسے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ بارہ برس تک خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا کہ بعض احادیث میں فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ کی جگہ فَقَدْ طَالَ لِسَانُہٗ آیا ہے یعنی زبان اس کی دراز ہوگئی جس کا مطلب یہ ہے کہ افشائے راز فا ہو کر کہتا ہے جیسے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو حکم ملا کہ لوگوں کو وعظ سناؤ تو آپ نے تین دن وعظ فرمایا اور ہر روز آپ کے وعظ کی مجلس سے تقریباً بیس بائیس آدمیوں کا جنازہ اٹھا کرتا تھا۔ مخلوق کی یہ حالت دیکھ کر آپ نے وعظ کہنا بند کر دیا کیونکہ وہ اس کی تاب نہ لاسکی۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب تک ظرف اس قابل نہ ہو تو مولیٰ تعالیٰ کے اسرار و رموز ہر کوئی برداشت نہیں کر سکتا۔

حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ شہوت کا نام عشق نہیں ہے بلکہ یہ خواہش نفسانی ہے جب یہ تمنا اور خواہش پوری ہو جاتی ہے تو یہ آگ بجھ جاتی ہے مگر عشق حقیقی ایک ایسی آگ ہے جو کہ ماسوا محبوب سب پردے جلا دیتی ہے کیونکہ عشق حقیقی بجھنے والا نہیں ہوتا۔ اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ مَاسِوَا الْمَحْبُوْبِ۔ جتنا وہ حق تعالیٰ کی معرفت کرتا جاتا ہے اتنا ہی اس کی طلب بڑھتی جاتی ہے جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ (میں نے نہیں پہچانا تجھے معرفت کی حد تک) یعنی مجھے اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت کما حقہ نہ مل سکی۔ اسی بارے میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سوال پوچھا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ (پاک ہے مجھے اور کیا بڑی شان ہے میری) ان الفاظ سے دعویٰ ربوبیت ظاہر ہوا مگر فنا ہو کر۔ آپ نے یہ فرمایا کہ ان دونوں واقعات میں کیا فرق ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی معرفت پہچاننے کا حق ادا نہیں کیا اور حقیقی عرفان تو مجھے حاصل نہیں ہوا مگر امتی اپنے نبی سے اونچا دعویٰ کر رہا ہے۔ اس وقت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سوار تھے ایک دم گر گئے اور بیہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آئے تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام مانند سمندر کے تھے جتنی بھی آپ معرفت الٰہی پاتے اور آگے مقامات کھلتے جاتے تھے اس طرح اللہ تعالیٰ کا مزید قرب ہوتا تھا چونکہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ امتی تھے اور اللہ کے ولی تھے اور ان کا

کاسئہ دل نور الٰہی سے لبریز ہو گیا اور انہوں نے یہ دعویٰ کر دیا۔ سُبحانی ما اعظم شانی۔

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز مجلس میں ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ اپنے مریدوں کے ہمراہ آبادی سے باہر نکل کر کھیتوں میں چلے گئے اور وہاں ایک کنویں پر جس میں رہٹ لگا ہوا تھا، نماز فجر کے لیے بیٹھ گئے وہاں قریب ہی ایک دہقان جو کہ رات بھر بیلوں سے رہٹ چلا کر کھیتوں کو پانی دینے کے بعد تھک کر سویا ہوا تھا۔ اس بزرگ نے اپنے ایک مرید کو حکم دیا۔ جاؤ اس دہقان کو جگاؤ اور اس سے کہو کہ وہ ہمارے ساتھ آکر فجر کی نماز با جماعت پڑھ لے۔ وہ مرید جب اس دہقان کو اٹھا دیا کرتے تو وہ پھر سو جایا کرتا تھا۔ ایسا ہی کئی بار ہوتا رہا۔ اس بزرگ نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ خود اس دہقان کے پاس پہنچے اس کے پاؤں کا انگوٹھا زور سے پکڑ کر فرمایا کہ اُٹھتے ہو کہ نہیں۔ دہقان فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ جگانے والا بھی ایسا ہونا چاہیے کہ جو پھر کبھی نہ سوئے کیونکہ اس بزرگ کے انگوٹھا پکڑنے سے اس کا سلطان الاذکار جاری ہو گیا اور اس کی ہر رگ ذاکر ہو گئی پھر سونا کا ہے کا حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ اپنے مریدوں سے یہی فرماتے تھے کہ مردہ بدست زندہ رہو صرف عاجزانہ طور پر اپنی عرض پیش کر دیا کرو تاکہ تمہارے حال پر نظر شفقت کر دی جائے۔

ایک دفعہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ ایک حجام کسی بزرگ کی حجامت بنانے کے لیے آیا کرتے تھے ایک روز جب وہ ان کی خدمت میں کچھ پریشان حال آئے تو اس بزرگ نے اس سے دریافت کیا کہ تم آج کیوں پریشان ہو۔ حجام نے عرض کیا کہ دن بھر کی محنت مزدوری سے اتنے کم پیسے ملتے ہیں کہ جن سے گذر اوقات مشکل سے ہوتی ہے۔ اس لیے ہر وقت پریشان رہتا ہوں۔ اس بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ تمہیں ایک روپیہ یومیہ ملا کرے گا لیکن کسی سے اس کا ذکر مت کرنا چنانچہ وہ اپنے گھر خوشی خوشی پہنچا اور اپنے کام کاج میں مشغول ہو گیا وہ چاہے کام تھوڑا کرے یا زیادہ اس سستے زمانے میں اسے روزانہ ایک روپیہ مل جایا کرتا تھا۔ ایک روز اس کی بیوی نے اس سے پوچھا کہ تم تو ایک روپیہ یومیہ کبھی اپنی عمر میں کما کر نہیں لائے اب ایک روپیہ یومیہ تمہیں کیسے مل رہا ہے۔ اس نے بیوی کو جواب دیا۔ اس میں ایک راز کی بات ہے جو میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔ بیوی نے یہ راز بتانے کے لیے اسے بہت مجبور کیا تو اس نے وہ تمام حال بتا دیا جس کے بعد اسے ایک روپیہ یومیہ ملنا بند ہو گیا وہ پھر پریشانی کے عالم میں اس بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس بزرگ نے حال پوچھا تو وہ حجام جھنجلا کر عرض کرنے لگا کہ عورت نے روپیہ دیا تھا اور عورت نے ہی چھین لیا اس بزرگ نے فرمایا کہ میں تمہیں عورت دکھائی دیتا ہوں تو حجام نے جواب دیا کہ جب عورت کو راز بتا دیا ہے آپ کی نعمت مجھ سے چھن گئی تو پھر میں آپ کو کیا کہوں۔ اس بزرگ نے جلال میں آکر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اب پانچ روپے یومیہ تمہیں ملا کریں گے اور سارے شہر میں ڈھنڈورا پیٹو۔ اب یہ نعمت تم سے نہیں چھینی جائے گی ۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود   گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار ارشاد فرمایا کہ اگر انسان اپنے دل پر قابو پالے اور اسے غیر خیالات سے پاک رکھے جب وہ اس ریاضت اور مجاہدہ میں پختہ ہو جائے گا تو اسے ایک گونہ قوت حاصل ہو جائے گی اور پھر وہ دوسرے کے دل کو بھی بدل سکے گا جیسے کہ حضرت خواجہ معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے پاس ایک شخص کو لائے جس کے اندر بُرا پاپ تھا اور گناہوں میں نہایت ہی ملوث تھا لوگوں نے عرض کی کہ یہ گناہ سے باز نہیں آتا۔ حضرت نے اس سے پوچھا تو اس نے یہ شعر پڑھا ہے درکوئے نیک نامی مارا گذر نہ دادند گر تو نمے پسندی تبدیل کن قضا را

مفہوم یہ ہے کہ میرا نفس نیک نامی کے کوچے میں جانا پسند نہیں کرتا۔ اگر تم کو یہ بات پسند نہ ہو تو میری قضا و قدر کو تبدیل کر دے۔ اس پر حضرت کو جلال آیا اور فرمایا کہ جا میں نے آج سے تیری تقدیر بدل دی۔ صاحب حال نے اس کا حال بدل دیا اور وہ نیک ہو گیا۔ اس لئے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو تقدیر معلق تو کیا تقدیر مبرم میں تصرف کر سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قدر نوازا ہے۔

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ علم حاصل کرو۔ تو میں نے عرض کیا۔ کسی سالک کا یہ شعر ہے ؎

صد ورق و صد کتب در نار کن جان خود را جانب دلدار کن

ترجمہ:۔ سو کتابیں اور سو ورق آگ میں جھونک دے اور اپنی جان کو دلدار کی طرف کرلے کیونکہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا ہے ؎

عاشقاں را خود مدرس حسنِ دوست درس ایشان و سبق شان روئے اوست

مطلب یہ کہ عاشقوں کے لیے درس دینے والا دوست کا حسن ہے اور عاشقوں کا درس اور سبق دیدار کا ہے۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے شعر پر تبصرہ کرتے ہوئے مجھ سے یوں ارشاد فرمایا کہ پہلے علم حاصل کرو پھر اسے جھونک دینا۔ جب تمہارے پاس علم ہو گا نہیں تو کیا چیز آگ میں جھونکو گے اور دیدار الٰہی میں علم حجاب اس لیے ہوتا ہے کہ وہ دیدار کریں یا حساب کتاب کریں چنانچہ اس کے بعد میں نے از سر نو پڑھائی شروع کر کے دورۂ حدیث تک ضروری تعلیم حاصل کر لی۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حکایت بیان فرمائی کہ آپ حج بیت اللہ کے لیے پیدل سفر طے کر کے بارہ برس میں مکہ مکرمہ پہنچے تھے اور آپ ہر قدم پر دو رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ کعبۃ اللہ نذارد یعنی کعبۃ اللہ کو اپنی جگہ پر موجود نہ پایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین! کعبۃ اللہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا جو ضعیفہ ہیں ان کے استقبال کو گیا ہے تو پھر آپ وہاں رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے پاس پہنچے۔ آپ نے فرمایا۔ اے رابعہ! تم نے تو بڑا کمال حاصل کیا کہ کعبۃ اللہ تمہارے استقبال کو آیا ہے۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ تم اپنے کمال کو تو دیکھو

کہ بارہ برس میں کعبۃ اللہ کی زیارت کو پہنچے ہو اور ہر قدم پر دو رکعت ادا کی ہیں۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا۔ اے رابعہ! میرا حال تم کو کس نے بتایا ہے اس پر حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے میرا حال تجھ پر ظاہر کیا اسی نے تیرا حال مجھ پر ظاہر کر دیا۔ حضور قبلہ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بزرگانِ دین کے لیے اعلیٰ و ادنیٰ سب برابر ہیں۔ ایک مرتبہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے جبے میں جو بڑا قیمتی تھا۔ معمولی کپڑے کا پیوند لگا دیا ایک روز کسی شخص نے آپ سے عرض کیا کہ حضور آپ اتنا قیمتی جبہ پہنتے ہیں جو اس عالم درویشی میں آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مردے کو کتنا ہی اچھا اور قیمتی کفن پہنا دیا جائے وہ اس پر خوش نہیں ہوتا۔ میں نے بھی اپنے نفس کو ریاضت کی بھٹی میں تپا تپا کر اسے مردہ بنا دیا ہے۔ اس کی ساری خواہشات ختم کر دی ہیں لہٰذا میرے اس قیمتی لباس پہننے سے میرے نفس کو قطعاً کوئی مسرت محسوس نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ دیکھو اس جبے کے اندر میں نے ٹاٹ کا لباس پہنا ہوا ہے۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان بزرگانِ دین نے کیسے اپنے نفس کو قابو میں کر رکھا ہے پھر فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بڑھیا نے اپنا ایک بیٹا آپ کی خدمت میں چھوڑ دیا اس خیال سے کہ آپ کے لنگر خانے سے خوب کھائے پیئے گا اور موٹا تازہ ہو جائے گا۔ چند روز کے بعد وہ بڑھیا واپس آ کر کیا دیکھتی ہے کہ اس کے بیٹے کے آگے جو کی روٹی رکھی ہوئی ہے اور جب وہ آپ کے پاس اندر گئی تو دیکھا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ مرغ تناول فرما رہے ہیں۔ بڑھیا بہت سٹپٹائی اور آپ سے غصے میں کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے آگے تو آپ نے جو کی روٹی رکھی ہے اور خود مرغا کھا رہے ہیں تو حضرت نے بعد طعام ارشاد فرمایا کہ یہ ہڈیاں سب جمع کرو چنانچہ سب ہڈیاں ایک طشت میں جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کر دی گئیں۔ آپ نے دعا فرمائی وہ مرغ پھر زندہ ہو گیا۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس بڑھیا سے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارا بیٹا بھی اس لائق ہو جائے گا تو پھر وہ مرغ کھانے لگے گا۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عرس کے موقع پر دربار سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ سے متصل محلے کی ایک عورت حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور آپ کی تقریباً سبھی عادتیں سرکار اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ملتی جلتی ہیں مگر آپ میں ان کی ایک عادت نہیں پائی جاتی جب بھی عرس ہوتا تھا وہ ہمارے گھر چاولوں کا ایک تھال بھیجا کرتے تھے مگر آپ نہیں بھجواتے۔ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم دعا کرو کہ ہم میں بھی یہ عادت پیدا ہو جائے باقی بات یہ ہے کہ اس زمانے میں عرس چھوٹے پیمانے پر ہوتا تھا مخلوق بھی زیادہ نہ ہوتی تھی۔ اس لیے آسانی سے محلے میں گھر گھر لنگر تقسیم کر دیا جاتا تھا لیکن اب عرس وسیع پیمانے پر ہوتے ہیں مخلوق بھی اب بہت زیادہ ہوتی ہے اور دور دور سے لوگ عرسوں میں شرکت کے لیے آتے ہیں۔ اب اتنے وسیع

اشغلات کی نگرانی کرنے کی بنا پر گھر گھر لنگر پہنچا نا مشکل ہو گیا ہے تم لنگر خود آ کر لے جایا کرو ہماری طرف سے کوئی انکار نہ ہوگا۔ وہ عورت آپ کے اس تسلی بخش جواب سے مطمئن ہو گئی۔

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ عیب جوئی اور جھوٹ سے ہمیشہ بچنا چاہیئے کیونکہ عیب جوئی شیطان کا شیوہ ہے اور جھوٹ ایمان کو غارت کر دیتا ہے اس پر آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کو جبہ عنایت ہوا تھا آپ نے یہ جبہ لے کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ اگر میں یہ جبہ آپ کو دے دوں تو آپ اسے لے کر کیا کریں گے انھوں نے عرض کی۔ اللہ تعالے کو سچائی پسند ہے میں سچائی پھیلاؤں گا۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ اگر میں یہ جبہ آپ کو دے دوں تو آپ اسے لے کر کیا کریں گے انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالے کو عدل و انصاف پسند ہے اس لیے میں عدل و انصاف کا چرچا کروں گا اس کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ جبہ میں آپ کو دے دوں تو آپ اسے لے کر کیا کریں گے انہوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کو حیا پسند ہے میں بے حیائی کو دُور کروں گا اور حیا کو رائج کروں گا کیونکہ الحیاء شعبة من الایمان حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے مولا علی کرم اللہ وجہہٗ سے پوچھا کہ آپ اسے لے کر کیا کریں گے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ستار ہے وہ اپنے بندوں کے عیب ڈھانکتا اور چھپاتا ہے میں بھی اسے لے کر مخلوق خدا کے عیب چھپایا کروں گا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ جبہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کو عنایت فرما دیا۔ پھر میرے حضور قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ عیب جوئی اچھی نہیں ہوتی۔ بندوں کے عیب چھپانا مولا کی صفت ہے لہٰذا ہر انسان کو اس بات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے جیسا کہ کسی نے یہ شعر کہا ہے ؎

عیب جوئی شیوہ شیطان است

کذب گوئی غارت ایمان است

مطلب یہ کہ عیب جوئی شیطان کا شیوہ ہے اور جھوٹ بولنے سے انسان کا ایمان غارت ہو جاتا ہے

حضور قبلۂ عالم صاحب ذکر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جو کچھ کیا جائے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہونی چاہیئے۔ آپ نے حضرت فضیل رضی اللہ تعالے کا ایک واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ آپ کے ساتھ ایک بزرگ غالباً مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک جگہ تشریف فرما تھے آپ دونوں بزرگوں نے تمام رات قال اللہ و قال الرسول میں جاگتے گزار دی۔ ان میں سے ایک حدیث سناتا تو دوسرے کلام اللہ پیش کرتے جب صبح ہوئی تو وہ بزرگ بولے کہ آج رات بہت ہی اچھی تھی کہ قال اللہ و قال الرسول میں گذری حضرت فضیل بن ایاز رضی اللہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ آج کی رات بہت بدتر گذری

اس لیے کہ تم چاہتے تھے کہ کوئی ایسی حدیث یا آیت سناؤں کہ جس سے میں خوش ہو جاؤں اور میں یہ چاہتا تھا کہ میں تم کو کوئی ایسی بات سناؤں جس سے کہ تم خوش ہو جاؤ۔ یوں اس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا کوئی عمل نہ تھا۔ نیت ایک دوسرے کو خوش کرنے کی تھی لہٰذا اس طرح ہم دونوں خدا کی رضا سے دور تھے۔ اس کے بعد حضرت قبلہ وکعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ نیکی کا عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہونا چاہیے
حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ وکعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن پاک کی اس آیت وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ط بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ط کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شہداء کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ ان حضرات کو یہ مقام حاصل ہے کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو ولی بنا دیتا ہے کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنی جان کی بازی لگا کر دین اسلام کی کیاریوں کو اپنے خون سے سینچا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عبارت النص شہداء ظاہر کے حق میں وارد ہے کہ ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوشحال کیے جاتے ہیں اور ان کی وہاں کی زندگی زیادہ قوی ہو جاتی ہے لیکن اولیاء کرام جو کہ ہمیشہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتے ہیں اور اپنے نفس کو صبر و رضا کے خنجر سے گھائل کرتے ہیں جو ساری عمر ریاضت اور بھوک پیاس سے نفس کو تکلیف میں مبتلا رکھتے ہیں بہ ان شہداء ظاہری سے زیادہ قوی ہیں۔ اس لیے کہ حضور علیہ السلام نے ایک غزوہ سے واپسی پر ارشاد فرمایا۔ رَجَعْنَا مِنْ جِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلٰى جِهَادِ الْاَكْبَرِ۔
المعنیٰ کہ میں چھوٹے جہاد سے فارغ ہوا ہوں جو کہ تلوار کا جہاد ہے اور لوٹا ہوں طرف جہاد اکبر کے جو کہ نفس کے ساتھ ہر روز کا جہاد ہے اگرچہ عبارت النص شہداء کے بارے میں وارد ہوئی ہے مگر اشارۃ النص اس جہاد کی طرف ہے جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد اکبر فرمایا ہے یعنی اشارہ یہاں حقیقت میں جہاد فی النفس کی طرف ہے جیسا کہ حضرت کاکا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں جہاد کے لیے لوگ جا رہے تھے آپ نے اپنے نفس سے پوچھا کہ آیا وہ اس بات پر راضی ہے کہ میں جہاد میں شامل ہو جاؤں تو نفس نے فوراً اپنی رضامندی ظاہر کر دی کہ اس جہاد میں ضرور شامل ہو جاؤ۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں! نفس تو ہمیشہ مرنے سے بچنا چاہتا ہے مگر تم مرنے کے لیے بھیجنا چاہتے ہو کیا بات ہے؟ نفس نے کہا کہ مجھے ہر روز بھوک پیاس کی شدت، ریاضت اور محنت شاقہ سے جس طرح مغلوب کرتے ہو اس سے تو یہ بہتر ہے کہ جا کر تلوار سے شہید ہو جاؤں تاکہ میں روز روز کی تکلیف برداشت کرنے سے نجات حاصل کر لوں حضرت کاکا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے نفس کی یہ بات سن کر جہاد کا ارادہ ترک کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے لیے ہر روز کا مرنا ہی بہتر ہے۔ حضرت قبلہ وکعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا یہی لوگ حقیقتاً صاحب تصرف ہوتے ہیں جنہیں غوث، قطب، نجیب، اوتاد اور ابدال کہتے ہیں جو مخلوق کے لیے صاحب دست ہوتے ہیں اور ان کی حاجات اللہ تعالیٰ سے پوری کرواتے رہتے ہیں یہ مانند پہاڑ کے قوی ہیں۔ حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ وکعبہ رحمتہ اللہ علیہ شہر بریلی میں ذخیرہ کے قریب محلہ پنجابیاں میں

ایک دینی مدرسہ کے معائنہ کے لیے تشریف لے گئے اس مدرسہ میں عربی کے ساتھ ساتھ فارسی بھی پڑھائی جاتی تھی
جب آپ مدرسے کا معائنہ فرما چکے تو ایک ماسٹر صاحب نے آپ سے عرض کی کہ حضور آپ کسی ایک بچے کا امتحان بھی
لیں۔ آپ نے ان سے فرمایا امتحان دلوا کر کیا کرو گے مگر ان کا بار بار بھی اصرار تھا آخر آپ نے فرمایا اچھا کتاب لاؤ
ایک بچے نے آپ کے سامنے حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب "گلستان" پیش کی آپ نے اسے کھولا تو
اتفاق سے آپ کی نظر اس شعر پر پڑی ؎

عاصیاں از گناہ توبہ کنند　　　عارفاں از عبادت استغفار

جب آپ نے یہ شعر اس بچے سے پڑھوایا تو ارشاد فرمایا کہ پہلے شعر کا مطلب تو بہت آسان ہے کہ گناہ گار اپنے
گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ماسٹر صاحب دوسرے مصرع کا مطلب آپ ہی بیان کر دیں یہ بچہ
کیا کرے گا۔ ماسٹر صاحب اس شعر کا مطلب یوں بیان کرنے لگے کہ عارف لوگ عبادت کے ذریعے استغفار
کرتے ہیں اس پر حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ذریعہ کا لفظ کہاں لکھا ہے۔ وہ نقطہ کہاں پوشیدہ
ہے جس کے معنی آپ نے ذریعہ لیے ہیں۔ بلکہ اس بیت کا ظاہری ترجمہ تو یہ ہوتا ہے کہ عارف لوگ عبادت سے
پناہ چاہتے ہیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا۔ اس کا حاشیہ دیکھو۔ اس میں کیا لکھا ہے آپ نے حاشیہ ملاحظہ فرمایا تو
اس پر یہ حدیث مبارک لکھی ہوئی تھی حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ (نیکوکار جو نیکیاں کرتے ہیں
اگر وہ بندگانِ مقرب بارگاہ ایزدی کریں تو وہ ان کے حق میں گناہ ہے) یہ اشارہ حضور علیہ السلام کا اس طرف ہے
جیسے بلا تشبیہ باپ کے سامنے کوئی اس کے لڑکے سے پوچھے کہ تمہارے والد کا کیا نام ہے تو وہ اشارہ کر دیتا
ہے کہ میرے والد یہ ہیں نام لینے سے ہچکچاتا ہے۔ ایسے ہی جو عارف لوگ اللہ تعالیٰ کے مشاہدے میں مستغرق ہیں
وہ دیدار الٰہی کریں یا زبان سے اللہ اللہ پکاریں۔ چنانچہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا نام پکارنا عبادت نہیں ہے بلکہ انوار الٰہی
کو دیکھنا اور ان کا مشاہدہ کرنا ہی عبادت ہے۔ حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ پشتو کے مشہور صوفی شاعر
عبدالرحمٰن بابا رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اس بارے میں اپنے ایک شعر میں یوں کہا ہے کہ اگر دیدار حق کے علاوہ دوسرا کوئی
ثواب ہے تو میں دیدار کے مقابلے میں اس کو ثواب نہیں سمجھتا ہوں بلکہ دیدار خود ثواب ہے۔ لہٰذا جب جنتی اللہ
تعالیٰ کا دیدار کر لیں گے تو دیدار الٰہی کے مقابلہ میں جنت کی ہر نعمت انہیں ہیچ معلوم ہو گی واپسی پر حوریں انہیں
کہیں گی کہ آج تم بڑے خوبصورت نظر آ رہے ہو تو یہ حضرت بولیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا دیدار
کرایا ہے۔ اس لیے حضرت قبلہ و کعبہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ (ترجمہ، نہیں پیدا کیا میں نے انسان اور جنات کو مگر واسطے عبادت کے۔ بعض تفاسیر نے
یَعْبُدُوْن کو بمعنی یَعْرِفُوْنَ لکھا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ جب عبادت کمال درجے کو پہنچ جاتی ہے تو اس
وقت معرفت الٰہی حاصل ہو جاتی ہے لیکن یہ ساری باتیں ایک خاص حالت سے تعلق رکھتی ہیں جو وجدانی کیفیات

ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

نمازِ عابداں رکوع و سجود است　　نمازِ عاشقاں ترک وجود است

حضور قبلۂ عالم فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ان حضرات کا کشف جن کی پرواز عرش سے نیچے ہوتی ہے بعض وقت صحیح ہوتا ہے اور بعض وقت ظنی (گمان) ہوتا ہے لیکن ان کا کشف جن کی پرواز عرش سے اوپر کی سیر ہو۔ اکثر صحیح ہوتا ہے اور اتفاقیہ ظنی ہوتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مقام ناسوت کا تعلق قلب سے ہے مقام ملکوت کا تعلق ارواح جنات اور عام انسانی ارواح سے ہے اس میں فرشتے بھی شامل ہیں مقام جبروت کا تعلق مقام جبرائیل اور سدرۃ المنتہا کی سیر سے ہے۔ اور مقام لاہوت کا تعلق عرش سے اوپر کی سیر سے ہے

ایک مرتبہ حضرت حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید خاص جو کہ عالم اور درویش تھے حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مقام "قلب" کمزور ہے لہٰذا لطیفہ "روح" میں رہنا چاہیے حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ "مقام روح" بھی کمزور ہے۔ لطیفہ "سر" میں رہنا چاہیے۔ انہوں نے پوچھا لطیفہ "سر" کیا مقام ہے۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

از درون آشنا وز بیرون بیگانہ باش　　ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

مطلب یہ کہ اندرون دل مولا سے آشنا رہے اور باہر مخلوق سے بیگانہ رہے۔ ایسی پیاری روش دنیا میں بہت کم ہے۔ اس کو خلوت در انجمن کہتے ہیں ؎

اِدھر اللہ سے واصل اُدھر دنیا میں شاغل　　خواص اُس برزخ کبریٰ کا ہے حرف تمنا کا

دل بیار اور دست بکار رہے۔ لوگ یہ سمجھیں ہمارے ساتھ ہے وہ مولا کے ساتھ ہو جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ جب مومن بندہ نوافل پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت میں اس قدر مستغرق ہو جاتا ہے تو پھر میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں اور میں ہی اس کی زبان بن جاتا ہوں وہ اسی سے دیکھتا ہے۔ اسی سے سنتا ہے اسی سے بات کرتا ہے خود نہیں رہتا، خدا کی ذات میں فنا ہو کر لوٹتا ہے ؎

قطرہ دریا ہے جو دریا میں فنا ہوتا ہے

پھر فرمایا کہ ایک بزرگ کے پاس اس کا ایک مرید حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور میری کل شادی ہوئی ہے اور میری بیوی حافظِ قرآن ہے۔ اس نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ میں تم کو اپنا جسم نہ چھونے دوں گی جب تک کہ تم بھی حافظ قرآن نہ ہو جاؤ گے۔ اب تبلایئے میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ جاؤ تم صبح فجر کی نماز میں میری دائیں طرف کھڑے ہو جانا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ بزرگ نماز فجر کی امامت کرا رہے تھے جب انہوں نے دائیں طرف سلام پھیرا تو جتنے بھی نمازی اُن کی دائیں جانب کھڑے تھے وہ سب حافظِ قرآن بن گئے اور اور جب انہوں نے بائیں جانب سلام پھیرا تو جتنے نمازی بائیں جانب کھڑے تھے خواہ وہ ان پڑھ تھے وہ تمام

ناظرہ قرآن خواں بن گئے۔ یوں اس مرید کا مدعا پورا ہوا اور اس بزرگ کی نظر کیمیا سے وہ ایک ہی پل میں حافظِ قرآن بن گیا ہے ؎

آناں کہ خاک را بنظر کیمیا کنند   آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

یہ وہ لوگ ہیں کہ اپنی نظر سے مٹی کو کیمیا بنا دیتے ہیں کیا اچھا ہو تاکہ گوشۂ چشم میری طرف ہو جائے اور میں بھی کیمیا بن جاؤں۔ حضرت قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ابتدائی ایام میں سالہا سال ہی رات کنویں میں الٹے لٹک کر چالیس روز تک چلۂ معکوس کیا مگر اس محنت کے باوجود آپ جو چاہتے تھے وہ حاصل نہ ہوا۔ اس کے بعد آپ اپنے دو عزیز ساتھیوں حضرت بہاؤالدین زکریا سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مرید ہونے کے لیے حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کے دونوں ساتھیوں کو مرید کر لیا لیکن آپ سے فرمایا کہ تمہارا حصہ دہلی کے قطب صاحب کے پاس ہے۔ اس اثناء میں کھانے کا وقت ہو گیا۔ ایک بڑھیا آفتابہ لے کر ہاتھ دھلانے کے لیے آئی۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اس بڑھیا کے ماتھے پر لکھا ہوا ہے کہ وہ دوزخی ہے۔ آپ کو سخت تعجب اور افسوس ہوا کہ اتنے بڑے بزرگ کی خدمت میں رہتے ہوئے بھی یہ دوزخی رہ گئی۔ آپ نے لوحِ محفوظ پر نگاہ ڈالی تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا تھا چنانچہ آپ ادھر ہاتھ دھوتے جاتے تھے اور ادھر لوحِ محفوظ سے اس بڑھیا کا نام دوزخیوں کی فہرست سے مٹاتے جاتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اس طرح تین آفتابہ پانی صرف کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے اعتراض کیا کہ آج بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اسراف سے کام لیا ہے۔ تین آدمیوں کے وضو کا پانی بے جا استعمال کر لیا ہے۔ جب آپ نے اپنے ساتھیوں سے اس بڑھیا کا واقعہ بیان کیا تو انہوں نے حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے یہ فرمایا کہ یہ ٹھیک کہتے ہیں۔ فرمایا کہ انسان جب ہر چیز سے پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگا رہے تو اس پروردگار کے نام کی برکت سے اس کے اندر یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کو چلۂ معکوس نکالنے کے بعد یہ مقام حاصل ہو گیا تھا کہ آپ کو لوحِ محفوظ نظر آنے لگا تھا تاہم جن کے اندر یہ آگ سلگ رہی ہو اسے جب مرشدِ کامل کی طرف سے ہوا ملتی ہے تو وہ اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے اور پھر کبھی مدھم نہیں ہوتی۔

حضور قبلۂ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ شب بیداری، فاقہ کشی، چلہ کشی اور مجاہدہ نفس سنتِ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے مجاہدہ کرے تو اس کا بدن اکسیر بن جائے گا اور وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ جائے گا کہ اللہ خوش ہو کر اس بندے سے پوچھے گا کہ بتا تیری رضا کیا ہے؟ کسی سالک نے کیا خوب فرمایا ہے

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را   ہر زماں از غیب جانے دیگر است

مطلب یہ کہ جو صبر و رضا کی تلوار سے کشتہ ہو جاوے تو اس کو ہر آن غیب سے نئی جان بخش دی جاتی ہے۔ نیز فرمایا کہ موتوا قبل ان تموتوا کہ اپنے مرنے سے پہلے مر جاؤ اور مردہ دست زندہ ہو جاؤ یعنی اپنے مرشدِ کامل کے سامنے اپنی تمام خواہشات ختم کر دو اور پیروی لازم پکڑو۔

حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزید ارشادات

فرمایا جس طرح ایمان فرض دائم ہے شریعت کا اسی طرح ذکر لازم ہے طریقت کا۔ ظاہر علماء ذکر کو سنت کہتے ہیں اور یہ سنت پر ہمیشہ عمل کرنا شریعت بتاتے ہیں۔ جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لازم سنت پر عمل نہیں کرے گا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کیسے پائے گا۔ لازمی سنت کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی سنت کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہیے۔ طالب حق کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ ذکر کرتا ہی رہے۔ حضور علیہ السلام کا دل کبھی بھی اپنے مولا سے غافل نہ تھا اور حق تعالے کے علاوہ دوسری طرف مائل نہ تھا۔ بغیر ذکر کے مذکور کو یعنی مولا کو کوئی نہیں پا سکتا اور کوئی طالب حق کو نہیں پہنچ سکتا۔ فرمایا کہ جو انسان مولا سے غافل ہو جائے تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اس میں اچھے بُرے کا امتیاز باقی نہیں رہتا۔ اس کا دل پتھر کی مانند سخت ہو جاتا ہے اور اس کی آنکھیں لکڑی کی مانند خشک ہو جاتی ہیں۔ اس پر وعظ و نصیحت کوئی اثر نہیں کرتا۔ وہ موت، عقبیٰ اور مولا سب کو بھول جاتا ہے اور بری عادتیں اس کے اندر گھر کر جاتی ہیں۔ اس میں غرور و تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور وہ گناہوں کے کرنے پر دلیر ہو جاتا ہے اسے ایسے کاموں میں ایمان کے تلف ہو جانے کا خوف بھی نہیں رہتا ہے۔ فرمایا یہ سراسر غفلت ہے اور جان کے لیے بلا ہے۔ غفلت و ذکر کا اجتماع ضدین ہے۔ یہ دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ غفلت کے سبب غافل کا دل ہمیشہ بیمار رہتا ہے اور بیمار کا علاج مذکور یعنی مولا کا ذکر ہے۔ اس ذکر کی اجازت کسی مرد کامل سے حاصل کرے کیونکہ اس کے بغیر اس کا دل مولا کے راز سے خبردار نہ ہوگا۔ تو بیمار دل کا علاج اللہ کے ذکر سے کر اور بغیر ذکر اللہ کے اس کا اور کوئی علاج نہ کر۔ فرمایا کہ اگر کوئی سلوک کے کٹھن راستے پر گامزن ہو جائے تو دو جہاں کی خوشحالی اسے نصیب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تکلیف کے ساتھ راحت کو باندھ رکھا ہے اور یہ اشارہ قرآن پاک کی اس آیت سے بھی ہمیں ملتا ہے۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اس لیے درویش دنیا میں محنت کرتے ہیں اور آتش فقر سے اپنی جان کو جلاتے ہیں۔ فرمایا کہ بغیر خدمت کے مخدومی نہیں مل سکتی اور بغیر محنت کے مزدوری نہیں مل سکتی ــــــ فرمایا کہ درویشی کی گرم آگ پر سوختہ ہو جاؤ تو اسی جلی ہوئی صورت میں پھر تازہ بہار بن جاؤ گے کیونکہ آفتاب کی گرمی جب زمین پر گزر جاتی ہے اور سبزے کو جلا دیتی ہے پھر جب بارش برستی ہے وہی سبزہ اُگنے

ملتا ہے. چراغ کی لو پر جب گل نمودار ہو جائے تو اسے کاٹ دینے سے روشنی بڑھ جاتی ہے. جب تک زمین میں دانہ اپنے آپ کو خوار و خستہ نہ کر دے تو صنوبر کی طرح کیسے سر اونچا کرے گا۔

مشادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہتا ہے   کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اس لیے پہلے اپنی ہستی کو جلا دو کیونکہ جب پروانہ سرخ شعلے میں جل جاتا ہے تو محبوب کے وصال کو پہنچ جاتا ہے۔

فرمایا کہ ولایت کو اللہ تعالےٰ نے محنت کے ساتھ اور عاقبت کو اطاعت کے ساتھ باندھ رکھا ہے۔ ایک سوداگر جب دور افتادہ شہروں کے سفر پر روانہ ہوتا ہے تو وہ طویل مسافت کی صعوبت اٹھانے کے بعد دنیا کا مال جمع کر لیتا ہے اس طرح اگر تم خدا سے اس کی معرفت کی دولت چاہتے ہو تو خدا کے مزدور بن جاؤ۔ آخر غفلت کی نیند میں کب تک محوخواب رہو گے۔ اب جاگ اٹھو اور محنت کا راستہ اختیار کرو کیونکہ بغیر محنت کے کوئی انسان اُجرت نہیں پاتا ہے اور نہ ہی بغیر خدمت کے کوئی عزت پاتا ہے۔ فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے وہ اپنے فضل سے ہمیں بخش دے گا اور اپنے کرم سے ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا لے گا۔ ہم کو جنت عطا فرما دے گا اور جنت کی ساری خوشحالی اور تمام نعمتیں ہم کو عنایت فرما دے گا۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ مولا کریم کا رحم حد سے زیادہ ہے اور اس کا کرم واقعی اس شان کا ہے کہ جو بے پایاں دریا کی مانند بہہ رہا ہے مگر ذرا سوچو کہ اس نے اپنے نبیوں اور رسولوں کو کیوں بھیجا ہے اور اپنی کتابیں ان پر کیوں نازل فرمائی ہیں۔ ان میں اوامر و نہی کی راہ کیوں دکھائی ہے اور دوزخ کے عذاب سے کیوں ڈرایا ہے لہٰذا ہمیشہ اُمید اور ڈر کے درمیان ہی رہنا چاہیے۔ نہ اتنی زیادہ اُمید رکھو کہ بغیر کسی اچھے عمل کے ہی بخشے جاؤ گے اور نہ ہی اتنا زیادہ ڈر ہو کہ ہر وقت اس کے خوف سے لرزاں رہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عقبیٰ کو عبادت کے ساتھ باندھ رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرو اور عقبیٰ میں اعلیٰ مقام حاصل کرو لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى. (اور یہ کہ انسان نہ پائے گا مگر اپنی کوشش یعنی انسان جس چیز کے لیے محنت کرے گا پا لے گا) اور رزق کو محنت کے ساتھ باندھ رکھا ہے جب تم دنیا کے کام پر آتے ہو تو ملک ہموار کرتے ہو لیکن جب دین کے کام پر آتے ہو تو اپنے آپ کو بیمار ظاہر کرتے ہو. جب اس کا فرمان آ جائے تو اس پر عمل کے بجائے کام کو اس کے فضل کے حوالے کرتے ہو کہ فضل الٰہی بہت ہے مگر زمانے میں غم چار برس کے رزق جمع کرنے کا کرتے ہو اور غفلت کے اندر جانوروں کی طرح سوتے ہو. کبھی غور کیا کہ اپنی درازیٔ عمر کس زعم پر خراب کرتے ہو۔ آؤ! ذرا ان عابدوں کی بندگی کو دیکھو اور ان زاہدوں کی محنت پر نظر ڈالو جن کے بارے میں رب کریم اپنے کلام پاک میں خود ارشاد فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (میرے ایسے بندے بھی ہیں جو میری یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے) فرمایا کہ ہر مرید کو چاہیے کہ چار چیزیں لازم پکڑے ایک تو شریعت پر اس قدر استقامت کہ خلاف شرع کوئی کام نہ کرے دوسرے اپنے مرشد کی ملازمت کہ ہمیشہ اس کی مرضی پر چلے تیسرے نفس خبیث کی مخالفت کہ نفس کی خواہشات پوری نہ ہونے دے چوتھے خدا کی یاد میں مداومت یعنی کہ ہمیشہ ذکر مولا کرتا رہے۔ یہ چار چیزیں طریقت کی بنیاد ہیں اور یہی چار چیزیں متابع طریقت ہیں

وصال پاک

حضور قبلہ و کعبہ دامت برکاتہم کا وصال پاک بروز پیر صبح ۱۴ محرم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء ہندستان کے وقت کے مطابق ۸ بجکر ۱۴ منٹ پر بمقام پیلی بھیت شریف محلہ محمد واصل میں ہوا۔ متابل مزار حضرت شکور اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے جانب شرق حجرے مبارک میں تدفین اور آخری آرام گاہ ہوئی۔ پاکستان میں ۱۴ مئی ۱۹۶۵ء مطابق ۱۵ محرم الحرام تھی۔ وصال پاک سے ۱۱ سال پیشتر ایک مرتبہ جب آپ کراچی سے واپس توڑ دھیر شریف لے گئے تو جمعہ کے روز اچانک نیند سے بیدار ہوئے اور قبلہ عالم سید عبدالرشید میاں بھی گھبراہٹ سے بیدار ہو کر دو منزلہ سے نیچے اترے تو حضور قبلہ نے فرمایا کہ اس وقت میں دیکھ رہا ہوں کہ امسال مجھے دنیا سے جانیکا حکم مل گیا ہے۔ خواب کی پوری کیفیت بیان فرمائی۔ اس پر قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں نے عرض کیا کہ ایسا واقعہ میں نے بھی دیکھا ہے جس کے باعث گھبرا کر میں نیچے اُترا بھر رو کر عرض کیا کہ حضور بچے ابھی چھوٹے ہیں۔ اگر پیلی بھیت شریف کا مجھے حکم دیدیا تو بچوں کی پرورش کا مسئلہ دشوار ہوگا۔ آپ اللہ تعالیٰ سے مزید دعا عمر درازی کی طلب فرمادیں تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بادشاہوں سے عرض کروں گا اور تم بھی عرض کرنا چنانچہ ۱۱ برس تک آپ کی عمر شریف میں مزید توسیع ہوئی۔ پھر یکم جنوری ۱۹۶۵ء کی رات قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں نے بمقام توڑ دھیر شریف یہ خواب دیکھا کہ حضور قبلہ و کعبہ مجھے فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو توسیع عمر لی تھی وہ مدت اب پوری ہوگئی (اسی قسم کا واقعہ مولانا ولی محمد صاحب نے وصال سے ایک ماہ قبل دیکھا تھا کہ میری زندگی کی میعاد اب پوری ہوگئی) جب میں بیدار ہوا تو میں نے پیلی بھیت شریف حضور قبلہ کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ نے ایسا ایسا آج رات فرمایا ہے اب کچھ مزید اضافہ فرمادیں مگر اس کا جواب حضور قبلہ و کعبہ نے کچھ نہ فرمایا اور چار ماہ کے اختتام پر آپ بیمار ہوئے ایک ماہ آپ نے سوائے پھلوں کے رس کے علاوہ کچھ نہ کھایا متلی سے طبیعت پریشان تھی۔ مگر اسی دوران رن کچھ کا تنازعہ ہند و پاکستان میں چل رہا تھا بعض لعجاب پیارے خاں وغیرہ کا کہنا ہے کہ حضور قبلہ نے فرمایا کہ خواب میں چند روز ہوئے خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ نے دیس کو چار حصّوں میں تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ صدورِ حکم کا وقت بھی ان لوگوں نے نوٹ کر لیا۔ بوجہ علالت مزید تفصیل نہ فرمائی اور کالج سے ایک مہاجن ڈاکٹر علاج کے لیے آیا کرتا تھا۔ پہلے اس کا علاج کارگر تھا۔ اب کی سال علاج موافق مزاج نہ ہوا تو وصال سے ۵ روز پیشتر اس مہاجن ڈاکٹر نے کہا کہ میرا علم اب ختم ہوا اور کہا کہ میاں صاحب کو ۲۴ گھنٹے کے اندر یہ دنیا چھوڑ دینا چاہیئے مگر یہ بابا لوگ ہیں اپنی مرضی سے جاویں گے ہمارا علم ان پر لاگو نہیں ہے۔ چنانچہ حضور قبلہ نے پانچ روز کے بعد وصال فرمایا۔ اس دوران حضور قبلہ و کعبہ روزمرہ دن کا پوچھ لیا کرتے تھے مگر پیر کے روز آپ نے کچھ

نہیں دریافت فرمایا۔ پیر کے روز صبح کے وقت حکیم قاری عبد الحکیم صاحب کو نزدیک بلا کر چند حسبِ گفتگو فرمائی تو حکیم صاحب نے عرض کیا کہ حضور کوئی دوا پیش کروں فرمایا کہ ڈاکٹروں کے علاج سے طبیعت بیزار ہے ملاں اگر تم نے دوا دو گے تو میں کھا لوں گا قاری عبد الحفیظ صاحب بہار والے صدر مدرس مدرسہ بصیرۃ الاسلامیہ فرماتے ہیں کہ ہم سب بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور قبلہ نے مزار اقدس سرکار اللہ ہو میاں رحمتہ اللہ علیہ کی طرف تین بار سر اوپچا کر کے دیکھا بعد اپنی رُوح مبارک کو اپنے پروردگار خالقِ حقیقی کے سپرد کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ط اس جانکاہ خبر کی اطلاع تمام شہر میں بجلی کی طرح دوڑ گئی اور دکانیں بند ہونا شروع ہو گئیں عام ہڑتال ہو گئی تمام اطراف سے لوگ آنا شروع ہو گئے اور شہر میں باقاعدہ طور پر نماز جنازہ کی منادی کر دی گئی غسل کے بعد جنازہ مبارک کو حضرت شاہ جی میاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر لے جایا گیا اور مولانا محمد شبیر میاں نے جو خطیب مسجد ہیں نماز جنازہ پڑھائی بے پناہ ہجوم تھا بعض اس ہجوم میں تقریباً ایک فرلانگ اژدحام میں ٹنگے رہے پھر جنازہ پاک کو کہکر اشرلیف ماموں صاحب کے مقبرے کے سامنے لے گئے دس ہزار کے قریب لوگوں نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور ہندو لوگ بھی حسرت سے ہاتھ ملتے تھے مسلمانوں کی بے چینی کا عالم احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتا۔ ۲ بجے رات آپ لطریق سنت مبارک مرقد خاص میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے۔ سوئم کے روز قاری غلام محی الدین خطیب صاحب نے قبلۂ عالم حضرت سید عبد الرشید میاں صاحب کی سجادہ نشینی کا غائبانہ اعلان فرمایا اور ایک نوحہ حاجی محمد حسین میلاد خوان و ہم نواؤں نے پڑھا جسے سُن کر ہزاروں سامعین بے تاب ہو گئے اور روتے روتے ان کے آنسو خشک ہو گئے۔ جنوں کے حد تک پہونچکر بے ہوش رہے۔

نوحہ کے چند اشعار جو قاری مفتون صاحب نے اپنے خطیب تخلص کے ساتھ تحریر فرمائے تھے یہ ہیں ؎

لو وہ پردہ کر گئے شہہ عبد القدیر آج ۔۔۔ لو ابر میں وہ آگیا ماہ منیر آج

رو رو کے کہہ رہے تھے مریدانِ باصفا ۔۔۔ اٹھا جہاں سے نائبِ عبد البصیر آج

رخصت نہ ہوں خطیب کے ہوش و حواس کیوں

رخصت ہوا زمانے سے روشن ضمیر آج

قاری مفتون صاحب نے یہ تاریخ وصال نکالی ہے

رخصت کامِ دل
۱۳۸۵ ھجری

دیگر

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ بَاجِیْدُ بَاوَاحِدْ ۱۳۸۵ ھجری

دیگر

بادشاہِ اولیا سلطانِ بزم اصفیا ۔۔۔ واصلِ حق ہو گیا پاک جہاں روشن ضمیر
۱۹۶۵ عیسوی

جانِ حضرت شاہ جی اور جسم گل بابا میاں ۔۔۔ نقش زیبا جانشین سو توی عبد البصیر
۱۳۸۵ ھجری

لکھ دے اے مفتون مسیحی اور ہجری دونوں سال

فرش / جنت میں ہے قدر مولوی عبد القدیر
۵۸۰ ۔۔۔ ۱۳۸۵ ھجری ۔۔۔ ۱۹۶۵ عیسوی

حضرت قبلۂ عالم علامہ سید عبدالرشید میاں صاحب دامت برکاتہ

ولادت باسعادت

حضور قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں دامت برکاتہم کی ولادت باسعادت ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۲۰ء بروز چہار شنبہ بوقت نو بجے صبح توڑھیر شریف ضلع صوابی (مردان) صوبہ سرحد میں ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار قبلہ وکعبہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اردو عربی اور قرآن پاک کی ابتدائی تعلیم آپ نے توڑھیر شریف کے مشہور دینی مدرسہ میں حاصل کی۔ گلستان اور بوستان، سکندر نامہ، مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر فارسی وعربی کتب بھی آپ نے توڑھیر شریف کے دینی مدرسہ کے ناظم مولانا عبدالحمید صاحب سے پڑھیں اس کے بعد آپ توڑھیر شریف کے انگریزی مدرسہ میں داخل ہوئے جہاں آپ نے درجہ چہارم تک سکول کی تعلیم حاصل کی اس دوران گھر پر آپ کو عربی اور فارسی پڑھانے کے لئے بھی بعض لائق وفائق اساتذہ تنخواہ پر مقرر تھے۔

دینی تعلیم وتربیت

سکول کے ابتدائی درجے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ توڑھیر شریف سے اپنے والد ماجد قبلہ وکعبہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیلی بھیت شریف تشریف لے گئے جہاں آپ نے مدرسہ آستانہ شیریہ میں دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی لیکن اس دوران آپ کی طبیعت میں جذب کی کچھ ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ دینی تعلیم کا سلسلہ ادھورا چھوڑ کر پانچ سال تک سخت ریاضت وعبادت اور چلہ کشی وغیرہ میں ہمہ وقت مشغول ہو گئے۔ اس طرح ہر وقت وجدان اور جذب کی حالت میں رہنے کے باعث آپ کی آنکھوں میں اس قدر جلال ہوتا تھا کہ کوئی شخص بھی آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا چنانچہ آپ اکثر اپنے رخ مبارک کو چادر میں چھپائے رکھتے تھے انہیں دنوں ایک مرتبہ رات کے وقت آپ حضرت اللہ ہو میاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر چلہ کشی میں مشغول تھے کہ اچانک آپ نے اپنی نگاہ مبارک بجلی کے روشن قمقمے پر ڈالی تو اس کے تار اسی وقت جل گئے اور وہ فیوز ہو گیا اس زمانے میں آپ کی طبیعت بھی قدرے

جلالی ہو گئی تھی ایک مرتبہ اس دور میں آپ تورڈھیر شریف میں اپنے حجرہ مبارک میں ریاضت و مجاہدہ میں مشغول تھے اور باہر صحن میں ایک گھنے درخت کے نیچے چند عورتیں آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس بیٹھ کر اونچی اونچی آوازمیں باتیں کرنے میں مصروف تھیں یہ شور آپ کی طبیعت پر اس وقت سخت گراں گزر رہا تھا آپ نے ان عورتوں سے ایک دو بار آہستہ آہستہ باتیں کرنے کے لئے کہا لیکن انھوں نے آپ کی بات کا کوئی خیال دکیا اور وہ اسی طرح مسلسل بلند آواز میں باتوں میں مشغول رہیں جس سے آپ کی طبیعت میں ایک دم اس قدر جلال آگیا کہ آپ نے آری سے اس درخت کو جڑ سے کاٹنا شروع کر دیا بعد ازاں اپنی والدہ ماجدہ کے سمجھانے پر آپ اس ارادہ سے باز آ گئے۔

آپ کے والد ماجد حضور قبلہ وکعبہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ نے جب آپ کی یہ حالت دیکھی تو انھوں نے ایک روز آپ کو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ عبدالرشید میاں ابھی دینی تعلیم مکمل کرو آپ نے جواب دیا کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

صد کتب و صد ورق در نار کن   جان خود را جانب دلدار کن

تو اس پر آپ کے والد ماجد حضور قبلہ وکعبہ سید عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو جواب دیا کہ پہلے علم تو پوری طرح حاصل کرلو پھر اسے بھاڑ میں جھونک دینا اپنے والد ماجد کی نصیحت کا آپ پر اس قدر گہرا اثر ہوا کہ آپ دوبارہ دینی تعلیم حاصل کرنے میں پوری دلجمی سے مشغول ہو گئے اور اس دوران آپ کے والد ماجد نے اللہ ہو میاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا تھا چنانچہ آپ نے اس مدرسے میں مولانا مولوی محمد طیب صاحب سے ازسر نو عربی کی تمام کتابیں پڑھنا شروع کیں اور درس نظامی کی تعلیم کا کچھ حصہ مکمل کیا اس کے بعد آپ دوبارہ جب تورڈھیر شریف میں تشریف لائے تو آپ نے شرح ملاجامی، مولوی حسامی، مختصر المعانی وغیرہ کی کتابیں تورڈھیر شریف کے قریب مقام جلبئی میں مولانا قاضی عمادالدین سے پڑھیں ہدایہ وغیرہ کتابیں آپ نے تورڈھیر شریف کے نزدیک مقام زیدہ کے ایک مشہور عالم دین سے پڑھیں اس کے بعد آپ نے تورڈھیر شریف میں، فقہ اور تفاسیر وغیرہ کی تمام کتابیں مکمل پڑھنے کے بعد دورۂ حدیث بھی آپ نے آبائی علاقے میں مکمل کیا بعد ازاں پھر آپ بیلی بھیت تشریف لے گئے جہاں آپ نے استاد القرار قاری عبدالحفیظ صاحب سے علم قرأت و تجوید پر بھی عبور حاصل کیا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ فارسی کی مشہور کتاب " ہدایت الطالبین " آپ نے اپنے والد ماجد قبلہ وکعبہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمتہ اللہ علیہ سے پیلی بھیت شریف میں سبقاً سبقاً پڑھی تھی ۔ سن بلوغ سے ۱۸ ؍ سال کی عمر تک آپ کے والد ماجد نے آپ کو اپنے پاس ہی رکھا اور اپنی نگرانی میں آپ کی مکمل طور پر تربیت کی۔ اپنے والد ماجد کی صحبت میں رہ کر آپ نے طریقت و شریعت کے تمام رموز و اسرار پر دسترس حاصل کی اور ان کے وصال کے بعد آپ ان کی مسند پر جانشین ہوئے بعد ازاں حضور قبلۂ عالم صاحب مدظلہٗ نے ۲۰ ؍ دسمبر ۱۹۵۸ء کو پیلی بھیت شریف میں حضرت اللہ ہو میاں علیہ الرحمہ کے صد سالہ جشن یادگار کے موقع پر ایک مجمع کثیر کے سامنے اپنے صاحبزادے سراج عالم الحاج مولانا قاضی سید عبدالاحد میاں کی دستار بندی کر کے ان کو اپنی مسند پر جانشین مقرر فرمایا اور انھیں اپنی حیات میں ہی تمام امور کا مختار کل بنا دیا۔

کشف و کرامات حضور قبلہ عالم صاحب مدظلہ العالی

الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بھٹ پورہ شریف میں حضرت احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حضور قبلہ و کعبہ سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضور قبلۂ عالم حضرت سید عبدالرشید میاں صاحب دونوں موجود تھے۔ حضور قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ مزار شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر فرمانے لگے کہ حضرت احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر سید عبدالرشید میاں چاہے تو میں اس کو ہندوستان کی ظاہری حکومت بھی حوالے کردوں حضور قبلۂ عالم صاحب نے جواب میں فرمایا کہ حضرت ہمیں ہندوستان کی ظاہری حکومت لے کر کیا کرنا ہے کہ خواہ مخواہ لوگوں کے بوجھ اپنے سر کے اوپر ڈال لیں چنانچہ آپ نے منع فرما دیا۔ پھر چند سال بعد نواب شاہ میں ایک نجومی آپ سے ملا وہ کہنے لگا آپ کو دنیاوی بادشاہت مل رہی تھی آپ نے کیوں نہ لی۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا کہ ہم مخلوق کی تمام ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھائیں یا کہ اللہ اللہ کریں۔ اس لیے ہم نے دنیا کی بادشاہت کو ٹھکرا دیا تاکہ ہم آرام سے بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرسکیں۔

مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے بڑے بھائی سید عبدالنذیر میاں صاحب نے پیلی بھیت شریف سے خط میں حضور قبلۂ عالم صاحب کو لکھا کہ رام پور کے حبیب الرحمٰن صاحب کی حالت سخت خراب ہے اس کے لیے دعا فرمائیں حضور قبلۂ عالم صاحب نے انہیں خط میں جواب دیا کہ ابھی حبیب الرحمٰن صاحب سے کچھ کام لینا ہے۔ میں دعا کر رہا ہوں انشاءاللہ تعالیٰ وہ جلد صحت یاب ہو جائے گا چنانچہ اس کے بعد چند روز میں ہی اسے سخت بیماری سے نجات ملی اور مکمل طور پر صحت یاب ہو گیا۔ بعدازاں حضور قبلۂ عالم صاحب نے اس سے رامپور کے آستانہ کی رجسٹری کرانے کا کام لیا تھا۔

دربار حضرت اللہ جو میاں علیہ الرحمۃ پیلی بھیت شریف کے نعت خواں جلیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُن کے ہاں یکے بعد دیگرے پانچ لڑکیوں کی پیدائش ہوئی جن دنوں بھارت میں مسز اندرا گاندھی نے ایمرجنسی نافذ کی تھی اور ہر جگہ نس بندی کا سلسلہ بہت زور شور سے جاری تھا تو مجھے بھی نس بندی کرانے کا حکم ملا۔ ان دنوں تین بچوں کی پیدائش کے بعد بھارت میں نس بندی قانونی طور پر لازمی تھی۔ میں نے حضور قبلۂ عالم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت اگر اس وقت میری نس بندی ہو گئی تو میرے ہاں پھر آئندہ بچوں کی پیدائش کا سلسلہ ختم ہو جائے گا میرے ہاں کوئی لڑکا ہے نہیں۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ تم لوگ دو ماہ کے لیے پیلی بھیت شریف

کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جاؤ۔ اس کے بعد میں کبھی پیلی بھیت کبھی بریلی اور کبھی کسی اور جگہ رہتا تھا۔ اسی دوران جب حضور قبلۂ عالم صاحب پاکستان تشریف لا رہے تھے تو میں نے بریلی میں جمال میاں ٹھیکے دار کے مکان (رہٹی ٹولہ) میں بھی آپ کے پاؤں پکڑ لیے اور میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ فرمادیں کہ میرے ہاں لڑکے کی پیدائش ہوگی پہلے تو حضور قبلۂ عالم صاحب نے ٹال دیا لیکن جب میں نے بہت مجبور کیا تو پھر فرمایا کہ تمہارے ہاں اس سال لڑکے کی پیدائش ہوگی۔ اس کے دو ماہ بعد بھارت میں ایمرجنسی ختم ہوگئی اور نس بندی کا سلسلہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد میرے گھر حمل ہوا میں نے بچے کی پیدائش سے پہلے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ میرے ہاں لڑکے کی ولادت ہوگی۔ میں نے صاحبزادہ سید عبدالاحد میاں صاحب کو خاص طور پر یہ واقعہ سنایا کہ میں نے حضور قبلۂ عالم صاحب سے دعا کرا دی ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اس سال لڑکا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ میں اللہ تبارک و تعالےٰ کے فضل و کرم اور حضور قبلۂ عالم صاحب کی دعا و برکت سے فرزند تولد ہوا جس کا نام میں نے نفیس محمد قدیری رکھا۔

طوعا خٹک کے امان خاں صاحب ذکر کرتے ہیں کہ ہماری مالی حالت بہت خستہ تھی اور ہم حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بار بار دعا کے لیے استدعا کیا کرتے تھے لیکن آپ نے کوئی خاص توجہ نہ فرمائی۔ آخر ایک روز ہم نے آپ کا دامن مضبوطی سے تھام لیا اور دعا کے لیے بڑی التجا کی چنانچہ حضور قبلۂ عالم صاحب نے پھر خصوصی توجہ فرمائی اور آپ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ٹریکٹر عنایت فرما دیا جس سے ہماری تمام مالی پریشانیاں کافی حد تک دُور ہوگئیں۔

الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سبحان شاہ میاں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ فضل صاحب آگرہ والے کے خلیفہ صوفی اسحاق صاحب تین ہٹی کے بڑے آستانہ پر حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ سے ملاقات کے لیے آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ میں ایک بزرگ کی محفل میں شریک تھا کہ انہوں نے مجھ پر ایسی توجہ فرمائی کہ باطنی اور روحانی طور پر جو کچھ میرے پاس تھا وہ سب کھینچ لیا اور میرے پیر و مرشد کا تصور ختم کر کے اپنا تصور غالب کر دیا ہے۔ میں اس بات سے سخت پریشان ہوں آپ میری مدد فرمائیں۔ حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ نے اُن پر توجہ فرمائی اور انہیں کچھ کلمات بھی پڑھنے کے لیے تلقین فرمائے جس سے وہ دوبارہ اپنی اصل حالت پر آگئے

دربار حضرت اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ پیلی بھیت شریف کے خادم عثمان خاں ذکر کرتے ہیں کہ کانپور کی ایک عورت جو ایک پیر صاحب کی مرید تھی پیلی بھیت میں اپنے پیر صاحب کے آستانے پر اُن کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ میں نے ایک بزرگ کے تعاون سے آیت کریمہ کا چلّہ نکالا تھا جس سے مجھے مؤکل حاصل ہوگیا لیکن اب وہ مؤکل میرے قابو سے نکل گیا ہے وہ مجھے واپس دلا دیں انہوں نے اس عورت سے پوچھا کہ وہ مؤکل تم سے کیوں بھاگ گیا ہے۔ اس عورت نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کہا تھا کہ میرے شوہر کو مار ڈالو لیکن اس نے انکار کر دیا

اس پر صاحب نے اس عورت کی موکل سے ناجائز کام کرنے کی باتیں سن کر اس کو ٹال دیا، مگر اس سے کہا کہ حضرت اللہ ھو میاں رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب کے پاس چلی جاؤ وہ تمہارا کام کر دیں گے۔ اس کے بعد وہ عورت حضور قبلۂ عالم کے پاس حاضر ہوئی اور اپنا حال سنا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم آئندہ اس مؤکل سے ناجائز کام نہ لوگی تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں لہذا اس عورت نے ناجائز کام کی توبہ نکالی اور آپ نے اسے چند کلمات پڑھنے کی تعلیم دی۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد اس عورت نے حضور قبلۂ عالم کو خط کے ذریعہ اطلاع دی کہ آپ کی دعا اور تعاون سے مجھے مؤکل واپس مل گیا ہے۔

صاحبزادہ الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ کی یہ شان ہے کہ اکثر علماؒ و صوفیائے کرام اور مجذوب وغیرہ بھی دعا کے لیے آتے رہتے ہیں اور روحانی و باطنی ترقی کے خواہشگار ہوتے ہیں۔ ایک مرتبہ نین ہٹی پر آستانہ قادریہ بصیرپہ قدیریہ میں ایک مجذوب جو کہ حضرت نورشاہ بابا رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ڈیوٹی دیتے تھے، حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضرت میں بیمار ہوں میرا علاج فرمائیے آپ کو سب حال معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ بھلا کرے اس کے چند روز بعد ایک اور مجذوب آستانے پر آئے اور حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ سے عرض کرنے لگے کہ حضرت میں بیمار ہوں میرا علاج کریں۔ ابتدا میں آپ نے اس پر کوئی خاص توجہ نہ فرمائی اور ایک تعویذ اٹھا کر اسے دے دیا کہ اسے پانی میں ڈال کر پیو۔ مجذوب کہنے لگا یہ تعویذ تو زعفران سے لکھا ہوا نہیں ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ زعفران لے آئیں تو ہم اس سے یہ تعویذ لکھ دیں گے۔ اس مجذوب نے اپنے خون آلود پاؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا کہ زعفران سب یہ لگا ہوا ہے (کسی نے اس کے پاؤں پر پتھر مارا ہوا تھا جس سے خون بہہ رہا تھا) اس وقت بے ساختہ میرے لبوں پہ یہ شعر آ گیا ۔

زاہد عبث تو پھرتا ہے کعبے کے ہجر میں
ایسوں سے مل جو پھرتے ہیں کعبہ لیے ہوئے

اس شعر پہ وہ مجذوب ایک دم چونکا اور کہنے لگا کیا رابعہ بصریؒ رحمتہ اللہ علیہا ہماری بہن نہیں ہے کیا اس کے پاس کعبہ نہیں آیا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیوں نہیں ہم کب اس بات کا انکار کرتے ہیں۔ حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ جب اس مجذوب کی طرف دوبارہ متوجہ ہوئے تو آپ نے اس سے کچھ معرفت کی گفتگو فرمائی جو ہماری سمجھ سے ماورا تھی اس مجذوب کے جانے کے بعد میں نے حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ سے پوچھا کہ وہ پہلا مجذوب بھی کہہ رہا تھا کہ میں بیمار ہوں میرا علاج کریں اور یہ مجذوب بھی یہی بات کہہ رہا تھا۔ اس علاج سے ان کی کیا مراد ہے؟ اس پر حضور قبلۂ عالم مدظلہٗ نے فرمایا کہ مجذوب جس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جب تک سالک اس کو آگے ترقی نہ دے تو وہ اس مقام سے آگے نہیں جا سکتا چنانچہ یہ دونوں مجذوب بھی ترقی مانگ رہے تھے۔

رامپور کے اعجاز میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ دربار حضرت اللہ ہو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم سکندر خاں کا پورا جسم لنگر خانہ میں آگ کی لپیٹ میں آگیا جس سے اس کے جسم کا تمام حصہ جھلس گیا اور جو چوٹ آئی وہ چلنے پھرنے سے لاچار اور پاؤں سے اپاہج ہو گیا۔ پیلی بھیت شریف میں ایک ہمدرد ہومیو ڈاکٹر سے اس کا کئی روز تک علاج ہوتا رہا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آخر ایک روز جب حضور قبلۂ عالم صاحب فجر کی نماز کے لیے مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے وہ آپ کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے پاؤں پکڑ کر عرض کرنے لگا کہ حضرت آج یا تو مجھے صحت ہو جائے اور یا پھر مجھے موت آجائے یہ فیصلہ فرمانے پر ہی آپ کے پاؤں چھوڑوں گا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جاؤ ٹھیک ہو جاؤ گے چنانچہ اسی روز سے سکندر خاں کی حالت بہتر ہونا شروع ہو گئی اور وہ چلنے پھرنے لگا۔ مہاجن ڈاکٹر اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ سکندر خاں نے اس سے کہا کہ یہ سب حضور قبلۂ عالم صاحب کی دعا ہے کہ جو آج میں بغیر دوا کے ٹھیک ہو گیا ہوں۔

مولانا مفتی راہ ولبر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سخت پریشانی کے عالم میں تھا۔ میرے ایک دوست نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنے پیرو مرشد کو تمام حالات خط میں لکھ دوں تاکہ وہ ان کی بہتری کے لیے دعا فرمائیں چنانچہ میں نے حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت اقدس میں خط ارسال کر دیا۔ اسی رات خواب میں آپ کا دیدار حاصل ہوا۔ آپ نے میرے لیے دعا فرمائی اور مجھے چند کلمات تلقین فرمائے۔ پھر مجھ سے یہ فرمایا کہ گھبراتا کیوں ہے اللہ تعالیٰ مشکلات آسان کر دے گا۔ چند روز بعد جب حضور قبلۂ عالم صاحب کی جانب سے مجھے خط کا جواب موصول ہوا تو اس میں بھی وہی باتیں تحریر تھیں جو کہ میں نے خواب میں دیکھی تھیں۔ دوسری مرتبہ اسی طرح پریشانی ہوئی تو میں نے پھر خط ارسال کر دیا اسی روز شب کو میں نے خواب میں حضور قبلۂ عالم صاحب کو دیکھا۔ میرے لیے دعا فرما رہے ہیں اور مجھے کچھ ہدایات بھی دے رہے ہیں۔ جب مجھے خط کا جواب ملا تو اس میں بھی وہی ہدایات درج تھیں جس سے مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارے بزرگ اپنے مریدوں کے حالات سے بخوبی آگاہ رہتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی دستگیری بھی فرماتے ہیں۔

نیشنل بینک کراچی کے مظفر صاحب بیان کرتے ہیں کہ کئی سال سے میری ترقی رکی ہوئی تھی۔ اسی دوران میں نے ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم صاحب کی دعوت کی اور محفل میلاد کا پروگرام منعقد کرایا جس میں اہل محلہ کے کافی احباب نے شرکت کی۔ فاتحہ خوانی کے بعد جب دعا کا وقت آیا تو صاحبزادہ سید عبد الاحد میاں صاحب نے حضور قبلۂ عالم صاحب کو میری ترقی کے لیے دعا کرنے کی یاد دہانی کرائی۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے میری ترقی کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ اس کے بعد پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ دوسرے روز ہی میری ترقی ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے کلاس ٹو آفیسر بنا دیا۔

عنفور ٹیکسٹائل ملز کراچی کے منیجر محمد اسمٰعیل مرحوم نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بیٹے کا لندن جانے کا پروگرام تھا

لیکن اس کے پاسپورٹ اور دیگر کاغذات میں کچھ کمی کے باعث اس کی روانگی کا بندوبست نہیں ہو رہا تھا۔ لہٰذا میں حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے التجا کی کہ حضرت آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے بیٹے کے لندن جانے کا انتظام بحسن وخوبی فرمادے۔ آپ نے اسی وقت دعا فرمادی پھر چند روز کے اندر ہی تمام رکاوٹیں دور ہو گئیں اور میرا بیٹا آسانی سے لندن چلا گیا جو کہ آج تک وہیں پر ہے۔

حبیب بنک صدر دفتر کراچی کے اسسٹنٹ وائس پریذیڈنٹ سید ابرار حسین زیدی صاحب بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۹۸۳ء میں میری بیوی کسی سخت عارضہ میں مبتلا ہوگئی اور ڈیڑھ دوسال تک کافی بیمار رہی۔ اس کا ہر قسم کا علاج ڈاکٹروں اور حکیموں سے کیا گیا لیکن اسے کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخر میری بیوی زاہدہ نے مجھ سے کہا کہ میں نے منت مانی ہے ہم تین ہی حضرت نور علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر سات جمعرات لگاتار حاضری دیں گے۔ لہٰذا جب ایک دو جمعرات حاضری دیتے ہوئے گزریں تو ایک رات میری بیوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک طرف حضرت نور علی شاہ بابا رحمتہ اللہ علیہ کھڑے ہیں اور دوسرے طرف میرے پیرو مرشد حضرت قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب موجود ہیں میری بیوی نے حضرت نور علی شاہ بابا رحمتہ اللہ علیہ سے اپنی صحت یابی کے لیے عرض کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یہ تمہارے پیرو مرشد سامنے کھڑے ہیں۔ ان سے دعا کیوں نہیں کرواتی ہو۔ وہی سب کچھ کریں گے۔ اس کے بعد اگلے روز ہم حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اب ہم آپ کا پیچھا اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ میری بیوی صحت یاب نہ ہوگی چنانچہ حضور قبلۂ عالم صاحب نے چند روز خصوصی دعا فرمائی اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو اس خطرناک بیماری سے نجات دے دی اور وہ مکمل صحت یاب ہوگئی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ محمد حنیف صاحب نیو کراچی والے بیان کرتے ہیں کہ میں حضور قبلۂ عالم صاحب کے پاس اپنے روزگار کی پریشانی کا ذکر اکثر و بیشتر کیا کرتا تھا لیکن حضور قبلۂ عالم صاحب نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہ فرمائی لہٰذا میں نے آپ کے آستانہ پر آنا جانا کم کردیا اور اس کے بعد میں حضرت سید عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر عیدگاہ جانے لگا اور وہاں میں نے عرض کیا کہ حضرت میں مالی پریشانیوں میں مبتلا ہوں آپ میری امداد فرمائیں اور مجھے کوئی پیر کامل دکھا دیا جائے تاکہ میں اس سے ظاہری طور پر بھی مل کر دعا لوں۔ اس کے بعد عجیب واقعہ پیش آیا میں ایک روز خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سید عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ اپنے پیرو مرشد حضور قبلۂ عالم صاحب کے پاس دعا کے لیے جاؤ۔ ان سے زیادہ کامل اس وقت ہندوپاک میں کوئی نہیں ہے۔ پھر میں حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا نئی خبر لائے ہو۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کو سب معلوم ہے۔ اس کے بعد آپ نے میرے لیے خصوصی طور پر دعا فرمائی پھر جلد ہی میرے حالات بہتر ہوگئے

الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ۱۷ جون ۱۹۸۶ء کو میں اپنی والدہ صاحبہ اور لاہور کے ملک صابر کی والدہ کے ہمراہ مکہ معظمہ جا رہا تھا۔ ہماری روانگی کے وقت نین مٹی کے بڑے آستانہ پر کافی مخلوق جمع تھی۔ میلاد خواں محبوب احمد ریاض نے ایک نعت شریف پڑھی۔ اس کے بعد حضور قبلۂ عالم صاحب نے دعا فرمائی کہ یا اللہ عبدالاحد میاں

کو عمرہ کے ساتھ حج بھی کرا دے۔ کراچی سے روانہ ہونے کے بعد جب ہمارا جہاز جدہ پہنچا تو اس وقت وہاں اعلان ہوا کہ عمرہ والے الگ ہو جائیں چنانچہ ہم عمرہ کے لیے جانے والے ۲۹ افراد الگ ہو گئے اتنے میں ایک پاکستانی آفیسر ہمارے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ حضرات کو خوشخبری دی جا رہی ہے کہ خصوصی مراعات کی بنا پر آپ سب کے پاسپورٹ میں حج کا ویزا بھی لگایا جا رہا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے کہ بغیر کسی تردد کے ہمارے پاسپورٹ میں حج کا ویزا لگ گیا۔ اس وقت ہمارے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ ہمارے جہاز میں ضرور کوئی اللہ کا نیک بندہ ہو گا جس کی طفیل اللہ تعالیٰ نے ہمیں حج کا ویزا لگا دیا ہے۔ میں نے اسے جواب دیا کہ اور کوئی بات تو مجھے معلوم نہیں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ جب ہم کراچی سے روانہ ہو رہے تھے تو میرے قبلہ والد صاحب نے دعا کی تھی کہ یا اللہ ان کو عمرے کے ساتھ حج بھی کرا دے یہ انہیں کی دعا کا نتیجہ ہے کہ ہمیں حج کا موقع مل گیا ہے۔ پھر دوسرے روز کئی لوگ اپنے پاسپورٹ لے کر حاجی کیمپ گئے کہ ہمارے بھی حج کے ویزے لگا دیے جائیں لیکن حکومت کے آدمیوں نے کہا کہ یہ صرف اسی ایک دن کے لیے حج ویزے لگانے کا خصوصی اعلان تھا جو کہ اب ختم ہو گیا ہے۔ مجھے اس وقت بیساختہ استاد جگر رامپوری کا یہ شعر یاد آیا ہے

کمال یہ نہیں کہ مڑ جائے خود جدھر چاہے
کمال یہ ہے کہ جو موڑ دے زمانے کو

مجھ پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کو کیسے تصرفات سے نوازا ہے کہ جو بات بھی ان کی زبان سے نکل گئی وہ پتھر پر لکیر ہو گئی۔ الحمد للہ اس طرح اپنے بزرگوں کی دعا سے مجھے دوسری مرتبہ حج کی سعادت نصیب ہوئی۔ نیاز احمد قدیری بیان کرتے ہیں کہ آج سے دس بارہ سال قبل میں تبلیغی جماعت کا سرگرم رکن تھا اور اولیاء اللہ اور بزرگان دین سے بغض و عداوت رکھتا تھا۔ اس دوران مجھ پر تین مقدمات چل رہے تھے اور میں سخت پریشان تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جو مجھ سے یہ فرمانے لگے کہ تم ہمارے پاس آؤ اور بزرگوں کو برا بھلا مت کہا کرو۔ تمہارے مسئلے ہم حل کر دیں گے۔ علی الصبح جب میں کورنگی نمبر ۶ پر ایک پان کی دکان پر گیا تو وہاں چند لوگ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ ہندوستان سے حضور قبلۂ عالم صاحب تشریف لا چکے ہیں اور انہوں نے صرف تین ہٹی کا نام لیا۔ میرے دل میں ملاقات کا اشتیاق اور بیقراری پیدا ہوئی میں وہیں سے فوراً بس پر بیٹھا اور سیدھا تین ہٹی کے آستانہ پر بغیر کسی سے پتہ پوچھے حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جب آپ کے پرنور چہرہ اقدس کی طرف نگاہ پڑی تو میں حیران رہ گیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہستی تھی جس کو رات میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس لمحے میں خود یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ حضور مجھے اپنے قدموں میں پناہ دیجیے۔ آپ نے نہایت شفقت سے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مجھے مرید کر لیا۔ میں اس وقت دو سو روپے ماہوار پر ملازم تھا لیکن حضور قبلۂ عالم صاحب

کی نظر کرم اور دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت نوازا۔ ایک مرتبہ حضور قبلۂ عالم صاحب کورنگی میں حکمت اللہ صاحب کے ہاں محفل میلاد میں تشریف لائے راستے میں مجھ سے فرمانے لگے کہ تمہارے پاس سر چھپانے کے لیے اپنا مکان نہیں ہے پھر آپ نے اپنی چھڑی مبارک سے ایک مکان کی طرف ارشاد کرکے فرمایا کہ ہم تمہیں یہاں مکان دلائیں گے۔ اس وقت اسٹیٹ ایجنسی کا ایک دلال بھی آپ کے ساتھ تھا اس نے عرض کیا کہ حضور یہی مکان بک رہا ہے جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا ہے۔ میرے پاس رقم کا کوئی انتظام بھی نہ تھا لیکن حضور قبلۂ عالم صاحب کی نظر کرم سے حکمت اللہ صاحب کے ہاں ابھی حلقۂ ذکر ختم نہیں ہوا تھا کہ مکان کا سودا ستر و ہزار روپے میں طے ہوگیا اور مکان کے کاغذات اسی رات ہی کو مجھے مل گئے۔ یہ مکان کچھ خستہ حالت میں تھا ایک سال کے بعد جب حضور قبلۂ عالم صاحب دوبارہ میرے مکان میں تشریف لائے تو فرمانے لگے کہ ابھی تک تم نے یہ بنوایا نہیں۔ میں نے عرض کیا سرکار میرے حالات ابھی اجازت نہیں دے رہے ہیں آپ دعا فرمائیں چنانچہ آپ نے دعا فرمائی اس کے بعد اس مکان کا اچھی قیمت پر سودا ہوگیا اور اس کے بدلے میں مجھے تین مکان مل گئے۔

نیاز احمد قدیری مزید بیان کرتے ہیں کہ جس فیکٹری میں بطور ہیلپر کام کرتا تھا وہاں روزانہ سپروائزر اور آفیسرز سے جھگڑا رہتا تھا۔ ایک روز میں شجرہ مبارک پڑھ رہا تھا میرے سپروائزر انیس احمد نے مجھے آکر طعنہ دیا کہ جن بزرگوں کا شجرہ پڑھ رہے ہو اُن سے تنخواہ اور عہدہ کیوں نہیں بڑھوا لیتے ہو اس کی طعنہ زنی سے مجھے اشتعال آگیا اور میں نے اس عالم میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ ایسی بات ہوگئی ہے۔ میں نے آپ کی ہستی پر ناز کرتے ہوئے اسے غصے میں یہاں تک کہہ دیا ہے کہ پندرہ روز میں میرا یہاں سے تبادلہ ہو جائے گا اور مجھے ترقی مل جائے گی۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا کہ جاؤ بارہ روز کے اندر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ بارھویں روز ہی مجھے ترقی مل گئی اور میری تنخواہ بھی دو سو روپے سے بڑھ کر چار سو روپے ہوگئی۔ یہ اپنا ایک اور واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں گردے کی تکلیف میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ دے دیا تھا کہ بغیر آپریشن کے گردہ ٹھیک نہ ہوگا۔ درد سے سخت بے چین تھا۔ اسی حالت میں سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے خصوصی توجہ اور دعا فرمائی کچھ تعویزات بھی عنایت فرمائے جس سے ایک ہفتہ کے اندر بغیر آپریشن کے مجھے اللہ تعالیٰ نے کامل شفا عطا فرمادی۔ اس واقعہ کو تقریباً بارہ سال بیت گئے ہیں لیکن اس کے بعد آج تک دوبارہ مجھے گردہ کے درد کی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ حضور قبلۂ عالم صاحب کی نظر کرم اور نظر عنایت سے مجھ پہ جو تین مقدمات چل رہے تھے۔ وہ چند ماہ میں ختم ہوگئے جو بھی دشمن تھے وہ سب دوست اور ہمدرد بن گئے۔ آخر کار میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین سے سچی محبت اور دلی وابستگی رکھنے سے نہ صرف دین و دنیا کی بھلائی بلکہ ہر امور میں کامیابی نصیب ہو جاتی ہے۔

جناب افضل خان ساکن نصبۂ دیلیج کیماڑی بیان کرتے ہیں کہ میرا لڑکا جس کی عمر چودہ پندرہ برس کی تھی اچانک کہیں گم ہو گیا اور ہر جگہ تلاش کرنے کے باوجود اس کا کہیں کوئی سراغ نہ ملا۔ چنانچہ ہم روزانہ حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں آستانہ

قادریہ بصیرپور تدیریہ میں حاضر ہوتے اور آپ سے اس بچے کی بازیابی کے متعلق عرض کرتے۔ آخر ایک روز حضور قبلہ عالم صاحب نے استخارہ فرمایا اور ہمیں بتایا کہ لڑکا زندہ ہے اور کسی دشمن کی قید میں ہے۔ آپ نے اس کا حلیہ بھی بتا دیا۔ ہم نے حضور قبلۂ عالم صاحب سے اس بچے کی رہائی کے لیے دعا فرمانے کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شاہ جی میاں اور حضرت اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نیاز دینے کی منت مان لو۔ انشاء اللہ تمہارا لڑکا جلد دشمن کی قید سے رہا ہو کر آجائے گا۔ ہم نے آپ سے عرض کیا کہ ہم آج ہی حضرات کے نام کی نیاز پکا کر دے دیتے ہیں چنانچہ ہم نے اسی روز آستانہ پر چاولوں کی ایک دیگ پکوا کر حضرات کے نام کی نیاز دلوادی تو حضور قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا خاں! تم نے ایڈوانس دیگ پکا کر حضرات کو قرض دار بنا دیا اب حضرات کو تمہاری لاج رکھنا پڑے گی۔ اس کے چند روز بعد ہی مجھے اپنے گاؤں جلسی سے جو تورڈھیر شریف کے قریب واقع ہے۔ یہاں کراچی میں اطلاع موصول ہوئی کہ ہمارا لڑکا جو کہ پشاور کے نزدیک ایک گاؤں گل رونڈی مروزی میں دشمن کی قید میں تھا۔ وہاں سے فرار ہو کر گھر آ گیا ہے۔ ہم نے بھی اس واقعے کی پولیس کو اطلاع کر دی اور سب دشمن پکڑے گئے۔ حضور قبلۂ عالم صاحب نے بچے کے بارے میں ہمیں جو جو باتیں بتائی تھیں وہ بالکل درست نکلیں چنانچہ جب ہم اپنے لڑکے کو لے کر یہاں واپس کراچی آئے تو ہم نے آستانہ پر دوبارہ چاولوں کی ایک دیگ نیاز دی۔

مسز بیگم زوجہ حافظ شبیر صاحب ساکن ملیر کراچی بیان کرتی ہیں کہ میری بیٹی فرسٹ ایئر میں کئی مرتبہ فیل ہو گئی اور اس کے دوبارہ کالج میں داخلہ کی گنجائش نہ رہی میں کئی مرتبہ پرنسپل سے ملی اور ان کے گھر پر بھی گئی لیکن انہوں نے سختی سے منع کر دیا کہ اب اس کو داخلہ نہیں دیا جا سکتا۔ لہذا میں حضور قبلۂ عالم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ حضرت! آپ دعا فرمائیں کہ میری بیٹی کا داخلہ ہو جائے کیوں کہ قانونی طور پر داخلے کا کوئی جواز نہیں ہے اور پرنسپل صاحب نے بھی صاف انکار کر دیا ہے چنانچہ حضور قبلۂ عالم صاحب نے دعا فرمائی پھر ارشاد فرمایا۔ جاؤ یہی پرنسپل تمہاری بیٹی کو داخلہ دے گا اس کے بعد ایک روز میری بیٹی کالج گئی پرنسپل کی نگاہ جونہی اس پر پڑی انہوں نے اسے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ داخلے کا فارم لاؤ میں تمہیں اور تمہارے ساتھ جو لڑکیاں فیل ہوئی ہیں ان سب کو خصوصی رعایت کے طور پر داخلہ دے رہا ہوں جو کہ قانونی طور پر نہیں ہو سکتا تھا اُس کے بعد حضور قبلۂ عالم صاحب کی دعا سے میری بیٹی امتحان میں بھی کامیاب ہو گئی ـــ دارالعلوم الجامعۃ القادریہ مراد آباد (بھارت) کے صدر مدرس مولانا علاؤالدین صاحب قادری بیان کرتے ہیں کہ میں جب قبلۂ عالم حضور سید عبدالرشید میاں دامت برکاتہم سے بیعت ہو گیا تو میرے ایک دوست نے مجھے کہا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایک غیر عالم سے مرید ہو گئے ہو۔ یہ بات سن کر میرے دل میں کچھ تشویش سی پیدا ہوئی اور میں نے چاہا کہ حضور قبلۂ عالم صاحب سے اس مسئلے پر گفتگو کروں چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک محفل میں حضور قبلۂ عالم صاحب تشریف فرما تھے اور اس محفل میں میرے وہ دوست بھی بیٹھے ہوئے تھے میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی حضور قبلۂ عالم صاحب ارشاد فرمانے لگے کہ انھوں نے درسِ نظامی کی ابتدائی کتابیں بھی بھیت شریف میں پڑھیں اور

درسِ نظامی کی مزید کتابیں صوبہ سرحد میں فلاں فلاں مقام پر پڑھ کر فارغ التحصیل ہوئے میرا وہ دوست ہکا بکا رہ گیا اور محفل برخاست ہونے کے بعد مجھ سے کہنے لگا کہ واقعی آپ نے صحیح بزرگ سے بیعت کی ہے جو کہ شریعت و طریقت میں پوری طرح کامل ہیں۔

ارشاداتِ حضور قبلۂ عالم صاحب مدظلہ العالی

حضور قبلۂ عالم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلہ شاہجی میاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مریدین اس وجہ سے کامل نہیں ہوتے کہ وہ تصورِ پیر کا رکھتے نہیں اور ناحق اس پر الزام دیتے ہیں۔ آپ نے یہ فرمایا کہ پیر کا تصوّر اس قدر غالب ہو جائے کہ وہ ہٹائے نہ ہٹے۔ اگرچہ یہ نعمت جبتہ ہے مگر کسی کی محنت رائیگاں نہیں جاتی۔ اس موقع پر حضور قبلۂ عالم صاحب نے یہ دو عمل بھی ارشاد فرمائے۔

پہلا عمل یہ ہے کہ تصورِ شیخ کے ساتھ "یا اللہ" ۲۰۰ بار کھینچ کر لمبا کر کے بعد نمازِ عشاء یا تہجد چالیس شب تک پڑھے اس کے ساتھ دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس کا ثواب اپنے شیخ کو پہنچائے اور اس سے مدد چاہیئے۔

دوسرا عمل یہ ہے کہ نوچندی جمعرات کو غسل کر کے عطر لگائے اور تہجد کے وقت کسی بزرگ کی قبر کے سرہانے درمیان کوئی غیر نہ ہو، دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف، قل ھو اللہ ۱۰۰ بار پڑھے۔ بعد نماز درود شریف ۱۰۰ بار پڑھے۔ اس بزرگ کی رُوح کے حاضر ہونے کی دعا مانگے پھر ۱۰۰ بار درود شریف پڑھ کر ۳ بار سورہ یٰسین پڑھے جب سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ پڑھے تو ۷ بار تکرار کرے۔ اس کے بعد قبر کی طرف نگاہ اٹھائے اور اس کی طرف مخاطب ہو اس بزرگ کی رُوح سامنے آئے گی۔ اس دوران پر ہنر روحانی جاری رکھے۔ یہ عمل تین روز تک کرے باقی پاس انفاس اسم ذات اور تصورِ شیخ کے غلبہ سے جلدی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا کہ جس طرح ماں باپ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد دنیاوی اعتبار سے پھلے پھولے اور تندرست و توانا رہے اسی طرح پیر و مرشد بھی یہ چاہتے ہیں کہ ان کی رُوحانی اولاد یعنی مریدین دینوی اعتبار سے پھلے پھولیں اور ترقی کریں تاکہ وہ آخرت میں فلاح پا سکیں۔

حضور قبلۂ عالم صاحب نے فرمایا کہ جب سرکار اللہ ھو میاں رحمتہ اللہ علیہ پہلی مرتبہ حضرت شاہجی میاں قدس سرہ العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا ہے

چشم بند و گوش بند و لب ببند
گر نہ بینی سرِ حق بر مَن بخند

جس کی تشریح انہوں نے اس طرح فرمائی کہ آنکھ کو بند کر لو غیر کے دیکھنے سے، کان کو بند کر لو غیر کی بات سننے سے

اور لبوں کو بند کر لو خیر کی بات کہنے سے، اس پر بھی اگر تم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مزہ نہ پا سکو تو پھر میرے ساتھ ہنسی کرو۔

فرمایا کہ یہ فنائیت کا مقام ہے جب تک انسان اپنی ہستی کو پوری طرح اس ذات حق کی ہستی میں فنا نہ کرے گا اس وقت تک اس مقام کو نہ پا سکے گا۔ فرمایا کہ اس کے لیے ضروری ہے کہ مرید پہلے اپنی ذات کو پیر کی ذات میں فنا کرلے جب وہ تصور شیخ کو پختہ کرنے سے اس مقام کو حاصل کرے گا تو پھر اس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا در کھلے گا فرمایا کہ اس مقام کو پانے کے لیے سخت ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے تاہم اس کے لیے ذکر سے بہتر اور کوئی عمل نہیں۔

حضور قبلہ عالم صاحب نے فرمایا جس طرح فرض، سنت اور واجب شریعت کے ہیں ایسے ہی فرض، سنت اور مستحب طریقت کے بھی ہیں۔ ذکر اور پیر دونوں ارکانِ طریقت ہیں اور یہی موقوف علیہ وصولِ الی اللہ طریقت ہیں نہ بغیر پیر کے کوئی خدا تک پہنچ سکتا ہے اور نہ بغیر ذکر کے اس راہ پر چل سکتا ہے۔ جیسے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

پیر را بگزیں کہ بے پیراں سفر
ہست بس پُر آفت خوف و خطر
چو گرفتی پیر ہیں تسلیم شو
ہم چوں زیر حکم موسیٰ خضر رو

اگر تم نے پیر کو چھوڑا تو بغیر پیر یہ سفر پُر آفت اور خوف و خطرے سے لبریز ہے کیونکہ شیطان بہکانے کو آتا ہے اور وسواس پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا پیر ہی کے توسل سے شیطان کے داؤں گھات سے نکل جاتا ہے۔ جب تم نے مرشد کے ہاتھ کو تھام لیا تو پھر تم فرماں بردار رہو جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کی کمال میں رہے ہیں۔ حضور قبلہ عالم صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ابتدائی دور میں کافیہ تک کتابیں پڑھ کر چھوڑ دیں اور وظائف میں مشغول ہو گیا لیکن حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے زور دینے پر میں نے از سر نو کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔ جب میں نے شرح "ملا جامی" شروع کر دی تو اس دوران حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ علی بیت شریف سے بریلی پلاما شہر ایک عرس میں شرکت کے لیے پہنچے۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ رات بارہ ایک بجے تک عرس کے پنڈال میں موجود رہے لیکن میں ولی خان ٹھیکیدار کے مکان میں جا کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جنگل میں آرام کر رہا ہوں۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ کے ہمراہ ایک خادم بھی تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے اٹھو۔ ہمارے ہمراہ چلو چنانچہ ہم سب قبلہ رُخ روانہ ہوئے اتنے میں دیکھتا ہوں کہ سامنے کی جانب سے ایک بہت ہی نورانی چہرہ ہستی نمودار ہوئی۔ جو سفید لباس میں ملبوس صرف تہبند سبز رنگ کا محسوس ہو رہا تھا۔ ململ کی سفید چادر اوڑھے ہمارے قریب تشریف لائے تو حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔ آپ ہیں ہمارے آقا و مرشد حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اب

میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی جانب دیکھنے لگا جو بقعۂ نور تھا جس پہ دودھیا کرن جیسی افشاں چھڑکی ہوئی تھی اور اس پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی لیکن میں حیران تھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک ہمارے حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم شبیہ تھا لیکن نبوت کی نورانیت و لایت پر غالب تھی۔ دونوں حضرات آپس میں کچھ ایسی گفتگو فرمانے لگے جو میری سمجھ سے ماورا تھی۔ پھر یکدم یہ دونوں حضرات میری نگاہوں سے غائب ہو گئے تو میرے دل میں یہ خلش اور حسرت پیدا ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا لیکن افسوس کوئی بات نہ ہو سکی۔ اتنے میں دیکھتا ہوں کہ دونوں حضرات واپس تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کتابیں پڑھ رہا ہوں۔ مجھے علم لدنی کی ضرورت ہے۔ حضور علیہ السلام نے میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ علم لدنی تو تمہارے سینے میں ودیعت ہے مگر اس کے انشراح کے لیے ابھی کچھ وقت باقی ہے۔ اس کے بعد آپ مجھے ایک مکتب میں لے گئے جہاں دورۂ حدیث کا درس ہو رہا تھا۔ آپ نے فارسی کا ایک شعر پڑھا۔ اور عالم جب میں مجھ سے فرمایا تم بھی یہ شعر پڑھو۔ اگر "کنز" رکھی ہوگی۔ تم کہہ دو گے "ہدایہ" ہے تو "ہدایہ" ہو گی۔ اگر "ہدایہ" ہو تو تم کہہ دو گے "کنز" تو وہی ہو گی۔ فارسی کا وہ شعر ابھی میں نے نصف لکھا تھا کہ حضور علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے میں ایک کوتاہ قد ضعیف العمر شخص سے ملاقات ہوئی۔ ان کی داڑھی پر حنا کا رنگ تھا۔ اس سے مصافحہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹے سے درخت کے نیچے استراحت فرمائی تاکہ اور باتیں کر لی جائیں وہاں درخت کی دوسری جانب ایک آدمی کان لگائے ہوئے اس طرف دیکھ رہا تھا بالآخر حضور علیہ السلام نے مزید کچھ نہ فرمایا اور میں اچانک خواب سے بیدار ہو گیا۔ میں نے گھڑی دیکھی۔ اس وقت رات کے بارہ بج چکے تھے۔ بعدازاں میں نے جلد ہی تحصیل علوم دینی و روحانی مکمل کر لیے۔

حضور قبلہ عالم صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے حضور علیہ السلام کا وسیلہ کام آئے گا لیکن حضور علیہ السلام کے دربار میں پہنچنے کے لیے پیر و مرشد کا وسیلہ ہی کام آئے گا۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ مرید ہونے پر پابندی صوم و صلوٰۃ وغیرہ کی لازم آجاتی ہے۔ ہم مستقل کوئی عمل نہیں کر سکتے جب پابند ہو جائیں گے۔ تب کریں گے تو ان لوگوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ اوّل تو زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان اس نعمت سے محروم رہ جائے پھر کل قیامت کے دن کس کے ساتھ اُٹھے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو پابندیاں مسلمان ہونے میں شریعت مطاہرہ کی ہیں وہی پابندیاں طریقت کی بھی ہیں۔ مثلاً نماز نہ پڑھنا اور روزے نہ رکھنا۔ گالی گلوچ سے نہ بچنا۔ گناہ کبیرہ سے گریز نہ کرنا۔ جھوٹ بولنا اور قبیح کام خلافِ شرع کرنا یہ سب شریعت میں اور اسلام میں منع ہیں۔ پیر و مرشد بھی انہیں باتوں سے توبہ کرواتا ہے اور ساتھ ہی اپنا تصور اور کوئی عمل ایسا بتا دیتا ہے کہ جس سے وہ برائی سے باز رہنے لگتا ہے اور سلسلہ عالیہ کے پرتو سے خود بخود انسان نیک بن جاتا ہے

جب ان کو اللہ تعالیٰ کے نام کی اجازت مل جاتی ہے تو وہ بھی آہستہ آہستہ سچے مسلمان بن جاتے ہیں۔

فرمایا کہ طریقت میں کون سی ایسی پابندی ہے جو کہ شریعت میں نہیں ہے جس نے یہ مہلت دی ہے حالانکہ اس میں مہلت انسان کے لیے نقصان دہ ہے نیک کام میں دیر نہیں کرنا چاہیے۔ دنیا داروں کو زیادہ مجاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس کے لیے صرف اقرار کر لینا اور پیر و مرشد کے ہاتھ پر توبہ کر لینا اور اللہ کے نام کی اجازت لے لینا ہی عاقبت کے لیے نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ جو گناہ شریعت میں منع ہے وہی طریقت میں بھی منع ہے۔ جیسے ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضور! مجھے اگر آپ صرف دو وقت کی نماز پڑھنے کی اجازت دے دیں تو میں مسلمان ہوں گا۔ وہ سن کر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اچھا دو وقت کی نماز ہی پڑھو لیکن مسلمان ہو جاؤ کیونکہ کفر میں رہنے سے تمہارے لیے اسلام میں رہنا بہتر ہے چنانچہ وہ شخص مسلمان ہو گیا اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اسلام ہر حالت میں جس کو نصیب ہو جائے تو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ بالآخر اس کو جنت میں بھیج دے گا مگر مشرک پر جنت کی بو حرام ہے اور وہ ہرگز جنت میں نہیں جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں شرک نہیں بخشوں گا۔ باقی تمام گناہ بخش دوں گا اس لیے حضور غوث پاک نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں ذرا بھر بھی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ لگاؤ ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور پیر سے بدظن ہو گا تو جہنم میں جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو گا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بھی شفاعت فرمائیں گے۔

فرمایا کہ حضرت شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ لطیفہ قلب کی سیاہی کو پیر کے تصور سے اور اللہ کے نام کی گرمی سے پگھلاؤ کیونکہ جب گھر میں ایک چراغ روشن ہو گیا تو اس سے کئی چراغ جل سکتے ہیں جب قلب ذاکر ہو گیا تو پھر لطیفہ روح خفی سر و اخفا سب روشن ہو سکتے ہیں۔ صرف مجاہدہ و ریاضت کی ضرورت ہے جتنی محنت اور ریاضت کرے گا آگے بڑھتا جائے گا۔ جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

چوں نشینی بر سرے کوئے کسے
عاقبت بینی ہم از روئے کسے
چوں ز چاہے مے کنی ہر روز خاک
عاقبت اندر رسی بر آبِ پاک

جب کسی دروازے پر دھرنا مار کر بیٹھ جاؤ گے تو پردہ کھل جائے گا اور دیدار ہو جائے گا جب ہر روز زمین سے مٹی کھودو گے تو بالآخر پاک پانی تک پہونچ جاؤ گے۔ اسی طرح جو اللہ کے در پر بیٹھ جائے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو جائے گا۔ فرمایا کہ جن بزرگوں نے محنتیں اور ریاضتیں کی ہیں۔ ان کے احوال پر نظر ڈالو حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل کرنے کے لیے ۴۰ برس تک نہیں سوئے اور اگر کہیں نیند کا جھونکا

جب آتا تھا تو آنکھوں میں نمک لگا لیا کرتے تھے آپ کی آنکھیں ہمیشہ سرخ رہتی تھیں گریبان بھی خون سے چمک جاتا تھا آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ ریاضت و عبادت کے دوران بے اختیار سو گئے تو خواب میں آپ کو اللہ تبارک تعالیٰ کا دیدار ہو گیا۔ آپ نے عرض کیا میں تمہیں جاگتے میں ڈھونڈ رہا تھا مگر تم نے خواب میں ملاقات کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تیرے جاگنے کی برکت ہے جیسا کہ حضرت شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ہے

ملنے نہ ملنے کا وہ خود مختار ہے
عاشق کو چاہیے کہ تگ و دو لگی رہے

فرمایا کہ حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے بیس سال تک اپنی زبان سے کوئی کلام نہیں کیا تھا۔ اس عرصے میں صرف ایک یا دو باتیں کی تھیں اور نشیاپور کے غار میں ۹ سال تک مقیم رہے تھے حالانکہ اس غار میں ایک بہت بڑا اژدہا بھی رہتا تھا اور حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ تیس سال تک نہیں ہنسے۔ اتنا عرصہ کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا مگر جب آپ کے فرزند کا انتقال ہوا تو اس وقت آپ نے تبسم فرمایا دیکھی اس لیے کہ عورتیں گریہ وزاری کر رہی تھیں اس پر آپ تبسم کناں ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بلا رہا ہے اور یہ اس پہ ناخوشی کا اظہار کر رہے ہیں۔

فرمایا کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا جو کہ چالیس سال خلوت میں بیٹھا رہا اور پھر چالیس سال گزار رہا۔ اس کے بعد وہ چالیس سال اپنے دل کی طرف دیکھتا رہا اور حضرت شاہ شجاع رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہیں سوتا تھا چونکہ عالم جذب میں رہنے سے نماز موقوف ہو جاتی ہے۔ بموجب اس آیت کریمہ کے لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ساری عمر کبھی نہیں ہنسے تھے ان کو ہر وقت دل میں موت اور گناہ کا خیال رہتا تھا اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک کھجور نہیں کھائی تھی۔ ان کے نفس نے کھجور کھانے کی خواہش کی تو آپ نے چالیس سال مسلسل کھجور نہیں کھلائی اور رہی ہوئی میٹھی چیز چکھائی۔ حضرت ابو عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھا کرتے تھے اور ہر رکعت میں ایک ایک ہزار بار قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے اور ہر سال چار چلّے نکالتے تھے اور روزانہ منقے کے صرف چار دانے کھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ چلّے میں ایک خدمتگار مریدہ نے آپ کو منقے کے آٹھ دانے کھلا دیئے تو عبادت کی حلاوت جاتی رہی لہٰذا اس کو اپنی خدمت سے ہٹا دیا۔

فرمایا کہ یہ حالات ان لوگوں کے ہیں جو اس راہ میں محنت شاقہ سے نہیں گھبراتے ہیں اور مولا سے وصل چاہتے ہیں یہ محنت صرف جو شخص طالب مولا ہیں ان کے لیے ہے ہر مرید کے لیے نہیں۔ کیونکہ اس راستے میں سخت مجاہدہ اور ریاضت شاقہ کرنا پڑتا ہے۔ البتہ دنیا دار آدمی خدا سے اپنے گناہوں کی بخشش کے لیے خدا کے دربار میں بزرگوں کا وسیلہ ڈھونڈ لیتے

ہیں۔ حضرت قبلہ و کعبہ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے کہ پیر کی مثال کوئلوں میں چنگاری کی سی ہے اگر وہ پھونکے گا تو اس سے شعلے اور لپٹیں نمایاں ہو جائیں گی اور اگر انہیں نہیں پھونکے گا تو دیا ہوا بھی بجھ جائے گا۔ فرمایا کہ بغیر پیر و مرشد کے کوئی اپنے مولا تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جو علماء کے مقتدا تھے اپنی زندگی کے آخری دو برس میں حضرت امام موسیٰ علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہو گئے تھے اور وہ اس بات پر فخر کرتے تھے۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھے۔ حضرت امام یوسف رحمۃ اللہ علیہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے مرید تھے اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ اگر بغیر پیر و مرشد کے اللہ تعالیٰ تک رسائی ہوتی تو کوئی امام مذہب پیروں کا مرید نہ ہوتا۔ اگر ظاہری علم سے کوئی خدا تک پہنچ جاتا تو مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ کا دامن نہ پکڑتے اور مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نہ بنتے کہ بہت زمانہ آپ کی صحبت میں رہے ہیں۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید نہ ہوتے اور حضرت امام داؤد رحمۃ اللہ علیہ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل نہ کرتے۔ حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی اصحاب کبار کے ذریعے، پیران عظام کی یہ ساری شاخیں لوگوں تک پہنچی ہیں۔ یہ سب اسی دریا سے جاری ہونے والی نہریں ہیں جو کہ بہہ رہی ہیں۔

فرمایا کہ باطنی علم مانند دریاب ہے اور یہ بڑی کوشش سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا ایک سبق برسوں تک نہیں پکتا ہے۔ اس علم کا سیکھنا جگر کے خون سے ہوتا ہے جو ان کی آنکھوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ فقر کے راستہ پر چلنا جان کی بازی لگانا ہے اور جان سے گذر جانا ہے۔ ساتھ ہی نفس کی تمام مرادیں منقطع کرنا ہے۔ اس لیے ہر کوئی اس مشکل اور کٹھن راستہ پر چلنا پسند نہیں کرتا۔ اگر روانہ ہو جائے تو منزلِ مقصود کو نہیں پہنچ پاتا اور سختی برداشت نہ کر سکنے کی بنا پر اسی راہ میں رہ جاتا ہے۔ اس راہ میں ہر آن سر کی بازی لگانا ہے اور ہر وقت سر تن سے جدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے مگر اپنے پیر کی بدولت اللہ تعالیٰ جس کو یہ راہ آسان کر دے کیونکہ بغیر پیر کی شفقت اور رہنمائی کے کوئی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

فرمایا کہ مرشد کے لیے جن شرائط کا مکلف ہونا ضروری ہے۔ ان میں ایک شرط یہ ہے کہ پیر متشرع ہو۔ وہ پرہیزگار، متقی اور متورع ہو۔ اسے اجازت بیعت حضور علیہ السلام اور اپنے بزرگوں سے ملی ہو۔ نیز اپنے بزرگوں کی خدمت کرنے والا ہو۔ اگر اس کا ظاہری علم ہے تو بہت بہتر و اولیٰ ہوگا و لیکن علم ظاہری نہ ہو تو اُن کو پھر علم لدنی حاصل ہو۔ بلکہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ پیر و مرشد کو اتنا ظاہری علم حاصل ہونا چاہیے کہ دین کے مسائل استخراج یعنی نکال سکے اور وہ فرض، سنت اور واجب جانتا ہو۔ حلال و حرام میں بھی تفریق کر سکتا ہو۔ یہ کفایتی علم لازماً پیر و مرشد میں ہونا چاہیے۔ البتہ جب اللہ تعالیٰ اپنے

کسی بندے کو ولایت عطا فرماتا ہے تو اسے علم لدنی سے نواز دیتا ہے جس کی بنا پر وہ علومِ ظاہری نہ رکھنے کے باوجود علم باطنی سے دین کے مسائل بآسانی نکال لیتا ہے۔ اس طرح اسے علم باطن کے ساتھ ساتھ علم ظاہری بھی عطا ہو جاتا ہے۔ جیسے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہری علم حاصل نہ کیا تھا مگر آپ نے ایک طالب علم کو حدیث پاک کا درس دے دیا تھا۔ واقعہ یوں ہے کہ ایک طالب علم وطن بخارا علم سیکھنے کے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں اس کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے جواب دیا کہ میں حدیث کا علم پڑھنے کے لیے بخارا جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم سے حدیث کا علم پڑھ لو۔ وہ طالب علم متردد ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے کس سے حدیث کا علم پڑھا ہے جو میں آپ سے حدیث پڑھوں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو پڑھا دوں گا مگر اسے آپ کی بات پر کوئی یقین نہ آیا۔ رات کو اس طالب علم نے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور علیہ السلام نے اسے ارشاد فرمایا کہ مردانِ خدا جو فرماتے ہیں وہی صحیح ہوتا ہے۔ تم ضرور جا کر ان سے حدیث کا علم حاصل کرو۔ دوسرے دن اس طالب علم نے آپ سے حدیث کا درس لینا شروع کر دیا۔ درس کے دوران اگر کوئی موضوعی یا ضعیف حدیث سامنے آ جاتی تو آپ اس کو فوراً بتلا دیتے کہ یہ حدیث موضوعی ہے۔ ایک روز وہ طالب علم حیران ہو کر آپ سے پوچھنے لگا کہ حضرت آپ کو یہ کیسے علم ہو جاتا ہے کہ یہ حدیث موضوعی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جب حدیث پڑھتے ہو تو میرے سامنے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس ظاہر ہو جاتا ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ہشاش بشاش ہوتا ہے تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث پڑھ رہے ہو اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر شکن نمودار ہو جاتے ہیں اور آپ قریبہ نگاہ سے دیکھتے ہیں ——

—— تو میں سمجھ لیتا ہوں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نہیں ہے بلکہ موضوعی یعنی وضع کردہ ہے اسی طرح متاخرین زمانہ میں ہمارے حضرت شاہجی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ متوطن پیلی بھیت شریف بھی بظاہر ناخواندہ تھے ایک دن آپ نے صرف قصہ منصور کسی نمازی سے پڑھا تھا پھر جب کوئی پڑھانے والا نہ ملا تو آپ نے رو کر اور گڑگڑا کر باری تعالیٰ سے علم عطا کرنے کے لئے التجا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سسکیوں میں علم لدنی عطا فرمایا۔ اس کے بعد بڑے بڑے جید علماء کرام آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے —— حضرت سکر اللہ حو میاں رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی ان ہی علماء میں ہوتا ہے۔

جو حدیث و فقہ پر کامل دسترس رکھتے تھے چنانچہ جب آپ مرید ہوئے تو ایک زمانہ تک آپ پر استغراق غالب رہا جب آپ نے بہ طفیل اپنے پیر و مرشد تصوف کے کچھ مقامات حاصل فرما لیئے تو حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب! قرآن و حدیث کا جو علم تم نے سیکھا ہے وہ لوگوں کو سیکھاؤ۔ چنانچہ اپنے پیر و مرشد کے حکم کے مطابق آپ نے ضلع مردان کے علاقہ میں پڑھانا شروع کر دیا۔ اس دوران جب کوئی مسئلہ سمجھنے یا سمجھانے میں مشکل درپیش آ جاتی تو آپ مراقبے میں حضور شاہجی میاں رحمۃ اللہ علیہ کا تصور فرماتے تو وہ مسئلہ حل فرما دیا کرتے تھے۔

بکثرت ذکر اللہ ہو سے خادم فیض پاتے ہیں
جما لیتے ہیں نقشہ دل میں جب رہ کے مستہ کا

فرمایا کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اگرچہ ظاہری علم نہیں پڑھا تھا لیکن بڑے بڑے عالم اور فاضل اُن کے مرید تھے جیسے حضرت شیخ الاسلام بزدوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ مشہور کتاب بحر الرائق کے مصنف ہیں (یہ چار جلدیں ہیں اب مصری چھاپ ملتی ہے) وہ بھی آپ کے مرید تھے چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم باطنی کے ساتھ ساتھ علم لدنی بھی عطا فرما دیا اور ان بزرگوں کا کوئی فعل اور عمل خلاف شرع ہوتا ہی نہیں تھا۔ اس لیے بڑے بڑے علماء ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ کسی نے ہم کو یہ حکایت سنائی کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک علامہ حاضر ہوا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ تو اتنا علم اور فضل و کمال رکھتے ہیں پھر آپ ایک ناخواندہ درویش کی خدمت میں کیوں حاضر ہوتے ہیں۔ علامہ صاحب نے جواب دیا کہ یہ حضرات مطبخ کے اندر کے کام کرنے والے ہیں۔ ان کو مرچ مصالحے کی تعلیم کی ضرورت نہیں ہوتی اور چونکہ ہم مطبخ سے باہر ہیں ہم نے صرف نعمت خانے کی کتاب پڑھی ہے اس لیے ہم کو بہت پرہیز کے ساتھ اور بہت سوچ سمجھ کر اور کتاب دیکھ کر ہنڈیا میں مصالحہ ڈالنا پڑتا ہے۔

فرمایا کہ ہر مرید کے لیے چند باتیں لازم ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ اپنے مرشد کی خدمت کرے اور اس کی صحبت میں رہے۔ دوئم یہ کہ ان کی بات مانے اور ارادت کو پختہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ کو ستار و غفار جانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کو اپنا رفیق سمجھے اور ہر آن اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ بغیر خدمت کے خدا کے راستے کو کوئی نہیں پہنچ سکا اور بغیر صحبت کے شیطان سے دھوکہ کھاتا ہے۔ جب تک پیر کے ہاتھ میں مانند مردہ بدست زندہ نہ رہے تو مولا کا راستہ نہیں پا سکتا۔ جتنی ان کو اپنے مرشد سے محبت ہوگی اتنی ہی ان کو اپنے مولا سے قربت ہوگی۔ مرید اپنی رضا کو چھوڑ دے تاکہ منزلِ مقصود کو پہنچے جو مرشد کی رضا پر نہ چلے وہ کاذب ہے۔ کسی کے اپنے منہ کا ذائقہ خراب ہو تو وہ شیرینی کو بھی تلخ کہہ دے گا جس طرح بیمار طعام کی لذت کو نہیں پہچانتا کالا بھنورا پھولوں کا طلبگار نہیں ہوتا اور کتے چمن سے محبت نہیں رکھتے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا یکساں طور پر پیدا نہیں فرمائی ہے تمام مخلوق کو جدا جدا رنگ میں پیدا کیا ہے کسی کو کسی مقصد کے لیے اور کسی کو کسی کام کے لیے بنایا ہے۔ کسی کا نصیبہ اچھا اور کسی کا برا ہوتا ہے۔ اچھا انسان عطر اور خوشبو کی جگہ گندگی کو دیکھنا کبھی پسند نہ کرے گا مگر گوبر کے کیڑے (کالا بھنورا) پر گلاب کے عطر کا ایک قطرہ ڈال دیں تو اس کی زندگی کا رشتہ ختم ہو جاتا ہے کیونکہ اس کے نتھنوں میں خوشبو کی سمائی نہیں ہے۔ بہار تازہ کا لطف اللہ تعالیٰ نے بلبلوں کی قسمت میں لکھا ہے اسی طرح کسی کو دنیا پسند ہے اور کسی کو عقبیٰ پسند ہے کوئی دنیا دار بنتا ہے اور کوئی اللہ والا بنتا ہے۔

فرمایا کہ دنیا کا طالب مونث ہوتا ہے۔ جنت کا طالب مخنث ہوتا ہے اور مولا کا طالب مذکر ہوتا ہے۔ جو مولا کا طالب ہوتا ہے وہ سب پر سبقت لے جاتا ہے۔ مولا کا طالب دنیا کی لذات کو پسند نہیں کرتا اگر کوئی ان کو ایک کوڑی کے بدلے دنیا کی بادشاہت بھی دے تو قبول نہیں کرتے یہ مولا کی محبت میں اپنے سر کی بازی لگا دیتے ہیں اپنی جان اور جہان دونوں کو بھلا دیتے ہیں۔ ہر مرید کو ہمیشہ یہی دعا کرنا چاہیئے کہ یا اللہ مجھے اپنی محبت عطا فرما کہ اس محبت میں ہر وقت تیری حمد و ثنا کہتا رہوں اور مجھے بزرگوں کے نقش قدم پر چلا۔

فرمایا کہ بزرگوں کی اچھی باتیں شیر و شکر سے زیادہ مرغوب ہوتی ہیں۔ ان نیک باتوں کو سننے سے نامرد بھی مرد ہو جاتا ہے اور اگر مرد بات سن لے تو وہ گلاب کی طرح کھل جاتا ہے اور ان مردان کامل کی باتوں سے انسان گوہر بن جاتا ہے مگر غافل لوگ اس کی قدر و قیمت کو کیا جانیں جس طرح چھوٹے بچے لعل و موتی کی اہمیت کو کیا پہچانیں۔ فرمایا کہ یہ مت کہو کہ دنیا میں بزرگ نہیں ہیں۔ بزرگ ہیں مگر ان کے طالب نہیں ملتے۔ اگر کوئی چیز تمہارے گھر میں نہیں ہے۔ تو یہ مت کہو کہ وہ کہیں نہیں ہے۔ بزرگوں کی مثال زمین کے پہاڑ جیسی ہے۔ یہ زمین پر مانند پہاڑ کے میخیں (کیلیں) گڑی ہوئی ہیں۔ اگر دنیا میں یہ اوتاد، نقیب اور نجیب نہ ہوتے تو تم دیکھتے کہ یہ دنیا بہت جلد تباہ ہو جاتی۔ یہ کئی کئی قسم کی بلائیں لوگوں سے ہٹاتے ہیں۔ اور ان لوگوں سے اپنی دعا سے طرح طرح کی آفتیں دور کرواتے ہیں۔

فرمایا کہ ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے بار الٰہی میں کس طریقے سے تم سے ملنے آؤں تو ہاتفی آواز آئی کہ اگر میری طرف آنا ہے تو تن کو چھوڑ دو اور جان پر قدم رکھو کیونکہ جو کوئی میری طرف آنا چاہتا ہے اس کو یہ عمل کرنا پڑتا ہے۔ اس راستے پر چلنے کے لیے تن کو چھوڑ دینا اور خواہشات و لذات کو ترک کر دینا ہوگا۔ تمہارے اور تمہارے اللہ کے درمیان تمہارا بدن حجاب ہے۔ تم اس کو دوست جانتے ہو لیکن یہ تمہاری جان کا دشمن ہے گویا کہ یہ راستہ بڑا کٹھن ہے کیونکہ اس میں سراسر اپنے نفس کے خلاف چلنا پڑتا ہے جو کوئی نفس کی مخالفت نہیں کر سکتا وہ اس راستے پر نہیں چل سکتا۔ یہ راستہ ابوالہوس کا نہیں ہے یہ راستہ اس کا ہے جو جان کو ترک کر دے۔ جب تک یہ پروانے کی طرح اپنی جان کی بازی نہیں لگائے گا تو یہ پروانہ اپنے مولا تک کیسے پہنچے گا۔ جب تک کہ زندہ مردے کے حساب پر نہ ہو جائے تو اس کی آنکھوں سے حجاب باری تعالیٰ نہیں ہٹ سکتا۔ ہر بندے کو صرف مولا کی طلب چاہیئے اور یہ طلب ہمیشہ کرتے ہی رہنا چاہیئے۔

فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جتنی ہو سکے اتنی محنت کرتے رہو۔ جتنی وسعت ہو اتنی تکلیف اٹھاتے رہو۔ کشائش مولا کے کرم پر ہو گی مکلف کو بس کوشش کرتے رہنا چاہیئے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ السعی منی والاتمام علی اللہ یعنی سعی ہم سے ہے اور پورا کرنا اللہ کا کام ہے۔ فرمایا کہ طریقت تو ایک قدم ہے اس پر باور کرو کہ یہ بہت سخت راستہ ہے اگر یقین سے دیکھو سخت اس لیے ہے کہ اس میں جان کی بازی لگانا ہے اور مشکل اس لیے ہے کہ اپنے نفس کی ہر مراد چھوڑنا ہے۔ اللہ تعالےٰ کسی پر یہ قدم آسان کر دیتا ہے۔ جیسے پروانہ جان و مال سے آگے نکل جاتا

ہے جو کوئی قدم اپنی جان پر نہیں رکھ سکتا وہ خواہ مدتوں سرگرداں رہے مولا تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب نفس کی سب مرادیں قطع ہو جائیں تو طالب کی خاطر جمع ہو جائے گی اور ایک ذرہ بھر غیریت دل میں آ جائے تو مانند پہاڑ کے بن جائے گی جیسے ایک تنکا آنکھ میں پڑ جائے تو وہ پہاڑ کی مانند محسوس ہوتا ہے۔ جب تک خواہشات نفسی کو نہیں ہٹاؤ گے محبوب حقیقی کے وصال کو نہیں پہنچو گے۔ جب تک جان اور جہان سے فنا نہیں ہو گے تو محبوب کے ساتھ آشنا نہیں ہو گے جب تک ہر چیز میں حضوری نصیب ہو تب تک یہ پلید نفس کبھی نمازی نہیں بن سکتا اور ہر کام میں نفس پلید تمہارے ساتھ شریک ہے خود دن جہاں تمہارے اوپر تاریک ہے۔ اگر حقیقت کی آنکھیں بینا ہو جائیں تو تاریک رات تمہارے اوپر روشن ہو جائے۔

فرمایا کہ اگر تمہیں اپنے مولا کو اپنے گھر بلانا ہے تو اپنے دل کو تمام خطرات سے پاک کرو۔ کیونکہ بادشاہ جہاں کی دعوت کرنے پر گھر کو صاف ستھرا نہیں رکھو گے تو بادشاہ کو کہاں بٹھاؤ گے۔ لہذا تمام کوڑے کرکٹ کو اپنے خانہ دل سے نکالو اور تمام وسواس و خدشات قلب سے دور رکھو تاکہ مولا کی تجلی و انوار کے اثرات تمہارے دل پر ظاہر ہونے لگیں۔ فرمایا کہ نفس چار قسم کا ہے ایک امارہ بالسُّوء ہے اور دوسرا نفس لوامہ ہے تیسرا نفس ملہمہ ہے اور چوتھا نفس مطمئنہ ہے۔ نفس امارہ بالسُّوء ہر عام انسان کا نفس ہے اور وہ اپنی ہر خواہش پوری کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس میں حلال و حرام کی تمیز نہیں کرتا۔ اپنی خواہشات کے ساتھ چلاتا ہے اور یہ برائی کی طرف مائل رہتا ہے۔ دوسرا نفس لوامہ ہے۔ یہ گناہ کا ارادہ کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے مگر فوراً نفس ان کی ملامت کرتا ہے لہذا یہ اپنے قبیح خیالات سے واپس ہونے کی کوشش کرتا ہے تیسرا نفس ملہمہ ہے یہ ہمیشہ انسان کو نیکی کے کاموں پر آمادہ کرتا ہے اور برائی کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ بہ سبب کثرت عبادت و ریاضت اور تصور شیخ سے یہ نیک بن جاتا ہے۔ برائی اس کے پاس سے نہیں گذرتی چوتھا نفس مطمئنہ ہے یہ انسان کو اطمینان دلاتا ہے اور ہمیشہ اپنے خداوند قدوس کی طرف راغب رہتا ہے اور یہی نفس انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کا ہے یہ کسی صورت سے بھی بہکتا نہیں ہے۔ ایسے انسان پر مولا کا خاص کرم رہتا ہے مگر بزرگان دین ہمیشہ نفس کو اپنے قابو میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر نفس کو مجاہدے کی بھٹی میں تپاتے رہو گے تو یہ تمہارے قابو میں رہے گا اور اگر اس کی مرضی پر چلو گے تو یاد رکھو یہ تمہیں نقصان میں ڈال دے گا۔

فرمایا کہ نفس ان خواہشات کا نام ہے جو دراصل عناصر اربعہ سے پیدا ہوتا ہے اور نفس کے ذریعے انسان کے بدن میں داخل ہو کر یہ دونوں مل کر بندے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ نفس کی مثال اس بھوکے شیر کی ہے کہ جو پھاڑنے والا ہے جو نہ اپنے کی پرواہ کرتا ہے اور نہ دوسرے کی پرواہ کرتا ہے۔ یہ کالا کتا ہمارے پیچھے لگا ہوا ہے۔ رات دن چمٹا اور کاٹنے کو دوڑتا ہے۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں بھاگوں تو اس سے بھاگ نہیں سکتا ہوں کیونکہ اس نفس کی ہمیشہ برائی پر نظر ہے اپنے مطلب کے سامنے نہ کسی کی سنتا ہے نہ کسی کی طرف دیکھتا ہے وہ ہر صورت اپنا مطلب پورا کر بیٹھتا ہے۔ ہمیشہ اپنی مدعا اور اپنی رضا پر ہی عمل کرتا رہتا ہے اور کسی کی نصیحت قبول نہیں کرتا نہ ہی تو بہت مال ملنے پر شکر کرتا ہے اور

نہ ہی کم بلکہ برابر کرتا ہے ۔ نہ پیٹ بھر کر کھانے پر مولا کی عبادت کرتا ہے کیونکہ نیند کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بھوکے پیٹ بھی اللہ کی عبادت کرتا ہے کہ بھوکا ہوں کچھ پیٹ میں ڈالوں تو عبادت کروں یہ صاحب بے خصوصیت ہے اور یہ خدا کی بندگی کی بہت کم رکھتا ہے ۔ یہ صرف اپنی جان کا آشنا ہے اور کسی کا آشنا نہیں. شیطان سینے میں چوہے کی طرح داخل ہے لیکن انسان کا اپنا نفس امارہ نقصان میں شیطان سے زیادہ ہے اور شیر کی طرح اس کا پیچھا اور قابو میں کرنا آسان نہیں ہے جس کا یہ نفس شیطان کا ساتھی بن جائے اس کے لیے اس نفس سے زیادہ اور کوئی بڑی بلا نہیں ہے ۔ یہ جب تک کہ اپنا ناقص مدعا پورا نہ کر لے تو اپنے غصے سے پیچ و تاب کھاتا رہتا ہے. نفس امارہ کی مثال شیر کی ہے جو کہ انسان کو پھاڑتا ہے اور شیطان کی مثال لومڑی کی ہے جو کہ مکر کر کے اس کو فریب میں لاتا ہے ...

فرمایا کہ جو کوئی اپنے نفس کی رضا چاہے گا اس کو نتیجہ "پشیمانی" کے سوا اور کچھ نہ ملے گا. یہ نیند و غفلت اور کھانے پینے میں لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا. گدھے کی طرح لاتیں مارے گا اور نیکی کا کام کچھ نہ کرے گا. نفس اور شیطان دونوں دین کے رہزن ہیں اس سے ہمیشہ بچنے کی کوشش کرو اور ان دونوں سے ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے رہو. کیونکہ اول شیطان ہمارے ساتھ دشمن اصل ہے دوسرا دشمن نفس ہمارے ساتھ بغل میں موجود ہے. اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے رہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کہ وہ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھیں. فرمایا کہ اے مومن الیقین کی تلوار ہاتھ میں اٹھا اور نفس و شیطان کا سر قلم کر. وسواس کو اپنے دل سے نکال باہر کر اور یقین کے الماس سے وسواس کو کاٹ. فرمایا کہ جس نے اپنے نفس کو نیستی ہے نہیں پہچانا کہ فنا ہونے والا ہے. اس نے اپنے رب کو ہستی سے نہیں پہچانا کہ جو ذات رب الاعلیٰ ہمیشہ باقی رہنے والی ہے. اگر نفس کو قابو کرنا چاہتے ہو تو ہمیشہ بھوکا تنہا اور خاموش رہ. اگر نفس کو مغلوب کرنا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہو تو کم بولو، کم سوؤ اور کم کھاؤ پیو کیونکہ بھرا ہوا پیٹ دیو کا میدان ہوتا ہے اور بھوکا پیٹ اس کا زندان ہوتا ہے.

فرمایا کہ نفس کبھی تمہارے ساتھ اچھائی نہیں کرے گا جس طرح کہ دشمن کبھی دشمن کے ساتھ اچھائی کرتا ہی نہیں. نفس کے خلاف عمل کرنا ہی اس کا مغلوب ہونا ہے. اور اس کی مراد پوری نہ کرنا ہی اس پر ضرب کاری ہے. یہ تم سے غافل نہیں لہذا تم بھی اس سے غافل مت ہونا. تم سادہ دل ہو، نفس کے مکر و فریب میں ہرگز نہ آنا جب ایسی بلا تمہارے گھر میں موجود ہے تو تم کیوں ہنس رہے ہو. خیال رہے یہ بہت زور آور چیز ہے. تمہارے گھر میں اس نے اپنا گھر کر لیا ہے. ایسے دو دشمن تم اپنے گھر میں رکھتے ہو ایک نفس ہے اور دوسرا شیطان ہے تم ان دو بلاؤں کے بیچ میں پڑے ہو اور خناس تمہارے دل میں وسواس پیدا کرتا ہے. وہ وسواس کے کنویں میں تمہیں ڈال دے گا اور اس دشمن سے بڑا دشمن کوئی نہیں ہے کہ جو نفس اپنے قابو میں نہیں ہے. فرمایا کہ نفس کو ہمیشہ سر نیچے مقہور رکھو اور کسی وقت بھی اس کو خالی مت چھوڑو کیونکہ نفس کو خالی چھوڑ رکھنے سے مولا خفا ہوتا ہے. اگر تم نے نفس کو مغلوب نہ کیا تو یہ تم پر غالب ہو کر تمہیں مار ڈالے گا. اول تو اس کے

دین کا کام لو۔ ذکر، عبادت، تسبیح، نماز اور روزہ زیادہ کرو اور اگر یہ مولا اور حق کو یاد کرے تو اس سے دنیا کی محنت زیادہ لو۔ اگر تم نے نفس کو بھوکا پیاسا نہ رکھا اور اسے دنیا میں لیے ہر وقت کھلاتے پلاتے رہے تو یہ تم کو کسی نہ کسی بلا میں ڈال دے گا۔ ہارون الرشید بادشاہ کی بیوی زبیدہ کبھی فارغ بیٹھنا پسند نہ کرتی تھی وہ ہر وقت فارغ وقت میں چرخہ کاتتی ہو

بیٹھے بیٹھے کچھ کیا کر نہیں تو کپڑے پھاڑ کر پھر سیا کر

یہ کپڑے پھاڑ کر سینے کی تو ایک مثال دی ہے مگر حقیقت میں اس نفس سے مولا کی عبادت کا کام زیادہ لیا جائے کیونکہ پھر دنیا میں آنا نہیں ہے۔ جس کے سبب سے عاقبت کی خوشحالی جو ہمیشہ رہے گی وہ تمہیں حاصل ہو جائے گی۔

فرمایا ہم نماز میں یہ کہتے ہیں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ (اے اللہ! ہمیں صراطِ مستقیم پر چلا) اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صراطِ مستقیم کون سا راستہ ہے؟ کیونکہ ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ صراطِ مستقیم ہمارا راستہ ہے لیکن قرآن عظیم کے مطابق اس کے ساتھ ہی یہ استدعا بھی کی جا رہی ہے کہ صراط الذین انعمت علیہم (راستہ ان لوگوں کا جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا) انعام کس پر ہوا ہے؟ اس بارے میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیۡقِیۡنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا (جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا اور وہ انبیاء صدیقین شہداء اور نیک لوگ ہیں یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں) ۴ : ۶۹ گویا انبیاء علیہ السلام، اولیاء اللہ، غوث، قطب، اوتاد اور ابدال یہ سب صالحین کے زمرے میں آتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص فضل و انعام کیا ہے اور انہیں بزرگانِ دین کا جو راستہ ہے وہی ہمیں منزلِ مقصود تک پہنچائے گا۔ اسی راستے کے ذریعے ہی ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر سکیں گے۔

آپ نے فرمایا کہ بُرے دوستوں کی صحبت سے ہمیشہ دور بھاگنا چاہیے کیونکہ بُرا دوست سانپ سے زیادہ بد تر ہے جیسے کہ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

تا توانی دور شو از یار بد

یار بد بدتر بود از مار بد

مار بد تنہا ہمی بر جان زند

یار بد بر جان و بر ایمان زند

تم میں جتنی طاقت ہو سکے بُرے ساتھی سے دور بھاگو کہ بُرا ساتھی جو ہے وہ سانپ سے زیادہ بدتر ہوتا ہے۔ سانپ تو صرف تمہیں ڈس کر تمہاری جان ہی لے گا لیکن بُرا دوست تمہاری جان کے ساتھ ساتھ ایمان بھی لے جائے گا یعنی پہلے تو وہ تمہیں گناہوں میں ملوث کر کے ایمان کی دولت چھین لے گا اور آخر میں ہلاک کر کے دنیا سے ختم کر دے گا لہٰذا انسان کو چاہئے کہ وہ ہر حال میں نیکوں کی صحبت اختیار کرے۔ اولیاء اللہ، صالحین اور صدیقین کی صحبت سے ہی انسان دنیا و آخرت کی فلاح پا سکتا ہے۔

صوبہ سرحد کے ولی کامل حضرت سید گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ

اب یہاں ذیل میں حضرت سید عبدالبصیر میاں المعروف اللہ ہو میاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ اور قبلۂ عالم حضرت سید عبدالرشید میاں دامت برکاتہٗ کے جد امجد صوبہ سرحد کے مشہور ولی کامل حضرت سید گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بھی قارئین کی معلومات کے لیے مختصر طور پر پیش کیے جا رہے ہیں۔

غوث دوراں قطب زماں حافظ القرآن حضرت سید گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کا اسم مبارک حضرت سید گل محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ علاقہ چھچھ موضع داماں ضلع کیمبلپور (اٹک) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سید مراد محمد میاں صاحب ہے جو کہ نہایت بلند مرتبہ بزرگ تھے اور خان خاناں بابا رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا مزار شریف موضع ہنڈ تحصیل صوابی میں مرجعِ خلائق ہے۔ حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کے داداجان کا اسمِ گرامی سید شاہ عبدالعزیز صاحب المعروف خان طیار بابا رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کا مزار شریف موضع ملو داماں میں دریائے سندھ کے کنارے واقع ہے اور آپ کے مزار اقدس پر ریاحی امراض کے لوگ دور دور سے آتے ہیں اور شفایاب ہو کر واپس لوٹتے ہیں اور یہ حضرات غوث الاعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں جو کہ عراق سے براستہ ایران، کابل آکر صوبہ سرحد کے علاقہ میں سکونت پذیر ہوئے (صوبہ سرحد میں خان کا لقب جاگیردار کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے) آپ کا مختصر نسب نامہ اس طرح ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز بن سید پوردل بن شاہ محمد شعیب (آپ کا مزار شعلانہ درہ چپریال علاقہ ننگرہار میں ہے)

شاہ محمد شعیب صاحب کا شجرہ نسب حضور سید عبدالرزاق صاحب ابن غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ شاہان درانی کے ہمراہ افغانستان میں شعلانہ مقام سے ہندوستان تشریف لائے اور یہاں انہوں نے موضع ملو علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں مستقل قیام کر لیا تھا۔ بادشاہ وقت نے پانچ گاؤں آپ کی نذر کر دیئے تھے۔ وہ یہ ہیں، ویسا، کیمبل پور، ہارون، داماں اور ملو۔ حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن میں ہی آپ کے والد ماجد شاہ سید مراد محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ کا موضع ہنڈ میں انتقال ہو گیا تھا۔ آپ نے اپنے داداجان کے زیر سایہ موضع ملو میں تربیت پائی پھر آپ کے داداجان کا وصال ہو گیا کچھ عرصہ موضع ملو میں قیام کرنے کے بعد آپ نے اپنے آبائی وطن ننگرہار کی طرف جانے کا قصد کر لیا۔ چنانچہ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ موضع ملو سے روانہ ہو گئے اور آپ پہلے نستہ تحصیل نوشہرہ تشریف لائے۔ یہاں پر والدہ صاحبہ کا سایہ بھی اٹھ گیا۔

اس کے بعد آپ پشاور تشریف لائے۔ پشاور کے قریب بہادر گاؤں میں آپ نے قیام کیا اور وہاں پر موضع چمکنی کے بزرگ میاں عمر رحمۃ اللہ علیہ بھی قیام پذیر تھے۔ آپ دونوں حضرات نے وہاں مولوی صاحب سے دینی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور دوران تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ نے قرآن پاک حفظ کرنا بھی شروع کر دیا۔ تھوڑے عرصے میں آپ حافظ قرآن بھی ہو گئے۔ پھر آپ اپنے آبائی وطن ننگرہار تشریف لے گئے اور وہاں پر اپنے خاندان میں شاہ پور دل رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کر لی اور انہوں نے کوڑھ اور جذامی مریضوں کو دم کرنے کی اجازت دے دی اور وہیں پر آپ نے اپنے خاندان میں شادی کر لی۔ تقریباً تئیس برس وہاں قیام کیا۔ پھر آپ کو اپنی جائے پیدائش موضع چھچھ ضلع اٹک کی طرف جانے کا خیال ہوا اور آپ معہ اپنے اہل و عیال کے پشاور تشریف لائے اور پشاور سے طورو ضلع مردان میں قیام فرمایا۔ یہیں پر آپ کی پہلی کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔

کشف و کرامات

چونکہ آپ صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے اس لیے اپنے آپ کو چھپانے کی خاطر آپ طورو کے ایک جاگیردار کے ساتھ دہقان کے طور پر زراعت کا کام کرنے لگے۔ ان کے ساتھ کچھ اور دہقان بھی تھے۔ حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ تو دن کے وقت ان کے ساتھ کھیتوں میں کام کرتے تھے اور رات کو عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ ان دنوں مکئی کی فصل پکی ہوئی تھی اور خان صاحب کے دہقان رات کو باری باری فصل کو گیدڑوں سے بچانے کے لیے تمام شب بیدار رہ کر چوکیداری بھی کرتے تھے۔ لیکن گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ اپنی باری میں کھیتوں میں چوکیداری کی بجائے تمام رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتے تھے۔ دوسرے دہقانوں نے خان صاحب سے شکایت کی کہ وہ اپنی باری میں چوکیداری نہیں کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اگر میری باری میں کوئی نقصان ہوا تو تمہاری شکایت بجا ہو گی۔ چنانچہ جب آپ کی باری آئی تو آپ مسجد میں بیٹھے عبادتِ الٰہی میں مصروف تھے۔ جونہی گیدڑ کھیت میں داخل ہوتا اور مکئی کے بھٹے کو منہ لگاتا وہیں تڑپ کر مر جاتا تھا۔ صبح جب خان صاحب اور دوسرے لوگوں نے یہ حال دیکھا تو حیران رہ گئے۔ خان صاحب نے توبہ کی اور حضرت سے معافی مانگی کہ میں نے اتنے بڑے ولی اللہ سے کیوں کام لیا۔ پھر بیلوں کی ایک قیمتی جوڑی دے کر آپ کو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ اس کے بعد آپ تورڈھیر ضلع صوابی تشریف لائے اور اپنی تمام زندگی اسی جگہ گزار دی اس وقت تورڈھیر کی آبادی ۱۳ تیرہ گھروں پر مشتمل تھی۔ جب گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ تورڈھیر تشریف لائے تو مسجد گجراں میں سکونت پذیر ہوئے۔ لوگوں میں آپ کے روحانی کمالات کا چرچا عام ہو گیا۔ چنانچہ آپ کے پاس پھوڑے پھنسیوں اور جذام کے لاتعداد مریض روزانہ آیا کرتے تھے اور شفایاب ہو کر جاتے تھے اور یہ فیضان اب تک جاری ہے۔ آج بھی آپ کی اولاد میں سے کسی کا لعاب دہن پھوڑے پھنسی پر لگانے سے آرام ہو جاتا ہے اور روزانہ ہزاروں مریض آپ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے ہیں۔ آپ کے مزار اقدس کے قریب جو مٹی رکھی ہوئی ہے لگانے سے بھی پھوڑے پھنسیوں یہاں تک کہ جذام کے مریض

بھی صحت یاب ہو جاتے ہیں۔

جب آپ تورڈھیر شریف لائے تو تانوں نامی گاؤں میں میاں عمر صاحب رحمتہ اللہ علیہ اسوقت کے ایک نامور بزرگ موجود تھے لیکن ان کے پیرومرشد حضرت جی بابا المعروف اٹک بابا رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں جلد تانوں سے موضع چمکنی ضلع پشاور جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دو تلواریں ایک نیام میں نہیں سما سکتیں کیونکہ تورڈھیر میں حضرت گل بابا میاں رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے ہیں۔ تورڈھیر میں آپ نے اپنے لیے ایک مکان بنوا جس کا مٹی کا چبوترہ اور چھت کے شہتیر دو صدیاں گزر جانے کے بعد اب تک موجود ہیں۔ لکڑی کے اس شہتیر میں یہ خاصیت ہے کہ اسے بچوں کے ورم ناف پر ملنے سے سوجن ختم ہو جاتی ہے اور لوگ اتوار کے دن کافی تعداد میں بچوں کو لاتے ہیں۔

حضرت سید گل بابا میاں رحمتہ اللہ علیہ بڑے صاحب جلال اور بلند مرتبہ بزرگ تھے کسی نے ایک دفعہ حضرت میاں محمد عمر چمکنی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ جمالی درویش اور جلالی درویش کہاں ملیں گے، انہوں نے فرمایا کہ اس وقت جمالی درویش تو پشاور میں حضرت شاہ قبول صاحب بہشتی ہیں جو لوگوں کو پانی پلاتے ہیں اور جلالی درویش حضرت میاں گل بابا ہیں جو تورڈھیری میں ہیں چنانچہ وہ سائل پہلے پشاور گیا اور اس نے حضرت شاہ قبول صاحب بہشتی سے پانی مانگا تو انہوں نے پانی دیا تو سائل نے پانی گرا دیا اس نے پھر پانی مانگا تو انہوں نے پھر اسے پانی دیا اس نے پھر گرا دیا اس طرح وہ پانی مانگتا گیا اور گراتا گیا انہوں نے انکار نہ کیا یہاں تک کہ مشک میں پانی ختم ہو گیا لیکن انہوں نے منہ سے اف تک نہ کیا وہی سائل جب حضرت گل بابا میاں رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت کھیت میں گزائی کر رہے تھے اس سائل نے آپ سے مولی طلب کی۔ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اسے کھیت ہی سے ایک مولی اکھاڑ کر دے دی سائل نے کہا کہ یہ مولی اچھی نہیں دوسری دیں اس پر بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایک دم جلال میں آ گئے اور فرمایا کہ یہی مولی رکھ لو ورنہ اچھا نہ ہوگا میں پشاور کا بہشتی نہیں ہوں چلے جاؤ یہاں سے بالآخر وہ سائل معافی کا طلب گار ہوا۔

نوٹ: ہر سال ۱۰ ررمضان المبارک دربار اللہ ہو میاں پیلی بھیت شریف مین بڑی شان وشوکت کے ساتھ آپ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ اور راجدھانی دہلی ویلکم میں آستانہ قادریہ قدیریہ رشیدیہ شیریہ صوفی شمیم الحسن کے یہاں جشن گل بابا میاں کے نام سے منایا جاتا ہے۔ ختم قرآن تقسیم لنگر اور روزہ افطار کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

بادشاہ احمد شاہ ابدالی آپ کے پاس دعا کے لئے اکثر آیا کرتے تھے اور تورڈھیر شریف کے ارد گرد کافی زمین آپ کو بطور نذرانہ پیش کی جو آج تک آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہے اور بادشاہ آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید جان محمد میاں رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ کابل لے گئے اور اپنے خاندان میں شادی کرائی جن کی اولاد تورڈھیر شریف میں اب تک آباد ہے آپ کی اولاد میں حضرت قطب الارشاد، مولوی سید عبدالبصیر میاں المعروف اللہ میاں رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت میں غوث دوراں گزرے ہیں۔ یہ حضرت شاہ جی محمد شیر میاں رحمتہ اللہ علیہ پیلی بھیت (یو۔پی) کے خلیفہ اعظم اور علوم ظاہری اور باطنی

بی کمال کو پہنچے ہوئے تھے اُنہیں اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ جی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر محبت تھی کہ ایک لمحہ کی جدائی بھی اُن سے گوارا نہیں کرتے تھے۔ اپنے پیرو مرشد کی محبت کی کشش میں انھوں نے تورڈھیر ضلع صوابی سے پیلی بھیت شریف یو پی کا ساڑھے سات سو میل کا سفر پیدل طے کیا اور پھر مستقل طور پر پیلی بھیت میں سکونت اختیار کی۔ اُن کے صاحبزادے قطب الاقطاب مولوی سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ بھی ایک عظیم الشان بزرگ گزرے ہیں۔ اُن کو اپنے والد صاحب سے خلافت حاصل تھی اور آپ کشف و کرامات کے بحر بیکراں تھے اور آپ کے لاکھوں مریدین بھی اس وقت ہندوپاکستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی موجود ہیں۔ ان دونوں حضرات کے مزارات پیلی بھیت شریف میں، محلہ آمنے سامنے واقع ہیں۔

اُن کے سجادہ نشین شیخ المشائخ "قبلۂ عالم مولوی سید عبدالرشید میاں دامت برکاتہ" حضرت شاہ سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ انہوں نے مستقل طور پر اقامت اپنے آبائی قصبہ تورڈھیر شریف ضلع صوابی (مردان) میں رکھی ہوئی ہے لیکن آپ سال کا بیشتر حصہ آستانۂ قادریہ قدیریہ لبصیریہ ۷۱۔ اقبال کالونی تین ہٹی کراچی میں گزارتے ہیں کیونکہ یہاں پر مریدین کا حلقہ کافی وسیع ہے۔

حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۱۸۱ھ تورڈھیر شریف ضلع صوابی میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ اور ابجد کے حساب سے آپ کی تاریخ وصال "غم صدق" ہے آپ کا سالانہ عرس ہر سال ۱۰ رمضان المبارک کو تورڈھیر شریف ضلع صوابی اور پیلی بھیت شریف کے علاوہ کراچی میں آپ کے جانشین قبلۂ عالم حضرت سید عبدالرشید میاں مدظلہ العالی اور صاحبزادہ الحاج مولانا سید عبدالاحد میاں کی زیر پرستی بمقام تین ہٹی آستانہ قادریہ، لبصیریہ، قدیریہ میں نہایت تزک و احتشام سے انعقاد پذیر ہوتا ہے جس میں بعد نماز عصر قرآن خوانی، فاتحہ اور بعد نماز مغرب تقسیم لنگر اور بعد نماز عشاء نعت خوانی و تقاریر علماء کرام کا پروگرام ہوتا ہے۔

نوٹ: کتاب ہذا کے ص ۳۷۷ و ص ۳۸۵ کے مطابق سلاسل اربعہ کی اجازت سلسلہ عالیہ قادریہ، شبیریہ، لبصیریہ، قدیریہ میں حضرات بالا سے چلی آرہی ہے چنانچہ آئندہ صفحات پر ان چاروں سلسلوں کے شجرے الگ الگ دیئے جا رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ میں شجرہ قادریہ جدیدیہ زیادہ تر مروّج ہے کیوں کہ حضرت قبلہ شاہ جی محمد شیر میاں پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ زیادہ مرغوب تھا تاہم اجازت قادریہ خلفایہ کی بھی چونکہ اس سلسلۂ عالیہ کو حاصل ہے لہٰذا اس کتاب میں شجرہ عالیہ قادریہ خلفایہ کو بھی شامل کیا جا رہا ہے تاکہ یہ شجرہ معدوم نہ ہو جائے۔ آخر میں ان شجروں کی ترتیب کے مطابق سلاسل اربعہ کے جملہ بزرگانِ شجرہ کے اسمائے گرامی ان کے مقامات آرام گاہ اور تاریخ ہائے وصال بڑی چھان بین کے بعد دی گئیں ہیں جن حضرات کے اسمائے گرامی چاروں سلسلوں کے شجروں میں شامل ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی شروع میں صرف ایک ہی جگہ لکھے گئے ہیں دیگر تمام حضرات کے اسمائے گرامی ان کے سلسلوں کے زیر عنوان دیئے گئے ہیں۔

شجرۂ عالیہ قادریہ حمدیہ

حمد لا محدود ہے رب العلےٰ کے واسطے
اور درود پاک محبوب خدا کے واسطے

خانۂ دل کو میرے چمکا دے اپنے نور سے
سید عبد الاحد نور الہدیٰ کے واسطے

مولوی عبد الرشید و مولوی عبد القدیر
مظہر نور نبی نور خدا کے واسطے

مولوی عبد البصیر اولادگل بابا میاں
شاہ محمد بشیر صاحب رہنما کے واسطے

حضرت احمد علی و شاہ درگاہی میاں
شہ جمال اللہ صاحب باصفا کے واسطے

شاہ قطب الدین زبیر و نقشبند با خدا
خواجہ معصوم صاحب بے ریا کے واسطے

حضرت احمد جی مجدد اور سکندر شاہ جی
شہ کمال کیتھلی سے پیشوا کے واسطے

شہ فضیل حضرت گدا و شاہ شمس الدین پیر
شہ گدا رحمٰن مقبول خدا کے واسطے

شاہ شمس الدین صحرائی عقیل پاکباز
شہ بہاؤ الدین صاحب با خدا کیواسطے

حضرت عبد الوہاب و شاہ شرف الدین ولی
عبد الرزاق ابن غوث حق نما کے واسطے

شاہ جیلان غوث اعظم عبد قادر دستگیر
شاہ ابو صالح ولی پارسا کے واسطے

شاہ عبد اللہ جیلی شاہ یحییٰ رہنما
شاہ محمد شاہ پیر باصفا کے واسطے

حضرت داؤد موسیٰ مورث عبد اللہ پیر
موسیٰ عبد اللہ محض حاجت روا کے واسطے

شہ حسن حضرت مثنیٰ اور حسن حضرت امام
حضرت مولا علی مشکل کشا کے واسطے

سرور دنیا و دیں محبوب رب العالمین
یعنی پیغمبر محمد مصطفےٰ کے واسطے

واسطہ ان سب کا دیکر اے کریم کارساز
ہاتھ اٹھاتا ہے یہ عاصی اب دعا کیواسطے

بخشدے عصیاں مرے کرلے مری توبہ قبول
جملہ پیران طریقت حق نما کے واسطے

معصیت میں غفلت و مستی میں گزری ہے یہ عمر
توشہ کیا لیجاؤں میں روز جزا کے واسطے

عمر باقی تیری طاعت میں بسر ہو یا خدا
ملتجی ہوں تجھ سے بس تیری رضا کے واسطے

مجھ سے نادانستہ دانستہ ہوئے جتنے گناہ
عفو کر دے چار یار باصفا کے واسطے

خاتمہ بالخیر ہو دنیا سے ساتھ ایمان کے
باب رحمت وا ہو عرض مدعا کے واسطے

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ

حمد لا محدود ہے رب العلےٰ کے واسطے
اور درودِ پاک محبوبِ خدا کے واسطے

خانۂ دل کو میرے چمکا دے اپنے نور سے
سید عبدالاحد نورالہدیٰ کے واسطے

مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالقدیر
مظہرِ نورِ نبی نورِ خدا کے واسطے

مولوی عبدالبصیر اولاد گل بابا میاں
شاہ محمد شبیر صاحب رہنما کے واسطے

حضرت احمد علی و شاہ درگاہی میاں
شہ جمال اللہ صاحب باصفا کے واسطے

شاہ قطب الدین زبیرِ نقشبندِ با خدا
خواجہ معصوم صاحب بے ریا کے واسطے

حضرت احمد جی و حضرت باقی باللہ دستگیر
نقشبندی سلسلہ کے اولیا کے واسطے

شاہ امکنگی و درویش محمد با خدا
شاہ زاہد پیر کامل باصفا کے واسطے

شہ عبید اللہ و شہ یعقوب چرخی دین پناہ
شہ علاؤالدین صاحب پیشوا کے واسطے

مولوی حضرت بہاؤالدین و حضرت شہ کلال
حضرت بابا سماسی رہنما کے واسطے

پیرِ خواجہ رامیتنی حضرتِ محمود پیر
شاہ عارف عبدِ خالق اولیا کے واسطے

یوسف ہمدانی و حضرت بوعلی فارمد
بوالحسن اور بایزید باصفا کے واسطے

جعفر و قاسم امام و شاہ سلمان فارسی
حضرتِ صدیق یارِ مصطفیٰ کے واسطے

سرورِ عالم رسولِ پاک محبوبِ خدا
شافعِ محشر محمدؐ مصطفیٰ کے واسطے

جرم و عصیاں عفو کر دے بخش دے ربِ غفور
جملہ پیرانِ طریقت با خدا کے واسطے

شجرۂ عالیہ چشتیہ صابریہ

حمد لا محدود ہے رب العلیٰ کے واسطے
اور درودِ پاک محبوب خدا کے واسطے

خانۂ دل کو میرے چمکا دے اپنے نور سے
سید عبد الاحد نور الہدیٰ کے واسطے

مولوی عبد الرشید و مولوی عبد القدیر
مظہر نور نبی نورِ خدا کے واسطے

مولوی عبد البصیر اولاد گل بابا میاں
شاہ محمد شیر صاحب رہنما کے واسطے

حضرت احمد علی و شاہ درگاہی میاں
شہ جمال اللہ صاحب باصفا کے واسطے

شاہ قطب الدین زہیر و نقشبندِ باخدا
خواجۂ معصوم صاحب بے ریا کے واسطے

شیخ احمد جی مجدد اور شہ عبد الاحد
شاہ رکن الدین صاحب پیشوا کے واسطے

عبدِ قدوس اور محمد عارف حضرت رہنما
احمد عارف پیر کامل باصفا کے واسطے

شاہ عبد الحق، ردولی شہ جلال الدین پیر
شاہ شمس الدین صاحب باخدا کے واسطے

پیر برحق شہ علاؤ الدین صابر کلیری
شہ فرید الدین شکر گنج حق نما کے واسطے

شاہ قطب الدین معین الدین اجمیری میاں
خواجۂ عثمان پیر باصفا کے واسطے

زندنی حاجی شریف و حضرتِ مودود چشت
خواجہ بو یوسف ولی بے ریا کے واسطے

بو محمد چشتی اور خواجہ ابو احمد ولی
شہ ابو اسحاق چشتی رہنما کے واسطے

حضرت ممشاد دینوری ہبیرہ بصریؒ
شہ حذیفہ مرعشی حاجت روا کے واسطے

خواجہ ابراہیم ادہم حضرت خواجہ فضیل
عبدِ واحد ابنِ زید باخدا کے واسطے

حضرت خواجہ حسن بصری ولی نامور
طالب از دستِ علی شیرِ خدا کے واسطے

پیشوائے دینِ برحق سرورِ دنیا و دیں
ساقی کوثر محمد مصطفیٰ کے واسطے

دو جہاں میں لاج رکھ لے بخش دے میرے گناہ
یا الٰہی برگزیدہ اولیاء کے واسطے

شجرۂ عالیہ سہروردیہ

حمد لامحدود ہے رب العلیٰ کے واسطے ‏ ‏ اور درود پاک محبوبِ خدا کے واسطے

خانۂ دل کو میرے چمکا دے اپنے نور سے ‏ ‏ سیّد عبدالاحد نور الہدیٰ کے واسطے

مولوی عبدالرشید و مولوی عبدالقدیر ‏ ‏ مظہر نور نبی نورِ خدا کے واسطے

مولوی عبدالبصیر اولادِ گل بابا میاں ‏ ‏ شاہ محمد منیر صاحب رہنما کے واسطے

حضرت احمد علی و شاہ درگاہی میاں ‏ ‏ شہ جمال اللہ صاحب باصفا کے واسطے

شاہ قطب الدین زبیر و نقشبند باخدا ‏ ‏ خواجہ معصوم صاحب بے ریا کے واسطے

شاہ احمد جی مجدد حضرتِ عبدالاحد ‏ ‏ شیخ رکن الدین صاحب باصفا کے واسطے

عبدِ قدوس اور درویش محمد شاہ پیر ‏ ‏ بڈھن بہرائچی حاجت روا کے واسطے

شاہ اجمل شہ جلال الدین بخاری نامور ‏ ‏ شاہ رکن الدین ولی باخدا کے واسطے

شاہ صدر الدین، بہاؤالدین، شہاب الدین شاہ ‏ ‏ بونجیب نامدار باصفا کے واسطے

از طفیلِ شہ وجیہہ الدین شہ عالی وقار ‏ ‏ حضرتِ عمویہ محمد باحیا کے واسطے

شاہِ عباس احمد دینور ممشاد علو ‏ ‏ شاہِ بغدادی جنیدِ بے ریا کے واسطے

سری سقطی حضرت معروف کرخی کا طفیل ‏ ‏ حضرتِ داؤد طائی باخدا کے واسطے

شہ حبیب عجمی و شہ حضرت حسن بصری ولی ‏ ‏ حضرتِ مولیٰ علی مشکل کشا کے واسطے

سرور دنیا و دین محبوب رب العالمین ‏ ‏ شافع محشر محمد مصطفیٰ کے واسطے

دو جہاں میں لاج رکھ لے اے مرے پروردگار

جملہ پیرانِ طریقت باخدا کے واسطے

شجرۂ عالیہ قادریہ خلفائیہ

یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے
یعنی پیغمبر محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

شاہ عرفاں شبیر یزداں حیدر عالی مقام
آل علیؓ مرتضےٰ مشکل کشا کے واسطے

سبط اکبر وہ شہید سم حسن ابن علی
اور حسن بصری امام اولیاء کے واسطے

آل حبیب عجمی شہدائے حق قطب زماں
حضرت داؤد طائی بارضا کے واسطے

حضرت معروف کرخی پیشوائے عارفاں
اور سری سقطی ولی مقتدا کے واسطے

بادشاہ صوفیا فخر جہاں حضرت جنید
شیخ شبلی عارف ظل خدا کے واسطے

حضرت بوالفضل عبدالواحد صاحب باکمال
اور شاہ بوالفرح باصدق وصفا کے واسطے

بوالحسن قرشی و شاہ بوسعید ذوالکریم
غوثِ اعظم محی الدین باصفا کے واسطے

ابنِ غوث پاک سید عبدالرزاق ولی
اور شرف الدین شاہ اتقیا کے واسطے

حضرت عبدالوہاب مقبولِ رب ذوالمنن
اور بہاؤالدین سید خوش لقا کے واسطے

صاحب ذوق یقین سید عقیل باوقار
اور شمس الدین شاہ بارضا کے واسطے

حضرت سید گدا رحمٰن ابن بوالحسن
اور شمس الدین عارف باخدا کے واسطے

حضرت سید گدا رحمٰن بن محبوب علی
اور فضیل صاحب جود و سخا کے واسطے

شہ کمال کیتھلی اور شیخ سکندر ولی
اور مجدد الف ثانی پیشوا کے واسطے

خواجۂ معصوم اور خواجہ محمدؐ نقشبند
خواجۂ والا زبیر اہل وِلا کے واسطے

شاہ قطب الدین صاحب اور حافظ شہ جمال
شاہ درگاہی ولی کبریا کے واسطے

سید احمد علی شاہ عارف والا گہر
شاہ محمد شیر تاج الاتقیا کے واسطے

حضرت عبدالبصیر اولادِ گل بابامیاں
مظہر نورِ نبی نورِ خدا کے واسطے

از طفیل غوثِ دوراں مولوی عبدالقدیر
ہاتھ اٹھاتا ہے یہ عاصی اب دعا کے واسطے

ہو الٰہی نورِ عرفاں سے منوّر میرا دل
سیّد عبدالرشید باصفا کے واسطے

خانۂ دل کو میرے چمکا دے اپنے نور سے
سید عبدالاحد نورالہدیٰ کے واسطے

خادمانِ سلسلہ جتنے ہیں سب کو بخش دے
اے خدا پیارے محمدؐ مصطفےٰ کے واسطے

خاتمہ ہو کلمۂ توحید پر سب کا حسن
سلسلہ کے مرشدانِ باصفا کے واسطے

اسمائے گرامی پیران عظام سلسلہ عالیہ قادریہ نقشبندیہ چشتیہ صابریہ سہروردیہ

تاریخ ہائے وصال و مقام آرامگاہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ جدیدیہ

۱۔ حضرت مولوی الحاج سید عبدالاحد میاں صاحب (حیات)
آستانہ قادریہ بصیریہ قدیریہ
۷۱۔ اقبال کالونی یمن ہٹی کراچی ۲۸

۲۔ حضرت مولوی قبلۂ عالم سید عبدالرشید میاں صاحب (حیات)
مقام توروجبر شریف (صوبہ سرحد)
(توروجبر شریف کا اسٹیشن جہانگیرہ ہے)

۳۔ حضرت مولوی سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پلی بھیت شریف یوپی (بھارت)
۱۴، محرم الحرام سنہ ۱۳۸۹ھ

۴۔ حضرت مولوی سید عبدالبصیر میاں المعروف التوہ میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پلی بھیت شریف یوپی (بھارت)
۲۶، ربیع الاول سنہ ۱۳۴۴ھ

۵ حضرت سید گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک توروجبر شریف ضلع صوابی
۱۰، رمضان سنہ ۱۱۸۱ھ

حضرت حاجی شاہ جی محمد شیر میاں رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پلی بھیت شریف یوپی (بھارت)
۵، ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۲ھ

۵ حضرت سید احمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک موضع بھٹیوڑہ شریف ضلع رام پور (بھارت)
۱۳، محرم الحرام سنہ ۱۲۶۶ھ

۸ حضرت شاہ درگاہی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ریاست رام پور (بھارت)
۱۴، جمادی الثانی سنہ ۱۲۳۶ھ

۹ حضرت حافظ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ریاست رام پور (بھارت)
۳، صفر سنہ ۱۲۰۹ھ

۱۰ حضرت سید شاہ قطب اللہ رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک مدینہ منورہ
۱۰، رجب المرجب سنہ ۱۱۶۹ھ

۱۱ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سرہند شریف (بھارت)
۴، ذیقعد سنہ ۱۱۵۲ھ

۱۲ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سرہند شریف (بھارت)
۲۹، محرم الحرام سنہ ۱۱۱۴ھ

۱۳ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سرہند شریف (بھارت)
۹، ربیع الاول سنہ ۱۰۷۹ھ

۱۴ حضرت شیخ احمد امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک سرہند شریف (بھارت)
۲۹، صفر سنہ ۱۰۳۴ھ

مزار مبارک موضع چغانیان

۱۰ رجب سنہ ۸۰۲ھ

۵۰۔ حضرت مولوی بہاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک کعبہ عارفان

۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ

۵۱۔ حضرت شاہ سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک سوخار

۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ

۵۲۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک سماس

۱۰ جمادی الثانی ۷۵۵ھ

۵۳۔ حضرت خواجہ عزیزان علی رامتینی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک شہر خوارزم

۱۸ ذی قعد ۷۲۱ھ

۵۴۔ حضرت خواجہ محمود رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک موضع الجیر فغنی شہر بخارا

۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ بقولے ۷۱۷ھ

۵۵۔ حضرت شاہ عارف رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک ریوگر یکم شوال ۶۱۶ھ بقولے ۷۱۵ھ

۵۶۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک غجدوان

۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ

۵۷۔ حضرت یوسف ہمدانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک مرو

۲۷ رجب ۵۳۵ھ

۵۸۔ حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک طوس

۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ

۵۹۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک شہر خرقان قریب شہر طوس

۱۰ محرم ۴۲۵ھ

۶۰۔ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک شہر بسطام

۱۵ شعبان ۲۶۱ھ

۶۱۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ

۱۵ رجب یا ۲۳ شوال ۱۴۸ھ

۶۲۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ

مزار مبارک جنت البقیع مدینہ منورہ

۲۴ جمادی الاول ۱۰۱ھ

۶۳۔ حضرت شاہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

مزار مبارک شہر مدائن

۱۰ رجب ۳۳ھ

۶۴۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

در روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مدینہ منورہ

۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ

۶۵۔ حضرت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ

مزار مبارک سرہند شریف

۱۷ رجب ۱۰۰۰ھ

۶۶۔ حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی بھارت
۴ شوال ۹۸۳ھ

۶۷۔ حضرت شیخ عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور یوپی بھارت
۲۳ جمادی الثانی ۹۴۴ھ

۶۸۔ حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قصبہ ردولی شریف
۲۱ شعبان [illegible]ھ

۶۹۔ حضرت شیخ احمد عارف رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک قصبہ ردولی شریف
۲۱ شوال [illegible]ھ

۷۰۔ حضرت شیخ احمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک ردولی۔ بھارت
۱۵ جمادی الثانی ۸۳۷ھ

۷۱۔ حضرت خواجہ جلال الدین کبیر الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پانی پت (بھارت)
۱۳ ربیع الاول ۷۶۵ھ

۷۲۔ حضرت خواجہ شمس الدین ترک رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پانی پت (بھارت)
۱۹ شعبان ۷۱۵ھ

۷۳۔ حضرت علاؤالدین صابر رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پیران کلیر (بھارت)
۱۳ ربیع الاول ۶۹۰ھ

۷۴۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک پاکپتن شریف پنجاب
۵ محرم ۶۶۴ھ

۷۵۔ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک شہر دہلی بھارت
۱۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ

۷۶۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک اجمیر شریف بھارت
۶ رجب ۶۳۳ھ

۷۷۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک مکہ معظمہ مابین کعبہ شریف
اور جنت المعلیٰ
۲۶ شوال [illegible]ھ

۷۸۔ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک زندنہ
۶ رجب ۵۸۴ھ

۷۹۔ حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک چشتیہ قصبہ شہر ہرات
سے ۳۰ کوس کے فاصلے پر ہے۔
یکم رجب ۵۲۷ھ

۸۰۔ حضرات خواجہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک چشت
۳ رجب ۴۵۹ھ

۸۱۔ حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک چشت
یکم رجب ۴۱۱ھ

۸۲۔ حضرت ابو احمد ابدال چشتی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک چشت
یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ

۸۳۔ حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک شہر عکہ (ملک شام)
۱۴ ربیع الثانی ۳۲۹ھ

۸۴۔ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک عکہ ملک شام (تحقیق نہیں)
۱۴ محرم ۲۹۹ھ

۸۵۔ حضرت خواجہ ہبیرۃ البصری رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بصرہ
۷ شوال ۲۸۷ھ

۸۶۔ حضرت خواجہ حذیفۃ المرعشی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک "کس" (تحقیق نہیں)
۱۴ شوال ۲۵۲ھ

۸۷۔ حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک جبلہ (شام)
۲۶ جمادی الاول ۱۶۲ھ

۸۸۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک جنت المعلیٰ مکہ معظمہ
۷ محرم ۱۸۷ھ

۸۹۔ حضرت خواجہ علو اصحنہ رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک [illegible]
۲۰ صفر ۱۰۰ھ

سلسلۂ عالیہ سہروردیہ

۹۰۔ حضرت شیخ الاسلام شیخ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک فیض آباد
۱۶ محرم ۹۹۶ھ

۹۱۔ حضرت سید بڈھن بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ
مزار شریف شہر بہرائچ
۸ شوال ۸۰۰ھ

۹۲۔ حضرت قاضی سید عبد الملک المعروف بہ شاہ اجمل بہرائچی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بہرائچ شریف
۲۵ رمضان ۹۲۸ھ

۹۳۔ حضرت سید جلال الدین بخاری المُلَقّب مخدوم جہانیاں جہانگشت رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک قصبہ اوچ شریف ضلع بہاولنگر
۱۰ ذی الحجہ ۷۸۵ھ

۹۴۔ حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک ملتان
۱۶ رجب ۷۳۵ھ

۹۵۔ حضرت شیخ شاہ صدر الدین عارف رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک والد ماجد کے پہلو میں ملتان
۲۳ ذی الحجہ سنہ ۶۸۴ھ

۹۶۔ حضرت شیخ الاسلام غوث العالم بہاؤ الدین ذکریا سہروردی ملتانی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک ملتان
۷ صفر سنہ ۶۶۶ھ

۹۷۔ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک شہر بغداد
یکم محرم سنہ ۶۳۲ھ

۹۸۔ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ مزار مبارک دجلہ کے کنارے بغداد شریف ۱۷ جمادی الثانی سنہ ۵۶۳ھ

۹۹۔ حضرت شیخ وجیہ الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک شہر بغداد شریف
۲ رمضان المبارک سنہ ۵۶۶ھ

۱۰۰۔ حضرت شیخ عمویہ رحمتہ اللہ علیہ
۱۵ رجب سنہ ۳۷۳ھ

۱۰۱۔ حضرت شیخ ابو العباس احمد اسود دینوری رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک سمرقند
۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۶۶ھ
بقولے محرم سنہ ۳۴۰ھ

۱۰۲۔ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
۶ رجب سنہ ۲۹۷ھ بقولے سنہ ۲۹۸ھ

۱۰۳۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ
مزار شریف بغداد شریف گورستان شونیزیہ میں ہے۔
۳ رمضان سنہ ۲۵۳ھ

۱۰۴۔ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
۲ یا ۲۰ محرم سنہ ۲۰۰ھ

۱۰۵۔ حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
۲۸ ربیع الاول سنہ [illegible]ھ

۱۰۶۔ حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بصرہ
۹ رمضان سنہ [illegible]ھ بعض کا قول ہے سنہ [illegible]ھ

۱۰۷۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بصرہ
۵ رجب سنہ ۱۱۰ھ

سلسلۂ عالیہ قادریہ خلفائیہ

۱۰۸۔ حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
۲۷ ذی الحجہ سنہ ۳۳۴ھ

۱۰۹۔ حضرت ابو الفضل رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک اندرون مقبرہ امام حنبل بغداد شریف
جمادی الآخر سنہ ۴۲۵ھ

۱۱۰۔ حضرت شاہ ابو الفرح رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک شہر طرطوس
۳ شعبان سنہ ۴۴۷ھ

۱۱۱۔ حضرت ابو الحسن قرشی رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
یکم محرم سنہ ۴۸۶ھ

۱۱۲۔ حضرت شاہ ابو سعید ذو الکریم رحمتہ اللہ علیہ
مزار مبارک بغداد شریف
۱۰ محرم سنہ ۵۱۳ھ

سلسلۂ عالیہ قدریہ کی کتابیں ملنے کے پتے

۱۔ دربار سیدنا حضور اللہ ھو میاں رحمۃ اللہ علیہ پیلی بھیت شریف (یو.پی)

۲۔ آستانہ قادریہ بصیریہ قدریہ جہانگیر روڈ نمبر ۲، نزد فیصل پیٹرول پمپ، کراچی۔ پاکستان

۳۔ بزم قادریہ قدریہ ویلفیر اور آرگینائزیشن (رجسٹرڈ) ۸۷۷، چوہان بانگر، گلی نمبر ۳، رشی کردم مارگ، دہلی۔ ۵۳

۴۔ بزم آل انڈیا شاہ جی اکیڈمی (رجسٹرڈ) ۵۵۵ محلہ ذخیرہ، بریلی، پیلی بھیت شریف (یو.پی.)

۵۔ دربار شریف پیر طریقت مولانا شاہ محمد شیر عالی رحمۃ اللہ علیہ (قصبہ ماھینہ ضلع بلند شہر (یو.پی.)

۶۔ جناب عبد الحاج شاہ جی رفیق صاحب محمدی قدری دربار مولانا الحاج ولی محمد صاحب قدری رحمۃ اللہ علیہ بازار صندل خاں بریلی

۷۔ جناب حافظ وسیم صاحب حافظ ارشاد صاحب و جعفر بنگالی آستانہ قدریہ کٹرہ چاند خاں پرانا شہر بریلی

۸۔ پیر طریقت الحاج صوفی اعجاز میاں صاحب قدری آستانہ قدریہ اعجازیہ نانکار رام پور شریف

۹۔ حضور مناظر اعظم ہند مولانا سید محمد انتخاب حسین قدری کتب خانہ قدریہ رشیدیہ قدری منزل محلہ سرول [illegible]

۱۰۔ جناب صوفی اختر صاحب قدری آستانہ قدریہ گلی نمبر ۱۴، نارتھ گونڈا، دہلی۔ ۵۳

۱۱۔ جناب صوفی شمیم الحسن صاحب قدری آستانہ قادریہ قدریہ رشیدیہ N-۸۴، ویلکم سیلم پور، دہلی۔ ۵۳

۱۲۔ خانقاہ قدریہ مصطفےٰ آباد گلی نمبر ۱۱۔ ۲۵ فٹا روڈ، دہلی نمبر ۱۳۔ خانقاہ قدریہ او۔ بلاک سندر نگری، دہلی

۱۳۔ احمد حسین قدری چچا حاجی تجمل حسین میموریل سوسائٹی گلی نمبر ۱۰، مکان نمبر ۱۴۵، جعفر آباد، دہلی۔ ۵۳

۱۴۔ جناب حاجی پرویز صاحب و فیروز صاحب قدری، چوہان بانگر، گلی نمبر ۳، رشی کردم مارگ، دہلی۔ ۵۳

۱۵۔ حاجی رحمت حسین صاحب قدری گلی نمبر ۳، نزد غریب نواز مسجد، برہم پوری، دہلی۔ ۵۳

۱۶۔ جناب اسرار الحق صاحب (بن صوفی اسرار الحق صاحب) قدری، غفار منزل، اوکھلا، دہلی

۱۷۔ جناب عبد الحاج محمد عثمان میاں صاحب قدری، ۶۰۹، نو پاز بلڈنگ نزد چیرا ڈائیز، نزد ایورشائن، میرا روڈ (E)، تھانہ

۱۸۔ خانقاہ قدریہ [illegible] سورت (گجرات)

۱۹۔ خانقاہ قدریہ [illegible] ناسک (مہاراشٹر)

۲۰۔ خانقاہ قدریہ [illegible] حیدر آباد (آندھرا پردیش)

۲۱۔ خانقاہ قدریہ [illegible] حیدر آباد (آندھرا پردیش)

۲۲۔ [illegible] قدری [illegible] (کلکتہ)

شجرۂ نسب

حضرت علامہ سید عبدالاحد میاں [illegible]

بن

حضرت علامہ سید عبدالرشید میاں [illegible]

بن

حضرت علامہ سید عبدالقدیر میاں رحمۃ اللہ علیہ

بن

حضرت علامہ سید عبدالبصیر میاں [illegible]

بن

حضرت سید رحیم اللہ میاں [illegible]

بن

حضرت سید معزاللہ میاں [illegible]

بن

حضرت سید حبیب اللہ میاں رحمۃ اللہ علیہ

بن

حضرت سید جان محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

بن

حضرت غوث دوراں حافظ سید گل محمد میاں
عرف حضرت سید گل بابا میاں رحمۃ اللہ علیہ

مزار مبارک تورڈھیر شریف ضلع صوابی صوبہ سرحد

حضرت سید [illegible]

بن

حضرت سید [illegible]

بن

حضرت سید [illegible]

بن

حضرت سید شاہ محمد لقب [illegible] رحمۃ اللہ علیہ
[illegible]

بن

حضرت سید تاج الدین [illegible] رحمۃ اللہ علیہ
عرف سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
فرزند پنجم حضرت غوث اعظم
سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ

مسالک السالکین کے گذشتہ ایڈیشن میں کچھ غلطیاں تھیں۔ انہیں اس ایڈیشن سے نکال دیا گیا ہے۔ اسکے باوجود بھی اگر کچھ غلطیاں رہ گئیں ہیں تو اسکے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

منجانب
آستانہ قادریہ بصیریہ قدیریہ

ممبران قادریہ قدیریہ ویلفیئر آرگنائزیشن رجسٹرڈ دہلی

جناب حاجی پرویز انور صاحب قدیری صدر قادریہ قدیریہ ویلفیئر آرگنائزیشن رجسٹرڈ دہلی

جناب احمد حسین بچی صاحب قدیری جنرل سکریٹری قادریہ قدیریہ ویلفیئر آرگنائزیشن رجسٹرڈ دہلی

جناب مولانا حافظ وقاری سید محمد انتساب حسین صاحب قدیری محلہ کرولہ [illegible] یوپی

جناب محمد صادق حسین صاحب قدیری خادم دربار اللہ ہو میاں، پیلی بھیت شریف، یوپی

جناب حافظ نبیہ احمد صاحب قدیری خادم دربار اللہ ہو میاں، پیلی بھیت شریف، یوپی

جناب حافظ ریاض محمد صاحب قدیری خادم دربار اللہ ہو میاں، پیلی بھیت شریف، یوپی

جناب الحاج قاری عطاء الرحمن صاحب قدیری (قاضی شہر) کاشی پور، اودھم سنگھ نگر، یو اے

جناب کاشف کمال صاحب قدیری H بلاک، سیلم پور، دہلی

جناب ماسٹر شبیر محمد صاحب قدیری مصطفےٰ آباد، دہلی

جناب صوفی فقیر محمد صاحب قدیری باورچی مصطفےٰ آباد، دہلی

جناب فرحت قدیری اڈووکیٹ مصطفےٰ آباد، دہلی

جناب ممتاز خاں صاحب (بن صوفی اختر قدیری) نارتھ گھونڈہ، دہلی

جناب اطہر خاں صاحب (بن صوفی اختر قدیری) نارتھ گھونڈہ، دہلی

جناب عابد خاں صاحب (بن صوفی اختر قدیری) نارتھ گھونڈہ، دہلی

جناب مصطفےٰ کمال خاں صاحب قدیری، نارتھ گھونڈہ، دہلی

جناب ماشاء اللہ صاحب قدیری کراؤن میڈیکل، نارتھ گھونڈہ، دہلی

جناب ڈاکٹر فرحت صاحب قدیری، گلی کلیان سنیما، دہلی

جناب شبن خاں صاحب قدیری، گلی کلیان سنیما، دہلی

جناب حاجی محمد فیض خاں صاحب قدیری، گلی کلیان سنیما، دہلی

جناب حاجی رحمت صاحب قدیری، گلی کلیان سنیما، دہلی

جناب محمد [illegible] صاحب قادری بن صوفی ادریس صاحب نئے والی گلی، چوہان بانگر، دہلی

جناب مجیب صاحب قادری، K بلاک، سیلم پور، دہلی

جناب اسلم صاحب قادری (ایئرپورٹ والے) دہلی سنوری، سیلم پور، دہلی

جناب شمیم الحسن صاحب قادری N بلاک، ویلکم، سیلم پور، دہلی

جناب حاجی محمد شریف صاحب قادری، فوٹو چوک، ویلکم، سیلم پور، دہلی

جناب محمد [illegible] صاحب لطیفی صابری، فوٹو چوک، ویلکم، سیلم پور، دہلی

جناب وارث صاحب قادری، اوکھلا، دہلی ☆☆ جناب ریاض احمد صاحب قادری ([illegible])، اوکھلا، دہلی

جناب محمد سبحان خان صاحب قادری امتیاز چڈا، N.H. II، اسکول کے سامنے، میرا روڈ ایسٹ، تھانے، ممبئی

جناب سید لیاقت حسین صاحب قادری، جناب محمد ایوب خاں صاحب قادری، نزد [illegible]، میرا روڈ، ممبئی

جناب نجیب الرحمن قادری، سبھاش وہار، بھجن پورا، دہلی

جناب یسین صاحب (رام پور والے) نزد چاند مسجد، جعفر آباد، دہلی

جناب عبد الحمید صاحب قادری عثمان پور، تیسرا پشتہ گلی نمبر ۳، دہلی

جناب محمد حنیف صاحب ملاجی قادری عثمان پور تیسرا پشتہ، گلی نمبر ۲، دہلی

جناب حاجی محمد یونس صاحب قادری عثمان پور، تیسرا پشتہ، گلی نمبر ۲، دہلی

جناب [illegible] الحق صاحب (بن صوفی اسرار الحق صاحب) قادری، غفار منزل، اوکھلا، دہلی

جناب عبد المجید صاحب و شمشاد صاحب قادری مدھو وہار، دہلی

جناب محمد [illegible] صاحب قادری نزد نوری مسجد موہن گارڈن، دہلی

جناب محمد [illegible] صاحب قادری بن منصور صاحب قادری (مرحوم) گدھے والی مسجد، چوہان بانگر، دہلی

جناب محمد [illegible] خان صاحب قادری محلہ سلوٹان، جے پور، راجستھان

جناب محمد [illegible] خان صاحب جگت سکھ [illegible] منالی، ضلع کلو، ہماچل پردیش

جناب [illegible] محمد [illegible] صاحب قادری امام مسجد کوڑھی کالونی، سیما پوری، دہلی

جناب شمس الدین صاحب قدیری، بلی اسٹار لونڈری، ... ممبئی

جناب حافظ قاری محمد عقیل صاحب قدیری، مدینہ شریف ہوٹل ... ممبئی

جناب محمد ادریس صاحب قدیری، امپیریل ریسٹ ہاؤس، ... ممبئی

جناب محمد حنیف صاحب قدیری، مدینہ شریف ہوٹل ... ممبئی

جناب شیخ ستار صاحب قدیری، A ملبیاں، 21 ... سورت، گجرات

جناب اصغر حسین صاحب قدیری، 556 صدر آل انڈیا شاخ الیدنی محمد ...

جناب بشیر احمد صاحب (مرحوم)، بریلی، یوپی

جناب سلیم اختر صاحب حسنی قدیری، بریلی، یوپی

جناب غلام غوث صاحب قدیری، آل انڈیا شاخ الیدی، بریلی، یوپی

جناب حافظ قاری جناب انوار صاحب قدیری محلہ ... دہلی

جناب حافظ مشیر صاحب، امام مسجد مبارک چوہان بانگر، دہلی

جناب حاجی یاسین صاحب قدیری، رام پور گلی کشمیری ہلڈنگ، جعفرآباد، دہلی

جناب سلیم صاحب قدیری رام پوری، رمیش پارک لکشمی نگر، دہلی

جناب شرافت حسین قدیری صاحب، رام پور، یوپی ☆ جناب فرید خان صاحب، رام پور، یوپی

جناب منصور الحق صاحب قدیری، (بن صوفی اسرار الحق صاحب قدیری) 527 نفیس منزل، جامعہ نگر، دہلی

جناب اعجاز الحق صاحب قدیری، (بن صوفی اسرار الحق صاحب قدیری)، 527 نفیس منزل، جامعہ نگر، دہلی

جناب شمشاد صاحب قدیری، نونو چوک، ویلکم، سیلم پور، دہلی

جناب عبدالوحید صاحب قدیری، سبھاش پارک، ویلکم سیلم پور، دہلی

جناب انور صاحب قدیری، مصطفیٰ آباد، 25 فٹا روڈ، دہلی
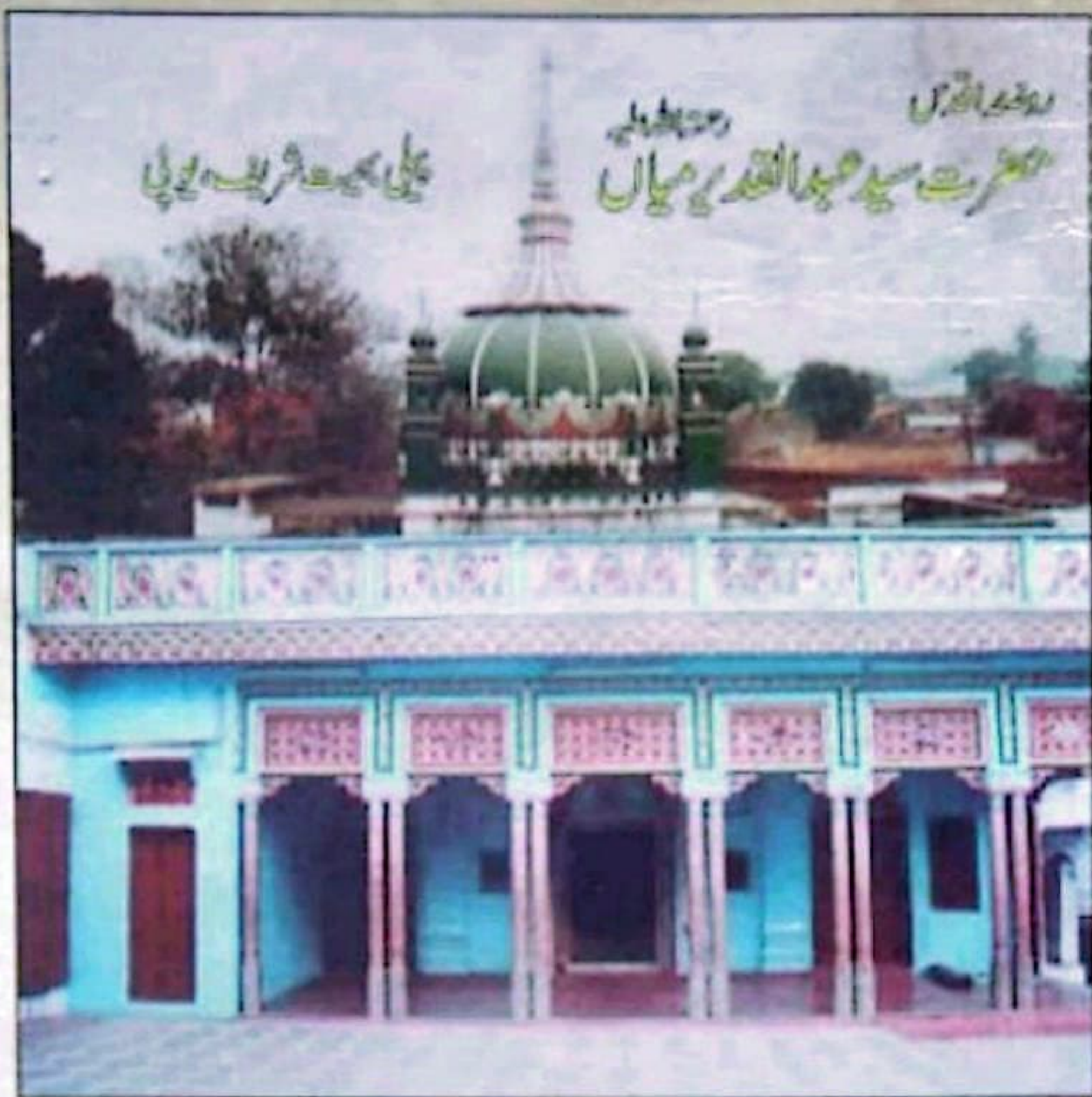
ہماری آنے والی کتاب

مَسالِکُ السّالکِین جلد دوم

اس کتاب میں سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ، سلسلۂ چشتیہ مجددیہ اور سلسلۂ سہروردیہ مجددیہ کے شجرے کے اور دیگر بزرگانِ دین کے تفصیلی حالات اور واقعات درج ہیں۔